وِکرم اُروسی

یعنی

مہاکوی کالیداس کے ایک مشہور ناٹک کا ترجمہ

مع

ایک بسیط مقدمہ کے جس میں ہندو ڈراما کی تاریخ اور نوعیت پر مفصل بحث کی گئی ہے

مرتبہ

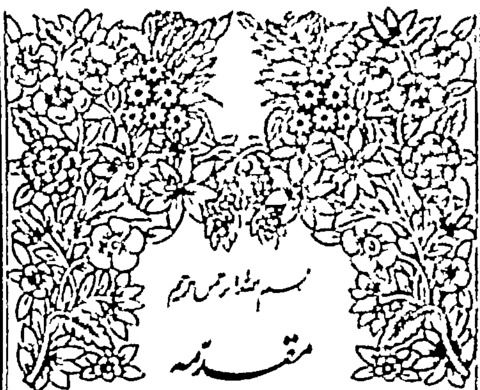
جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی اے جج ہائیکورٹ
حیدرآباد دکن

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درآ ÷ تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن درآ

محمد بشیر الدین خاں مہتمم کے اہتمام سے

محمد ابراہیم خان کے مطبع شمسی آگرہ میں چھپی

۱۹۰۷ء



ڈراما کی اصل | تو دلچسپی تماشائے حیات کے لئے عام ہے اور اسی کا یہ کرشمہ ہے کہ انسان ابتدا ہی سے اپنی صورت اپنی ہیئت وضع قطع لہجہ اپنی روش کا دلدادہ ہوتا ہے اور اسکے بعد اگر کوئی پیر اسکو ستاتی ہے تو وہ چاہتا ہے جو اس سے کسی طرح مربوط یا متعلق ہو جس میں خود اسکی مماثلت ثبت لگاؤ یا اور جس ہوتی ہو چونکہ اس دور میں ہستی با انداز معاشرت سے اس لئے یہاں صاحب اندازے اسکی ہیچ کسی انگریز سے کم کاٹ چھانٹ میں سرگرم رہے ہیں اور طاقت کی کوششوں کا رخ بھی یہی رہا ہے جس طرح بچے کو خود اسی کی مربوط باتوں سے بہلایا پھسلایا کرتے ہیں اسی طرح ان ادیان حق اللہ نے بھی انسان کو راہ راست پر لانے کا ستر ذریعہ یہی پایا کہ اسکو خود اسی کی تصویر مختلف صوروں میں دکھائی جائے سب سے پہلے اُن تصویروں

کا نام احسن القصص اور فلسفہ نے حدیث وتمثیل اور ادب نے نثر مین قصہ کہانی یا ناول اور شاعری مین ڈراما رکھا۔ قلبِ انسانی نگاہ اور عالم خارجی سیرگاہ ہے۔ اگرچہ اس سیرگاہ مین کوئی ایسی شے نہین ہے جو نگاہ کے سامنے سے نہ گزرتی ہو مگر مختلف اشیا کا اثر بھی مختلف ہوتا ہے۔ کسی مین کششِ مقناطیسی ہوتی ہے اور کسی مین سالبہ۔ کوئی تو نگاہ کو مقیّد کر لیتی ہے اور کوئی پیچھے ہٹاتی ہے۔ کوئی خیرہ کر دیتی ہے اور کوئی منوّر۔ اسی وجہ سے قلب انسانی مختلف جذبات کا جولانگاہ بنا رہتا ہے۔ اور اُن مین سے جو جذبات اسقدر قوی ہوتے ہین کہ نہ روکے سے رُکتے ہین اور نہ نکالے سے نکلتے ہین اُن کے اظہار کا نام بشرطیکہ وہ بھی پُرجوش ہو شاعری ہے۔ اگرچہ یہ جذبات تمام بنی نوع انسان مین مشترک ہین لیکن ہر شخص اُن کے اظہار پر قدرت نہین رکھتا۔ یہ کام شاعر ہی کے دماغ اور قلم اور نقاش کی نگاہ اور برش کا ہے کہ وہ اپنی محسوسات اور مدرکات سے ایک ایسا آئینہ بنا کر پیش کر دیتے ہین جس مین دوسرون کو بعینہ اپنے ہی جذبات اندرونی کی تصویر نظر آتی ہے۔ اگرچہ شاعری کے تمام اقسام کی یہی کیفیت ہے لیکن ڈراما تو گویا اُس کا نچوڑ ہے کیونکہ شاعری کے دوسرے اقسام مختلف جذبات انسانی کے اظہار سے تعلق رکھتے ہین۔ لیکن برخلاف اُسکے ڈراما مین ایک ہی جگہ مختلف طبقے اور درجے کے لوگون کی حالتون کی تصویر جو اُن پر مختلف جذبات کے غلبہ پانے سے طاری ہوتی ہین دکھائی جاتی ہے۔ گویا کہ جولانگاہ جذبات انسانی کا لقب جس طرح کہ ڈراما پر صادق آتا ہے۔ اُس طرح دوسری اقسام پر نہین آتا۔

ہندو ڈراما کی اصلیت اور اُسکا تعلق یونانی ڈراما کے ساتھ

نفس ڈراما کا مطالعہ جس باریکی سے قدیم یونانیوں نے کیا۔ ویسا کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا۔ اور اس لئے جس طرح کہ اُن کو دوسرے علوم کی ایجاد کا شرف حاصل ہے اُسی طرح ڈراما کا تصور بھی صحیح طور پر سب سے پہلے اُنھوں نے قائم کیا۔ اگرچہ نقالی اور برجستہ مکالمہ کا رواج قدیم ہندوؤں میں بھی جاتراؤں اور راس لیلاؤں کی شکل میں دوسری اقوام کی طرح پایا جاتا ہے مثلاً ویدوں اور برہمنا اور ویدانتا اور خاص کر راماین و مہابھارت میں بہت سے مکالمے موجود ہیں جو ڈراما کی بنیاد ہو سکتے ہیں۔ اور گو اُنھوں نے ڈراما کی ایجاد کو بھی ایسے دوسرے علوم کی طرح خالق اکبر برہما سے منسوب کر کے غیر حقیقی روشنی کے ہالے سے ایسا چھپا دیا ہے کہ نظر کام نہیں کرتی لیکن جرمن محققوں کی دقیقہ رس جفاکشی کو سنسکرت ناٹک میں یونانی ڈراما کا جلوہ نظر آیا اور جب یہ خیال کیا جائے کہ اسکندر اعظم کے جنرل سلیوکس نے میں ہندوستان کی سرحد پر ایک عظیم الشان یونانی سلطنت بنام بیکٹریا یا باختر قائم کی جو چار صدی تک نہایت زور و قوت کے ساتھ قائم اور سلاطین ہند کے ساتھ کبھی دست و گریباں اور کبھی دست و بغل رہی یہانتک کہ سلیوکس نکیٹر نے اپنی لڑکی بھی چندر گپت راجہ مگدھ کو دینے میں تامل نہیں کیا تو یہ امر آسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ امتداد زمانہ اور باہمی میل جول اور تبادلہ خیالات کی وجہ سے ہندوؤں اور یونانیوں میں بہت قوی تعلقات پیدا ہو گئے ہوں گے۔ پس کیا عجب ہے کہ عام ہندوؤں کو خواہ سلیوکس نکیٹر کی بیٹی کی وجہ سے دربار چندر گپت میں خواہ باہمی آمد و رفت کی وجہ سے عام بیکٹریا میں یونانی

ناٹک دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو۔ اِس کے علاوہ ایک اور قوی وجہ اس خیال کی یہ بھی ہے کہ ہندؤن مین ڈراما کا نشو ونما اُس زمانے مین ہوا جبکہ مذہب بودہ کے داعی تمام اکناف عالم مین پھیل گئے تھے اور اُن کی وجہ سے اقوام غیر سے ہندؤن کے نہایت مضبوط تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ ان امور پر غور کرنے سے بھی یہی نتیجہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اولاً یہ کہ ڈراما کا نشو ونما پہلے پہل درباران اوذہی یعنی اجین و مالوہ ہی مین ہوا جنکے تعلقات شاہان بکٹریا کے ساتھ نہایت قوی تھے۔ دوسرے زبان سنسکرت مین پردے کو یوَنِکا یعنی منسوب بہ یون کہتے اور یون زبان سنسکرت مین یونانیون کو کہتے ہین۔ گوکہ بعد مین دوسری اقوام پر بھی اس کا اطلاق ہونے لگا۔ تیسرا امر یہ ہے کہ مذہب ہندؤن کے جذبات وخیالات پر اس قدر چھایا ہوا ہے کہ اُنکا کوئی فعل کوئی حرکت کوئی علم کوئی فن ایسا نہین جس پر مذہبی روغن نہ چڑھا ہوا ہو۔ برخلاف اس کے ڈراما کے ایسے بہت سے اقسام ہین جن کو مذہب سے کوئی تعلق نہین ہے اس سے بھی پایا جاتا ہے کہ اس فن کی اصلیت کسی اور ملک سے ہوگی۔

یونانی و ہندو ڈراما مین فرق

لیکن جہان تک غور کیا جاتا ہے قدیم ہندؤن نے اگر یونانی ڈراما سے فائدہ اُٹھایا تو صرف تماشے ہی دیکھکر اُٹھایا یہ فن بطور علم کے اُن تک نہین پہونچا۔ کیونکہ اُن کے ناٹکون مین ارسطو کے اتحاد ثلاثہ[۱]

[۱] ارسطو کے نزدیک ناٹک کے لئے تین چیزون کا ہونا ضروری ہے یعنی اتحاد زمانی واتحاد مکانی و اتحاد عمل یعنی تمام ناٹک کا ایک ہی زمانہ اور ایک ہی مقام اور ایک ہی قصہ پر مشتمل ہونا۔

یادگار یہ تقسیم[۵۱] یا یونانی کورس[۵۲] یعنی ہم آہنگی کا پتہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے ذہن رسا
اور فکر باریک نے وہ وہ موشگافیاں ناٹک کی مدوں میں کی ہیں کہ کبھی یونانیوں کے
خیال میں بھی نہ گذری ہوگی۔ سچ یہ ہے کہ اس کی دقیقہ سنجی نے ابتدا ہی میں اس کو ایسے
درجہ کمال پر پہنچا دیا کہ وہ یورپ میں ہزار ڈیڑھ ہزار برس کی کوشش کے بعد نصیب
ہوا۔ یونانیوں نے جو اتحاد زمانی و مکانی کی قید لگائی تھی اُس کی غایت اس سے زیادہ
یہ تھی کہ اُس ابتدائی زمانے میں مختلف مقامات کے سین دکھانا اُن کی قدرت سے
باہر تھا۔ اُسی طرح ٹریجڈی و کامیڈی کی تقسیم اگرچہ منطقی طور پر درست ہے لیکن ڈراما کی
اصلی غرض کے منافی ہے جو اس سے زیادہ نہیں ہے کہ دیکھنے والوں کو لطف کا
لطف آئے اور نصیحت کی نصیحت ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ٹریجڈی میں دردناک واردات اندوہ و غم
کی وجہ سے نصیحت تو ہوتی ہے مگر لطف بہت کم آتا ہے۔ اسی طرح کورس یعنی ہم آہنگی
کی اُسی وقت تک ضرورت تھی جب تک کہ قصے کو خود اشخاص متعلقہ کے ذریعے سے
سلجھانا نہ آتا تھا اور جب زود طبیعت نے یہ معما حل کر کے دوسرے راستے بتا دیئے تو

[۵۱] یونانیوں میں ڈراما کی دو قسمیں تھیں ایک وہ جس کا خاتمہ کسی رنج و اندوہ پر ہوا اور دوسرے وہ جو بخیر و خوبی
انجام کو پہنچیں اور اُن کے نام (ٹریجڈی اور کامیڈی) یعنی مرثیہ و طربیہ

[۵۲] کورس سے مراد چند لوگوں کا آواز ملا کر گانا ہے اور اس سے یونانی یہ کام لیتے تھے کہ جو
ذیلی واقعات قصہ کے اہم واقعات میں جوڑنے کے لئے ضروری ہوتے تھے اُن کا اظہار کورس
کی زبانی کیا کرتے تھے۔

پھر اُس کی ضرورت نہ رہی۔ پس گو یونانیون کی جدت طرازی الفضل للمتقدمین کے لحاظ سے
قابل شکرگزاری ہے لیکن ہند ڈراما اسکائیلس اور سوفوکلیز اور یوری پیڈیز کی زیادہ ممنون
احسان نہین ہے وہ برخلاف اسکے شکسپیر اور بن جانسن کے ناٹکون سے زیادہ ملتی
جلتی ہے جنکی بنیاد اُس کے ڈیڑھ ہزار برس بعد پڑی۔

ڈراما کی قسمین | ہندؤن کی قدامت پرستی نے ڈراما کی ایجاد ایک مُنی بھرت سے
منسوب کی ہے لیکن بعض اس سے بھی اونچے اُڑکر کہتے ہین کہ
در اصل یہ فن خالق اکبر برہما نے ویدون سے اخذکر کے بھرت کو سکھایا تھا پس گو اس فن کی
ابتدا دوسرے فنون کی طرح وید سے نہوئی تھی لیکن ہندؤن کے مذہبی طرز خیال نے کھینچ
تان کر اسکا ماخذ بھی ویدہی کو قرار دیا۔ خواہ اس فن کی ابتدا کسی طرح ہوئی ہو اس مین شک
نہین کہ باریک نظر ہندؤن نے اس فن مین وہ وہ موشگافی کی ہے کہ آج تک حیرت مین
ڈالتی ہے۔ اُن کے منطقی دماغ نے شاعری کی دو قسمین کی ہین ایک درشئے
یعنی "جو دیکھا جا سکے" اور دوسرے سروے یعنی "جو سُنا جا سکے" اور اس لیئے ڈراما
دوسری قسم مین داخل ہے۔ خود فن ڈراما کو **روپک** کے اسم کُلی سے زینت دی گئی
ہے جو ایک ادنی قسم اُپ روپک پر بھی حاوی ہے۔ سب سے پہلے **روپک** کی تین قسمین
نکلین۔ ناٹیئے۔ نرتیئے و نرت اور یہ تماشے دیوتاؤن کے سامنے گندھرب[۱] اور اپسرس[۲]

[۱] آسمانی گویتے۔

[۲] آسمانی پریان۔

کیا کرتے[1] تھے۔ لیکن سنگیت کے بعد میں دو قسمیں تانڈو اور لاسیے کے نام سے اور بڑھائیں۔ ان پانچوں قسموں میں سے صرف ناٹیہ ہی پر اصلی ڈراما کی تعریف صادق آسکتی ہے کیونکہ اس میں مکالمہ کے ساتھ تماشا بھی داخل ہے۔ باقی نرتیّہ نام ہے تال کا ملا کر ہاتھ ہلانے کے اور نرت کا اطلاق صرف ناچنے پر ہوتا ہے اور تانڈو اور لاسیے بھی ناچنے کی قسمیں ہیں۔

روپک کی قسمیں | روپک کی دس قسمیں ہوتی ہیں جن میں ناٹک سب سے پہلی قسم ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ سنسکرت کا سب سے مکمل اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ ناٹک میں ضرور ہے کہ جو قصہ بیان کیا جائے وہ یا تو دیوتاؤں سے تعلق رکھتا ہو یا تاریخ سے یا کچھ مذہبی اور کچھ تاریخی ہو۔ اور قصہ کا موضوع یا تو کوئی اولوالعزم بادشاہ ہو یا دیوتا یا اوتار اور ایک ہی رس یعنی جذبہ مثلاً عشق یا جرأت وغیرہ سے سروکار رکھتا ہو۔ قصہ بھی سیدھا سادہ ہو اور اس سے واقعات اسی طرح نکلتے پیدا ہوتے ہوں جیسے بیج سے درخت۔ قصہ کا زمانہ بھی چند دن یا زیادہ سے زیادہ ایک سال ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیے اور طرز ادا بھی مرغوب ہو۔ اس میں بحیثیت مجموعی پانچ ایکٹ سے کم اور دس ایکٹ سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ ناٹک کی مثالیں شکنتلا و مدرا راکشش و وینی سنہار وغیرہ ہیں۔ روپک کی دوسری قسم پرکرن ہے۔ بالکل ناٹک کے مشابہ ہے مگر اس کے قصے اس قدر اعلیٰ نہیں ہوتے۔

[1] اندر سبھا کی اصلیت یہی ہے۔

قصّہ محض فرضی ہونا چاہیئے اور مضمون عشق اور موضوع خواہ کوئی امیر ہو یا برہمن یا سوداگر اور ہیروان خواہ کوئی خاندانی لڑکی ہو یا **ویسیا** (بیسوا) تیسری قسم **بھانہ** ہے اُس مین صرف ایک ایکٹ مین کسی ایک شخص کے ذریعے سے مختلف قسم کے واقعات خواہ آپ بیتے ہون خواہ جگ بیتے بیان کیے جاتے ہین - چوتھی قسم **ویایوگ** ہے جسمین صرف کسی جنگی معرکہ کا بیان کیا جاتا ہے اور عورتون کو کوئی دخل نہین ہوتا - پانچوین قسم **سموکا** مین تین ایکٹون مین کوئی دیوتاؤن کا قصہ بیان کیا جاتا ہے چھٹی قسم **ڈیم** کی بھی یہی کیفیت ہے مگر ضرور ہے کہ مضمون زیادہ ڈراؤنا یا عبرت انگیز ہو - ساتوین قسم **اہام رگ** ہے بعض لوگون کا خیال ہے کہ یہ ایک ایکٹ پر محدود ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ناٹک کی تمہید یا اختتام پر مشتمل ہے مگر ضرور ہے کہ درد انگیز ہو - نوین قسم **وِٹھی** ہے اور یہ تیسری قسم بھانہ سے مشابہ ہے لیکن اس مین دو ایکٹ ہو سکتے ہین اور گفتگو ظرافت اور ابہام سے مالامال ہونی چاہیئے - دسوین قسم **پرہسن** ہے جو بطور تمسخر یا ہجو کے ہوتی ہے -

اُپ روپک کی قسمین | یہ تو دس قسمین **روپک** کی ہوئین برخلاف اُس کے **اُپ روپک** کی اٹھارہ قسمین ہوتی ہین پہلی قسم **ناٹکا** ہے جس کی دو قسمین ہین جن مین ایک **ناٹک** کے مشابہ ہوتی ہے - دوسری **پرکرن** کے - اور فرق صرف اتنا ہے کہ **ناٹکا** صرف چار ایکٹون پر محدود ہے - دوسری قسم **تروٹک** ہے جس مین پانچ ایکٹ سے لیکر نو ایکٹ تک ہو سکتے ہین اور اُس کا قصہ کچھ انسانون اور کچھ دیوتاؤن سے متعلق ہوتا ہے - وکرم اُروسی جس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے

اسی قسم میں داخل ہے تیسری قسم کا نام گشتھی ہے جو صرف ایک ایکٹ پر محدود ہوتی ہے مگر اس میں دس بارہ مرد اور پانچ چھ عورتیں شریک ہوسکتی ہیں اور مضمون عاشقانہ ہوتا ہے۔ چوتھی قسم سٹک میں کوئی حیرت انگیز قصہ بیان کیا جاتا ہے مگر اس کی زبان پوری طور پر پراکرت ہونی چاہیئے۔ پانچویں قسم ناٹیہ راسک میں سوائے گانے ناچنے اور عشق بازی اور عیش پرستی کے کچھ نہیں ہوتا اور چھٹی قسم پرستھان کی بھی یہی حالت ہے جو پانچویں قسم کی لیکن بتماص تانک نہایت ہی ادنی درجے کے ہوتے ہیں یہاں تک کہ ہیرو اور ہیروئن لونڈی غلام ہوتے ہیں اور اُن کے معین و مددگار ذات سے خارج لوگ اور ساتویں قسم اُلا پیئے ایک ایکٹ میں ہوتی ہے اور اس کا مضمون دیوانی سے متعلق ہوتا ہے اور اس میں عشق و محبت و عیش و عشرت و درد و کلفت کے جذبات دکھائے جاتے ہیں۔ آٹھویں قسم کاویا میں ایک ایکٹ میں شاعرانہ تخیلات اور سُریلے گیتوں کا سماں دکھایا جاتا ہے۔ اور نویں قسم پرنکھان میں جنگ وجدل کی تصویر ایک ایکٹ میں اتاری جاتی ہے۔ دسویں قسم راسک پانچ ایکٹ میں ہوتی ہے جس میں کوئی ظرافت آمیز قصہ جس کا ہیرو عالی خاندان مگر عقل کا پورا لیکن ہیروئن عقل و ہوش سے مرتب ہو بیان کیا جاتا ہے۔ گیارہویں قسم سنلاپک ہے اس کا ہیرو کوئی مرد ہوتا ہے اور اُس میں مذہبی مناظروں اور دھاوریب اور جنگ وجدل کا لطف دکھایا جاتا ہے۔ بارہویں قسم سری گدت ہے جس میں قسمت کی دیوی سری کو پیش کیا جاتا ہے یا ہیروئن اُس کی نقل اتارتی ہے اس کا کچھ حصہ پڑھا اور کچھ گایا جاتا ہے۔ تیرہویں قسم سلپک

ہے جو چار ایکٹ مین ہوتی ہے اور جس کا سین مرگھٹ مین رکھا جاتا ہے اور جادو اور طلسمات کے کرشمے دکھائے جاتے ہین۔ چودھوین[۱۴] قسم **ولاسکا** ایک ایکٹ مین ہوتی ہے جس کا مضمون عاشقانہ بطرز استہزا ہوتا ہے پندرھوین[۱۵] قسم **درملیکا** چار ایکٹ مین ہوتی ہے جس مین ہیرو اور اُس کے یار دوست ہنسی مذاق کرتے ہین۔ سولھوین[۱۶] قسم **پرکرنی کا** ہے مگر یہ دراصل **ناٹکا** کی ایک قسم ہے سترھوین[۱۷] قسم **ہلّس**۔ صرف گانے بجانے کے جلسے کا نام ہے اور اس مین ایک مرد اور آٹھ[۸] دس[۱۰] عورتین شریک ہوا کرتی ہین۔ اٹھارھوین[۱۸] قسم **بھانے کا** مین رشک و حسد اور طعن و تشنیع کو ہنسی دل لگی کے پیرایہ مین دکھایا جاتا ہے۔

اگرچہ ہندؤن کی نازک خیالی نے **اُپ روپک** کی اتنی قسمین تھوڑے تھوڑے فرق سے بنادی ہین لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف دو ہی قسمین قرار پاتی ہین یعنی اعلیٰ یا ادنیٰ جو صرف مضامین کے رفعت یا پستی یا متانت یا ظرافت یا ترتیب کی خوش اسلوبی یا خرابی کے لحاظ سے متمیز ہین مگر اس تفصیل سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ کسی زمانے مین ہندؤن مین کہان تک ڈراما کا رواج ہوگا۔

ترتیب مضامین ڈراما اگر ڈراما پر ترتیب مضامین کے اعتبار سے نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ایک نظم بطور مناجات کے ہوتی ہے جس مین حاضرین جلسہ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ اس مناجات کا نام **ناندی** ہے۔ اور عموماً **سُترو ھار** (منیجر) یا کوئی دوسرا ایکٹر اِس کو پڑھا کرتا ہے **ناندی** کے بعد

مصنف ڈراما کا ذکر کسی قدر تعریف کے پیرایہ میں کیا جاتا ہے اس کا نام پرستاونا ہے اور اُسکی بھی دو قسمیں ہیں یعنی پردیشنا اور آموکھ اور پھر اموکھ کی بھی تین قسمیں ہیں جن کی تشریح کی کوئی صورت نہیں ہے۔ تمہید کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے اور موجودہ ناٹکوں کی طرح سین کے بعد سین اور ایکٹ کے بعد ایکٹ دکھایا جاتا ہے ایک ہی ایکٹ کے مختلف سینوں میں وقفہ دینا جائز نہیں ہے۔ اور اس لئے دو تدبیریں اختیار کی گئی ہیں یعنی ایک شخص بطور شارح کے قائم کیا گیا ہے اور دوسرا بطور پیش کرنے والے کے۔ شارح کا نام وشکم بھک ہے اور پیش کرنے والے کو پرویسک کہتے ہیں ان لوگوں کا کام علانیہ کام ہے کہ جب کوئی وقفہ ہو تو ناظرین کے سامنے آکر اس کی وجہ ظاہر کردیں اور اُن کا دل بہلاتے رہیں۔ پرویسک کا کام تو صرف اتنا ہے کہ جب کوئی سین ختم ہو تو اُس کا اعلان کردے اور یہ بتادے کہ اس کے بعد کون آئے گا۔ مگر وشکم بھک کے فرائض زیادہ اہم ہیں وہ۔ صرف قصہ کے مختلف حصوں میں جوڑ لگاتا ہے بلکہ اپنی ظرافت و خوش طبعی سے سامعین کا دل بھی بہلایا کرتا ہے۔ ایکٹوں کو انک کہتے ہیں اور پہلے ایکٹ کا نام انک مکھ ہے جس میں کنایۃً ناٹک کی اصل غایت بتادی جاتی ہے۔ بعد کے جس قدر ایکٹ ہیں وہ قصے کی تکمیل کے لیئے ہیں ہندو ڈراما میں ایک ایکٹ سے لیکر دس ایکٹ تک ہو سکتے ہیں۔ اور جس طور پر کہ دعا سے شروع ہوتی ہے۔ اُسی طرح دعا ہی پر ختم بھی ہوتی ہے جس کو اصطلاح میں بھرت کا وئے کہتے ہیں۔

اقسام مضامین ڈراما | اب اگر مضمون کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ڈراما کے تین حصّہ ہو سکتے ہین (۱) **وستو** یعنی مادہ یا پلاٹ (۲) **نیتو** یعنی ہیرو اور (۳) رس یعنی جذبہ - وستو کی دراصل دو قسمین ہین ایک **ادھی کارک** یعنی اصلی دوسری **پرسنگک** یعنی فروعی - **ادھی کارک** تو وہ ہے جو سوائے ہیرو اور ہیروان کے دوسرے اشخاص سے متعلق ہو مگر اُس سے بھی قصّے کی توسیع ہوتی ہو **پرسنگک** کی بھی دو قسمین ہین ایک **پتاکا** دوسری **پرکری** - **پتاکا** یعنی ٹنڈی اُس واقعہ کو کہتے ہین جس سے قصّہ کی توضیح یا توسیع ہو یا اُس مین کھنڈت پڑے اور **پرکری** ایک ایسا واقعہ ہے جس مین اصل اشخاص ڈراما کا کوئی حصّہ نہو - اس کے علاوہ تین اور اجزا بھی ہین جو قصّے کے چڑھاؤ اُتار کے لئے ضروری ہین یعنی (۱) **بیج** (۲) **بندو** یا قطرہ (۳) **کارئے** یا انجام - **بیج** دراصل قصّے کی بنیاد ہوتا ہے اور اسی سے ساری شاخین پھوٹتی ہین **بندو** کا یہ کام ہے کہ سلسلہ بیان کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے قصّے مین جو خرابی پڑتی ہے اُس کو کسی غیر متعلق واقعہ کا ذکر کر کے رفع کیا جائے - اور **کارئے** گویا قصے کا نتیجہ ہے جس کے حصول کے بعد وہ اختتام پذیر ہوتا ہے - ان تین قسمون کا اصطلاحی نام **ارتھہ پرکرتی** ہے - حصول مقصد کے لئے پانچ منزلین طے کرنی پڑتی ہین جن کا نام **اوستھا** اور اُن کی تفصیل اس طرح پر ہے (۱) **آرمبھہ** یعنی ابتدا (۲) **تین** یعنی ترقی (۳) **پرلیاشا** یعنی امید کامیابی (۴) **نیمے تاسی** یعنی مزاحمتون کے رفع ہونے کے بعد کامیابی کا متیقّن ہونا اور (۵) **پھلاگم** یعنی حصول مرام -

یہ لوگو ناٹک کے اصل اجزا ہوئے۔ اب بعض ایسی کڑیاں بھی ہونی چاہئیں جو اجزاء اصلی کو دوسرے سے چسپاں کریں اور وہ بھی ارتھ پرکرتیون کے طور پر پانچ ہیں اور سندھی کہلاتی ہیں۔ پہلی قسم کا نام مکھ ہے جو بیج کو ارمبھ یعنی ابتدا سے ملاتی ہے مثلاً وکرم اُروسی میں پریوں کے کوبیر کے دربار سے آتے ہوئے کیشی کا اُروسی کو اٹھا لیجانا اور راجہ پرورادس کا اُس کو چھڑانا۔ پرتی مکھ کا تعلق تین یعنی ترقی سے ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے بیج میں کوپل ہوجاتی ہے مثلاً وکرم اُروسی میں اُروسی کا راجہ سے اگرچہ باغ میں ملنا اور پوری بات چیت بھی ہوسکنا کہ اندر کی خدمت میں حاضر ہونے پر مجبور ہونا۔ تیسری قسم گربھ ہے اُس میں ایسے واقعات کو جمع کرتے ہیں کہ بظاہر اُن سے رُکاوٹ پڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر در اصل وہ مؤید حصول مرام ہوتے ہیں مثلاً وکرم اُروسی میں اُروسی کا اندر کی محفل میں بھولے سے پرشوتم کے بجائے پروراوس کا نام لیا اور بھرت کا ناراض ہوکر بددعا دینا۔ اومرش چوتھی قسم کا نام ہے اور اُس کے ذریعہ سے کسی ایسے واقعہ کا اظہار کرتے ہیں جو خلاف توقع ہو اور جس سے بظاہر روداد ہی بالکل بدل جائے۔ مثلاً وکرم اُروسی میں اُروسی کا بیل بن جانا۔ آخری قسم کا نام نروہن ہے جس میں تمام اجزاء کر ایک نتیجہ مقصود پیدا کرتے ہیں۔ ہندؤں کی موشگافی سے ان میں سے ہر ایک قسم کی بہت سی ذیلی تقسیمیں کی ہیں جن کا کل نام انگ لیے انصار ہے اور وہ اس کثرت سے ہیں کہ غالباً مسٹر ولسن اُن کی توضیح قدیم ہندؤں کو چھوڑ کر سب کے لیے صبر آزما ہوگی۔ مختصر یہ

کہ وہ فروعات ایسے واقعات سے متعلق ہین جو ہر ڈراما مین کثرت سے پائے جاتے
ہین اور جن کے حدود کا معین کرنا سخت دشوار ہے - قدیم ہندؤن نے اس قسم کی
چونسٹھ قسمین قرار دی ہین جن مین سے بارہ قسمین مکہ کی ہین جو مکہ انگ کہلاتی ہین اور
بارہ دوسری قسم کی ہین جو پرتی مکہ انگ کہی جاتی ہین اس طرح تیرہ تیرہ تیسری اور
چوتھی قسمون کی ہین اور چودہ پانچوین قسم کی جو علی الترتیب گربہ انگ اور اومرش انگ
اور نروہن انگ کہلاتی ہین - غالباً ہر ایک کی صرف ایک ایک مثال دینا کافی ہوگا
یکھتی مکہ انگ کی ایک قسم ہے جو اصلی مقصد کو نتیجہ سے ملانے کا نام ہے مثلاً
پروراوس کا اُروسی کو کیشی کے قید سے چھڑانا کیونکہ اس سے غرض یہی تھی
کہ پروراوس اُس پر عاشق اور بالآخر وصال دائمی سے ہم آغوش ہو - پری سرپ
ایک قسم پرتی مکہ انگ کی ہے اور اُس کے ذریعے سے واقعات کے ترقی پذیر
ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے مثلاً دوسرے ایکٹ مین از خود اُروسی کا پروراوس سے
ملنے کے لیے آنا اور نامۂ شوق کے ذریعے سے اظہار عشق کرنا - ابھوتا ہرن
گربہ انگ کی ایک قسم ہے اور اُس کے ذریعے سے کسی ایسے ماجرے کا بیان
کیا جاتا ہے جس سے دوسرے غلط فہمی مین پڑین - مثلاً کوئی اطلاع دے کہ رستم مر گیا
اور بعد کو معلوم ہو کہ اس نام کا کوئی آدمی نہین مرا بلکہ گھوڑا مرا ہے - اومرش انگ کی
ایک قسم دیوتی ہے جس مین جنگ کا پیام دیا جاتا ہے مثلاً رستم کا سہراب کو لڑنے کا
پیام دینا - پانچوین قسم نروہن انگ سے ایک قسم گرہن ہے یعنی کسی خاص امر کا

ابتداء سے آخر تک دھیان نشیں رکھنا مثلاً وکرم اُروسی میں حال عاشق و معشوق
اس کے علاوہ پورے قصے کے بیان کرنے کے لئے بعض امور کا اشارہ و کنایہ سے
تانا بھی ضرور ہوتا ہے اور اُس کی بھی پانچ قسمیں ہیں پہلی قسم کا نام وشکھمبھہ ہے
جس کے معنی جکڑنے کے ہیں یہ بطور قطع کلام کے ہوتا ہے جس میں اشخاص غیر کی
زبانی بعض ایسے امور جیدا لعلم میں بیان کئے جاتے ہیں جس سے گزشتہ و آمدہ
واقعات میں ایک قسم کا تعلق قائم ہو جائے ۔ مثلاً وکرم اُروسی میں تیسرے ایکٹ
کی ابتدا میں گالو اور پیلو کی گفتگو ۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک شدھ یعنی پاک
جب کہ وہ اشخاص جن کو پیش کیا جائے اعلیٰ قوم کے ہوں اور دوسرے مسر
یا مخلوط جب کہ بعض اعلیٰ قوم اور بعض ادنیٰ قوم کے ہوں ۔ مثلاً وکرم اروسی میں
بھرت کے شاگردوں میں سے ایک اعلیٰ قوم کا ہے اور ایک ادنیٰ قوم کا ۔ دوسری
قسم کا نام چولیکا ہے اُس میں پردوں کے پیچھے سے کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ
کیا کرتے ہیں ۔ تیسری قسم کا نام انکاسئے ہے جس میں ایک ایکٹ کے ختم ہونے پر
دوسرے ایکٹ کے مضمون کا اشارہ کرتے ہیں تاکہ دونوں میں ایک قسم کا تعلق معلوم
ہونے لگے چوتھی قسم انکاوتار ہے ۔ جس کے ذریعے سے اگلے ایکٹ کی تحریک
پچھلے ایکٹ کے اختتام سے پہلے ہی کنایۃً و اشارۃً کر دیتے ہیں اور پانچویں قسم کو پرویشک
کہتے ہیں جس کو کسی دو ایکٹوں کے مابین لا کر ادنیٰ درجے کے اشخاص کے ذریعے سے
وشکھمبھہ کی طرح کسی موجودہ یا آئندہ واقعہ کا ذکر کرتے ہیں تاکہ قصے کے مختلف حصوں

مین جوڑ مل جائے۔ علاوہ ان اقسام کے ایک اور قسم بھی ہے جس کا نام اکاس بھاشہ یعنی ندائے غیب ہے اُس کی مثال وکرم اُروسی کے چوتھے ایکٹ مین موجود ہے جہان پرورادس سنگ مینا (جوہر وصال) دیکھکر لینے مین تامل کرتا ہے مگر ندائے غیب اُس کو ہدایت کرتی ہے۔

ہیرو | ڈراما کے مضامین کی تقسیم سے فارغ ہو کر اب تھوڑی دیر کے لئے کیرکیٹرڈن یعنی اشخاص ڈراما کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ اشخاص ڈراما مین سب سے بڑا درجہ ہیرو یعنی موضوع قصّے کا ہے جس کا نام سنسکرت مین **نیتا** یا **نائک** ہے۔ چونکہ ہندو ڈراما کے بہت سے اقسام ہین اس لئے ہیرو تقریباً ہر طبقے اور ہر درجے کے اشخاص سے ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ دیوتا ہو یا اُوتار یا بنی نوع انسان کے اعلیٰ طبقے مین سے اور آخری شکل مین خواہ اُس کو تاریخ سے لیا جائے یا روایات مذہبی سے یا کسی قدیم قصّے سے۔ چونکہ ہندو ڈراما کا دارومدار عشق پر ہے۔ اس لئے **نائک** یا ہیرو مین ایسے صفات کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے جو جذبات عشق کے محسوس یا پیدا کرنے کے لئے ضروری ہین۔ اور اِس لئے شرم وحیا۔ اخلاق۔ حسن وجوانی۔ لینت مرّوت۔ فیاضی۔ بہادری۔ فصاحت اور عالی خاندانی اُس کے جوہر سمجھے جاتے ہین۔ اعتبارات فنی کے لحاظ سے **نائک** یعنی ہیرو چار طرح کے ہوتے ہین **للت** یعنی خوش طبع بے پروا اور خلیق (۲) **شانت** حلیم اور نیک مزاج (۳) **دھیرو دات** یعنی باہمت و مستقل مزاج اور (۴) **یودات** پرجوش وحوصلہ مند۔ ان چار اقسام کی پھر تقسیم

ر تقسیم ہوتی چلی گئی ہے یہاں تک کہ ہیرو کی (۴۸) قسمیں قرار پائی ہیں اور اس اعتبار
سے ممکن ہے کہ ناٹک انسان ہو یا اوتار یا دیوتا اِن اقسام کی تعداد بڑھ کر ایک سو
چوالیس تک ترقی کر جاتی ہے - اِن تمام اقسام کا بیان کرنا ناظرین کی پریشانی کا موجب
ہوگا اور اس لئے ہم صرف تیسری قسم دہیرودات کا جس کے تحت میں وکرم اُروسی
کا ہیرو پورا وس آتا ہے کسی قدر ذکر کرتے ہیں - اس قسم کے ہیرو بھی چار قسم کے
ہو سکتے ہیں یعنی ممکن ہے کہ وہ انوکول ہو گو اس کا تعلق ایک ہی عورت سے ہو مگر دل
بہت سی عورتوں پر مائل ہو یا ممکن ہے کہ وہ شٹھ یعنی چالاک ہو یعنی گو اُس کا تعلق
ایک ہی عورت سے ہو مگر مخفی طور پر ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا ہو جو اُس کی معشوقہ کو ناگوار ہوں یا ممکن ہے کہ وہ دھرشٹ یعنی مُرتکب ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ علانیہ
دوسری عورتوں سے تعلقات رکھتا ہو اور باوجود ملامت کے شرمندہ نہ ہو یا ممکن ہے
کہ وہ انوکول یعنی مقبول ہو جس سے یہ مراد ہے کہ صرف ایک ہی عورت سے
تعلق رکھتا ہو - دہیرودات کے لئے آٹھ صفات مفصلہ لازم ہیں (۱) حسن -
(۲) عیش پرستی (۳) خوش طبعی (۴) سلامت روی (۵) شجاعت (۶) روشن دماغی
(۷) فصاحت (۸) فیاضی -

ہیرو کے مددگار ہیرو کے خدم و حشم میں سب سے بڑا درجہ پیٹھ مرد کا ہوتا ہے جس پر کسی درمیانی قصے کا دارومدار ہو - اُس کے لئے ضرور ہے
کہ وہ راز کا نگہدار اور اپنے آقا کا وفادار ہو اور دوسرے صفات میں کسی قدر اُس سے

کم ہو- پٹھہ مرد کے بعد **ودوشک** کا درجہ ہے- جو ہیرو کا ہمدم و دمساز ہوتا ہے- اپنی واقعی یا مصنوعی سادگی اور ظرافت سے اُس کا دل بہلاتا اور خوش تدبیری سے معاملات عشق مین مدد دیتا ہے- **ودوشک** کے برابر ہی درجے کا **ویٹ** یعنی ندیم خاص ہوتا ہے اور اُس کے لئے ضرور ہے کہ وہ فنون موسیقی و شعر اور گانے مین مہارت تامہ رکھتا ہو اور موقع پر قرم ساق کا کام بھی انجام دے سکتا ہو- ان کے علاوہ امرا و وزرا پروہت و رشی و خدمت گار و خواجہ سرا اور آفاقی (یون) بھی ڈراما مین حصّہ لے سکتے ہین بعض اوقات ایک شخص بطور ہیرو کے رقیب کے بھی پیش کیا جاتا ہے اُسکا نام **پرتی نائک** ہوتا ہے اور اُس کے لئے ضرور ہے کہ وہ جری مگر حریص اور حوصلہ مند مگر بدرویّہ ہو- اُس کی مثال ایسی ہے جیسے رام کے مقابلے مین **راون**-

ہیروان جیسی باریک نظری سے ہندو مصنفین نے ہیرو کے اقسام قرار دینے مین کام لیا ہے ویسی ہی موشگافی ہیروان یعنی **نائکہ**[۱] کے حق مین بھی صرف کی ہے- ہیروان ممکن ہے کہ دیبی ہو یا آسمانی پری یا کسی اوتار کی بی بی یا کسی رشی کی زوجہ یا خود گوپی ہو یا فرضی قصّون مین جن کا کوئی جزو مذہب یا تاریخ سے نہ لیا گیا ہو شہزادی یا شاہد بازاری ہوسکتی ہے یا محض عشق و بوالہوسی کے فسانون مین حرم کی کسی عورت کو بھی ہیروان بنایا جا سکتا ہے- پہلی قسم کی ہیروان تو شاعری یا تخیلات مذہبی کی ایجاد ہین اور باقی اقسام معاصرین کی تصویرین ہین- ہیروان تین قسم کی ہوتی ہین (۱) **رویّا** (۲) **پرکیا**

[۱] ہماری زبان مین نائکہ کے معنی کہان سے کہان پہونچ گئے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(۳) سامانیا - روتیا - جو ہیرو کی بی بی کو کہتے ہیں - جیسے رام کی زوجہ سیتا اور پرکیا دوسرے شخص کی بی بی یا بیٹی اور سامانیا وہ عورت جس کا کوئی والی وارث ہو۔ اگرچہ پرکیا کا دوسرے شخص سے تعلق روحیت رکھنا ممکن ہے لیکن یہ امر ہندؤوں کے لئے باعث فخر ہے کہ بیاہی عورتوں کے بہکانے اور ورغلانے کی داستانوں کو برخلاف یورپ کے خاص طور پر ڈراما سے خارج کیا گیا ہے۔ اُن میں سے ہر قسم کی ہیروئن حکم ہے کہ تینوں قسموں میں سے ایک قسم کی ہو یعنی خواہ مگدھا یعنی نوعمر ہو۔ پراودھا یا ماستاب میں ڈوبی ہوئی ہو یا پرگلبھا یعنی پختہ کار ہو - ان میں سے بھی ہر ایک قسم کی بہت سی ذیلی قسمیں ہیں جن کی تصریح داخل تضیع اوقات ہوگی - خاص خاص حالتوں کے اعتبار سے نائکہ کی آٹھ قسمیں قرار دی گئی ہیں۔

(۱) سوادھین پتیکا یعنی جو اپنے شوہر کی دلدادہ ہو۔

(۲) وسکاسجا یعنی جو اپنے عاشق کے انتظار میں زیور و لباس سے آراستہ رہتی ہو۔

(۳) ورہت کنتھیتا - یعنی جو اپنے عاشق کے ہجر سے ملول و مغموم ہو۔

(۴) کھنڈیتا جس کو اپنے عاشق کی بیوفائی کا حال معلوم ہونے سے سخت صدمہ ہو۔

(۵) کلھان تریتا - جو حقیقی یا فرضی تغافل کے خیال سے غصے میں پامال ہو۔

(۶) بپرلبدھا جس کو مطلوب کے وعدہ وفا نکرنے سے مایوسی ہو۔

(۷) پروشٹ بھرتریکا - وہ ہے جس کا شوہر یا عاشق پردیس میں ہو۔

(۸) ابھی ساریکا - وہ عورت ہے جو بیتیں قدمی کر کے خود عاشق سے ملنے جائے۔

یا اُس کو بُلا ئے ۔

ہیروان کی تزئین

یہ تو ہیروان کے اقسام ہوئے اب یہ دیکھنا چاہیئے عروس ڈراما کے سجانے کے لئے کیسے کیسے زیور وجواہر ایجاد کئے گئے ہین - اُستادان فن کے بموجب اُن کی قسمین بیس ہین جن کا کُلّی نام النکار یعنی زیور ہے - اُن مین سے بہت سی تو یہی ہین مثلاً حسن وجوانی یا خوش مزاجی یا وفاداری وغیرہ - لیکن بعض ایسی ہین جو گویا ہندو ڈراما سے مخصوص ہین اور اس لیے غالباً اُنکی توضیح مناسب ہوگی بہاو جذبہ فطری کے خفیف سے اظہار اور ہاو قوی تر اظہار کو کہتے ہین مثلاً چہرہ کا رنگ متغیر ہوجانا اور ہیلا ہمہ تن اظہار ہونے کو کہتے ہین - اِن کے بعد لیلا کا درجہ ہے جو عاشق کی طرز وروش یا گفتگو یا لباس کی خود اُس کی یا اپنی سہیلیون کی دل لگی کے لئے نقل اُتارنے کا نام ہے - وِلاس عیش طلبی کو کہتے ہین اور وِچھِ چھِتّی تردد وافکار کی وجہ سے لباس اور زیور کی طرف سے بے پروائی کا نام ہے وِبھرم کے یہ معنی ہین کہ پریشان حالی یا عجلت کی وجہ سے سامان زیبائش کو غلط طور پر استعمال کیا جائے - مثلاً کان کی بالی غلطی سے ناک مین پہن لی جائے یا گلے کا زیور پاؤن مین - کلکنچِتا مخالف جذبات کی کشمکش کا نام ہے مثلاً خوشی وغم وغصہ وندامت کٹا ئیا کے معنی عاشق کے جواب مین خاموشی کو اپنے عشق کے اظہار کا ذریعہ بنانا ہین کٹ مت محض بناوٹ کے طور پر عاشق کے اظہار محبت سے گریز کرنا ہے اور وکرت جذبات دلی کا شرم وحیا کی وجہ سے پوشیدہ کرنا اور للت غرور حسن

اور لذت وصال کے حاصل ہونے کا نام ہے جس کا نتیجہ عمدہ لباس اور چہرے کی بشاشت ہے۔

ہیروئن کے مددگار ہیروئن کی امداد کے لئے کسی ایک یا ایک سے زائد محرم راز کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ معمولی درجے کی ہوتی ہے تو یہ خدمت سوتیلی بہن یا کسی سکھی کے سپرد کی جاتی ہے اور اگر وہ رانی ہوتی ہے تو یہ کام عموماً کسی چھوکری سے لیا جاتا ہے۔ اِن کے علاوہ مہریاں اور گوییاں وغیرہ بھی حسب موقع و ضرورت اسٹیج پر لائی جا سکتی ہیں۔

ڈراما کی علت غائی ڈراما کی ظاہری ترتیب و ترکیب پر غور کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر توجہ کی جائے کہ اُس کی غرض و غایت کیا ہے۔ لیکن اس کے لئے کچھ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مولانا روم ہمارے لئے پہلے ہی یہ عقدہ حل فرما چکے ہیں ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں   گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

یعنی دل ملانے کے پیرایہ میں متھ میر سبق پڑھانا۔ اور یہ غرض بجز اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ کلام کے ذریعے سے ایک خاص اثر ناظرین کے قلب پر پیدا کیا جائے اس اثر کا نام ہندوؤں میں رس ہے۔

رس کی تعریف رس کے معنی ذائقہ یا مزہ کے ہیں مگر اُس کا اصلی ترجمہ ایک لفظ میں جذبہ ہے اور اُس میں ہندوؤں کے خیال کے بموجب

نہ صرف وہ خاص اثر داخل ہے جو سامعین یا ناظرین کے دل پر پیدا ہوتا ہے بلکہ کسی شئے مین جو اس اثر خاص کے پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے وہ اُس پر بھی حاوی ہے۔ لیکن عرف عام مین اس لفظ کا استعمال علت کے لئے نہین ہوتا ہے جتنا کہ معلول یعنی اثر کے لئے ہوتا ہے اس اثر کے پیدا کرنے کا ذریعہ بھاو ہے جس سے یہ مراد ہے کہ کسی شے کے دیکھنے سے کوئی خاص جذبہ انسانی خواہ خوشی سے متعلق ہو یا رنج سے انسان کے دل پر مسلط ہو جائے گا گویا کہ **انوبھاو بھاو** کے شواہد کا نام ہے برخلاف اُس کے "**وے بھاؤ**" موجبات۔ یعنی اُن ابتدائی وجوہ تحریک کو کہتے ہین جن سے اصلی جذبہ زور پکڑتا ہے اُس کی دو قسمین ہین **المبان** اور **ادّی بان** المبان تو گویا اُس جذبہ کی جڑ یا بنیاد ہے یعنی اُس شخص یا شے کو کہتے ہین جسکے متعلق جذبہ کا ظہور ہو مثلاً ہیرو یا ہیروان - اور **ادّی بان** اس شے کو کہتے ہین جو اس جذبہ کی ترقی مین ممد و معاون ہو مثلاً چاندنی رات یا فضائے موسم بہار عشق کی ترقی کے لئے۔

بھاو و انوبھاؤ | بھاو کیفیت قلبی کا نام ہے اور **انوبھاو** اُس کے اظہار خارجی یا شواہد کا یعنی کیفیت قلبی کا بذریعۂ آنکھون یا چہرے وغیرہ کے تغیرات کے ظاہر کرنا اور **ستوک** یا جذبات فطری **انوبھاو** کی ایک قسم ہے **بھاو** کی بھی دو قسمین ہین ایک **وے بھی چاری بھاو** اور دوسرے **ستھائی بھاو** یعنی عارضی و دائمی۔ **وے بھی چاری** اُن **بھاوون** کا نام ہے جو کسی خاص

رس پر محدود نہیں ہوتے بلکہ سمندر کی موجوں کی طرح آتے اور جاتے رہتے ہیں اور اصلی بھاؤ کو مختلف طور پر تقویت پہنچاتے ہیں۔ اور ستھائی بھاو بطور کان نمک کے ہے کہ جو خیال یا جذبہ اُس سے ٹکر کھاتا ہے اُسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ ستوک بھاؤ یعنی جذبات فطری کے شواہد خارجی کی بھی چند قسمیں ہیں مثلاً ستمبھ یعنی سکتہ سویدہ عرق عرق ہو جانا ادمانچ یعنی جسم کے رونگٹوں کا کھڑا ہو جانا سوروکار یعنی آواز کا تغیر ہو جانا و پاتھو یعنی جسم کا تھر تھر کانپنا۔ ورن وکار چہرے کا رنگ بدل جانا۔ اسرو۔ آنسو۔ پرلیے۔ ہاتھ پاؤں کا کام نہ دینا۔ چونکہ یہ جذبات کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لئے یہی انوبھاو بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ ستھائی بھاو کی بعض مصنفین نے آٹھ قسمیں قرار دی ہیں اور بعض نے نو جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) رتی۔ کسی شے کی خواہش جو دیکھنے یا سننے یا یاد آجانے سے پیدا ہو۔

(۲) ہاس۔ خندہ یا خوشی۔ یہ خندہ تضحیک سے متمیز ہے۔

(۳) شوک۔ معشوق کی جدائی کا رنج یعنی غم ہجر۔

(۴) کرودھ۔ رنج دہ برتاؤ سے ناخوش ہو کر علیحدگی اختیار کرنا۔

(۵) اُتساہ۔ عالی خیالی یعنی وہ خیال جو بہادری یا فیاضی یا رحم کا محرک ہو سکے

(۶) بھے۔ خوف رسوائی۔

(۷) جگپسا۔ نفرت۔ طبیعت کی وہ کیفیت جو کسی بری شے کے دیکھنے یا سننے یا چھونے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۸) وِسمے - قلب کی وہ کیفیت جو کسی حیرت انگیز شے کے دیکھنے یا سُننے یا چھونے سے پیدا ہو -

(۹) شانت - رضا یعنی قلب کی وہ کیفیت جو دنیا کی تمام چیزون کو رفتنی و گزاشتنی سمجھتی ہے -

وے بھیچاری بھاو کی قسمین وے بھیچاری بھاو کی قسمین سب سے زیادہ یعنی (۳۳) ہین اور چونکہ یہ دراصل ڈراما کے لئے بجائے آب و نمک کے ہین اس لئے اُن کا تفصیلی ذکر دلچسپی سے خالی نہو گا - ہر ایک قسم کے ساتھ یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ اُس کے موجبات و شواہد کیا ہین -

(۱) نروید عجز و انکسار - وے بھاو - دنیا سے بیزاری اور علم الہی کے حصول کا شوق - انو بھاو - آنسو اور سرد آہین اور طبیعت کے گر جانے کی صورت -

(۲) گلانی ضعف تحمل کی قوت باقی نرہنا - وے بھاو غم و اندوہ کی طولانی ریاضت جسمانی یا خوشی یا بھوک یا پیاس مین شدت انو بھاو کاہلی - رنگ کا متغیر ہونا اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا ہونا -

(۳) سنکا - امر شدنی کا خوف یا جس شے کے حصول کی خواہش ہو اُس کے حاصل ہونے مین شک وے بھاو دوسرے شخص سے نفرت - یا ذاتی بداعمالی انو بھاو کانپنا چہرے سے فکر و تردد کا ٹپکنا - چھپتے پھرنا -

(۴) اسویا - دوسرے کی عظمت کا تحمل نکر سکنا اور اُس کے خفیف کرنے کی کوشش

کرنا۔ وبھاؤ چڑچڑاپن ونائت انو بھاؤ۔ غصے کے تیور، عیب چینی۔
بعض لوگ ارتھنے کو اسویا کا مترادف سمجھتے ہیں لیکن ایک مصنف اس کو اسویا کی ایک قسم قرار دے کر اس کو ترتیب کے رشک و حسد پر محدود کرتا ہے۔

(۵) مد۔ بدمستی ہوشی سے بدحال ہو جانا اور رسج کھول جانا۔ وبھاؤ نشہ پینا وغیرہ انو بھاؤ چلنے میں لڑکھڑانا۔ بہکی بہکی باتیں کرنا غنودگی کی کیفیت طاری ہونا مسکرانا رونا۔

(۶) شرم۔ تھکن۔ وبھاؤ ریاضت جسمانی یا حد سے زیادہ خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا انو بھاؤ۔ پسینہ آنا سستی وغیرہ۔

(۷) آلسیہ۔ سستی و کاہلی محنت سے دل چرانا وبھاؤ تھکن عیش پرستی حاملہ ہونا۔ غور و خوض۔ انو بھاؤ ترک کرنے دل سے چلنا سر جھکا لینا۔ جمائیاں لینا۔ رنگ کالا پڑ جانا۔

(۸) دینیئے۔ احتیاج یا تکلیف کی وجہ سے طبیعت کا پست ہو جانا وبھاؤ شکست، رسوائی۔

(۹) چنتا۔ درد، فکر، تصور۔ دل کا ناگوار باتوں کی یاد تازہ کرنے میں مستغرق ہونا۔ وبھاؤ۔ کسی محبوب شے کا موجود نہ ہونا یا گم ہو جانا۔ انو بھاؤ۔ رونا۔ آہیں بھرنا چہرے کا رنگ متغیر ہونا۔ بخار جیسی گرمی محسوس ہونا

(۱۰) موہ۔ پریشانی کشمکش و پیچ کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے گھبراہٹ وبھاؤ

(۱۱) سمرتی - یاد - وے بھاو - یاد آنے کی کوشش کرنا - تسلسل خیالات - انو بھاو - تیوری پر بل ڈالنا -

(۱۲) دھرتی - قناعت صبر و رضا - تحمل اطمینان قلب وے بھاو - علم - قدرت - انو بھاو - مسرت بلا شور و شغف تکلیف کا خموشی سے برداشت کرنا -

(۱۳) وریدا - شرم - تعریف یا ملامت سے بچنا - وے بھاو - اپنی حقیقت سے آگاہ ہونا توہین شکست - انو بھاو - آنکھ نیچی ہونا - منہ چھپانا - چہرے کا شرم آلودہ ہونا

(۱۴) چپلتا - تلون - جلد بازی - جلدی جلدی ایک بات سے دوسری بات پر جا پڑنا - وے بھاو - حسد - نفرت - غصہ - خوشی - انو بھاو - چہرے پر غصہ طاری ہونا - گالی گلوج - مار پیٹ کرنا - جو جی میں آئے کر گزرنا -

(۱۵) ہرش - خوشی - بحالیِ دماغ - وے بھاو - اپنے پیارے یا دوست سے ملنا - بیٹے کا پیدا ہونا وغیرہ - انو بھاو - لڑکھڑانا - پسینہ آنا - آنسو بہنا - آہیں بھرنا - آواز کا متغیر ہو جانا -

(۱۶) اُدویگ - بیقراری یا تشویش کسی خلاف توقع یا ناگوار واقعہ کے پیش آنے کی وجہ سے وے بھاو کسی دوست یا دشمن کا قریب آنا - حادثات فطری - اندیشہ ناک خطرے کا قریب آنا - انو بھاو - پھسل جانا - گر پڑنا - قلا بازی کھانا - جلدی چلنا - مگر چل نہ سکنا -

(۱۷) جدتا - حواس کا گم ہو جانا یا کسی قسم کے کام کی قابلیت نہ رہنا وے بھاو

کسی حوش گواریا ناگوار ستے کا حد سے زیادہ پیش آنا یا دکھایا سا انوبھاو۔ حلوتی ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا۔ حوشی۔

(۱۸) گرب۔ غرور اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھنا۔ وے بھاو اپنے خاندان یا حُسن یا مرتبہ یا قوت کا خیال۔ انوبھاو۔ تحقیر۔ تیوری پر بل ڈال کر گھورنا۔ جو جی میں آئے کر گزرنا۔ ہنسنا اور بے دردی آزار ہائی کرنا۔

(۱۹) وشاد۔ کامیابی سے مایوسی معیت کا اندیشہ۔ وے بھاو۔ دولت یا ناموری یا اولاد کے حاصل ہونے میں ناامیدی یا اُس کا جاتا رہنا۔ انوبھاو۔ سرد آہیں بھرنا۔ اختلاج قلب۔ حائف رہنا۔ دوستوں یا سرپرستوں کو بڑے اشتیاق سے ڈھونڈھتے پھرنا وغیرہ۔

(۲۰) اوت سکئے۔ بے صبری۔ وے بھاو۔ اپنے پیارے کے آنے کا انتظار۔ انوبھاو۔ بیقراری۔ سستی۔ آہ و فغاں۔

(۲۱) ندرا۔ غنودگی۔ قوائے دماغی کا معطل ہونا اعصاب سے احساس کا جاتا رہنا وے بھاو۔ جسم یا قلب کا تھکا ہونا۔ انوبھاو۔ رگوں کا ڈھیلا پڑ جانا۔ پلک جلدی جلدی جھپکانا۔ انگڑائی لینا۔ اونگھنا۔

(۲۲) اپسمار۔ بھوت کا سر پر چڑھنا یا ستاروں کا اثر ہونا۔ وے بھاو۔ تنہائی کی تنہائی شدت خوف مارپیٹ وغیرہ انوبھاو۔ کانپنا۔ آہ و فغاں۔ منہ میں جھاگ لانا۔ زبان منہ سے باہر نکال کر پھرانا۔ تشنج کی حالت میں زمین پر گرنا۔

(۲۳) سُپت - نیند - وے بھاو - غنودگی - انوبھاو - آنکھین بند کرنا - ساکت و صامت رہنا - زور زور سے سانس یا خراٹے لینا -

(۲۴) وِبودھ - احساس کا کھلنا - بیدار ہونا - وے بھاو - غنودگی کا رفع ہونا - انوبھاو - آنکھین ملنا - انگلیان چٹخانا - ہاتھ پاؤن جھٹکنا -

(۲۵) امرش - رقابت یا مخالفت کی تاب نہ لا سکنا و ے بھاو - خفت بے عزّتی - انوبھاو - پسینہ آنا - آنکھون کا سرخ ہو جانا - سر کا ہلنے لگنا - گالی گلوج - یا مار پیٹ کرنا -

(۲۶) اَوہِتّھا - بھیس بدلنا - افعال ظاہری سے مکنونات ذہنی کو چھپانے کی کوشش کرنا - وے بھاو - شرم - مکر و فریب - شیخی خوری - انوبھاو اپنے اصلی طریقے کے خلاف دیکھنا یا بات کرنا یا کار بند ہونا -

(۲۷) اُگرتا - سختی یا ظلم - وے بھاو قصور یا جُرم کی تشہیر - خبث باطنی - انوبھاو نام رکھنا گالیان دینا - مارنا -

(۲۸) متی - اندیشہ - پریشان دماغی - وے بھاو - شاسترون کا پڑھنا - انوبھاو سر ہلانا - بھوین چڑھانا - نصیحت کرنا - یا مشورہ دینا -

(۲۹) ویادھی - بیماری - وے بھاو - اخلاط کا خراب ہو جانا - گرمی یا سردی کا اثر - جذبات نفسانی کا ہیجان - انوبھاو - مناسب حال تغیرات جسمانی -

(۳۰) اُنماد - غور و خوض - یا قیود سے بری ہونا - وے بھاو معشوق یا کسی محبوب

شے کا ہاتھ سے جاتا رہنا۔ قسمت کا پلٹ جانا۔ اسی ہرانی کا خیال دل میں جم جانا۔ انوبھاؤ
بے تکی باتیں کرنا۔ بلا سبب ہنسنا۔ رونا۔ یا گانا۔

(۳۱) مرن۔ موت۔ وبھاؤ۔ دم کا نکل جانا۔ زخمی ہونا یا کوئی اور صدمہ پہونچنا۔
انوبھاؤ۔ زمین پر گرنا۔ بے حس و حرکت ہو جانا۔

(۳۲) ترس۔ لازمہ خوف کرنا۔ وبھاؤ۔ دہشت ناک آوازیں سننا۔ خوفناک
اشیاء کا دیکھنا۔ انوبھاؤ۔ ہل نہ سکنا۔ کانپنا۔ پسینہ آنا۔ ہاتھ پاؤں کا ڈھیلا پڑ جانا۔

(۳۳) وترک۔ غور بحث۔ وبھاؤ۔ دل میں استفسار کا پیدا ہونا۔ انوبھاؤ۔ سر ہلانا بھویں چڑھانا

ہندو ڈراما کی قدرت جذبات انسانی پر

خدا کا شکر کہ جذبات اتفاقی کی لا متناہی تقسیم سے نجات ملی لیکن اگر اس کو دوسری نظر سے بھی دیکھا جائیگا تو معلوم ہوگا کہ قدیم ہندوؤں نے جذبات انسانی کے طولانی سمندر کے پیچیدہ خزانوں تک پوری طرح رسائی حاصل کرلی تھی لہٰذا اُن کی دسترس صرف رسائی ہی تک محدود نہ تھی بلکہ وہ اُن پر تصرف کرنے کی بھی قدرت رکھتے تھے۔ ایک ایک مختلف جذبات کی تشریح ہی کیا کم ہے اُس پر خود تحریک کا پتہ لگانا اور یہ متعین کرنا کہ جذبات اندرونی کا انحصار خارجی پر کیا اثر پڑتا ہے کتاب فطرت کے عمیق مطالعہ کی خبر دیتا ہے یہ تفصیل و تشریح ڈراما کی جان ہے اور اس نے شاعر اور ایکٹر دونوں کے لئے ایسا کارنامۂ ہدایت مہیا کر دیا ہے جس کی تعمیل زیادہ دشوار نہیں ہے۔

رس کی قسمیں

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اصطلاح رس کا اصل اصول وہ ستا۔

ہے جو حواس ظاہری و باطنی مین ہے - مثلاً محبت یا نفرت کی مثال شیرینی یا تلخی کے ساتھ - یہ انداز بیان کچھ سنسکرت ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ اور زبانون کی بھی یہی حالت ہے - رسون کا اصل مقام تو خود کلام ہے لیکن وہ اُس اثر سے جو ناظرین یا سامعین پر پڑتا ہے پہچانے جاتے ہین اگرچہ بادی النظر مین وہ بھاو یعنی جذبات دائمی سے مترادف معلوم ہوتے ہین لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ دراصل بھاو کا اثر یا نتیجہ ہین - بھرت نے رس کی آٹھ قسمین قرار دی ہین لیکن بعض لوگون کے نزدیک اُن کی تعداد نو ہے -

(۱) شرنگار یعنی عشق (۲) ہاسیے - خوش طبعی - (۳) کرونا - درد (۴) راودر - غصہ (۵) ویر - ہمت (۶) بھیانک - خوف (۷) بیبھتس - نفرت (۸) ادبھوت حیرت اور (۹) شانت رضا - اگرچہ اس فہرست کی توسیع اور بھی ہو سکتی ہے - لیکن باقی تمام جذبات ان مین سے کسی ایک نہ ایک قسم کے تحت مین آجاتے ہین - مثلاً محبت پدری - درد کے تحت مین آتی ہے اور حرص - خوش طبعی کے ذیل مین کیونکہ وہ ہنسی کے قابل ہے - یونانی ڈراما برخلاف اس کے صرف جذبات رحم و خوف پر محدود تھی لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی تمام دوسرے جذبات پر حاوی ہو سکتے ہین -

عشق کا تصور

اس مین شک نہین کہ عموماً ہندو ناٹک جذبات عشق سے بھرے ہوئے ہین - لیکن بہت سے ایسے ناٹک بھی ہین جن مین عشق کا

تاہم بھی نہیں ہے۔ ہندوؤں کا عشق بقول مسٹر ولسن یونانیوں اور لاطینیوں کی کامیڈی سے سمیت میں کم درجہ پر ہے۔ مگر اتنا فلسفیانہ بھی نہیں ہے جتنا کہ وہ اسپینی اور انگریزی ٹریجڈی میں ہے۔ اُن کا عشق نہ تو اتنا گرا ہوا ہے کہ موجودہ زمانہ کے انگریزی ناٹکوں کی طرح بے حیائی سے دوش بدوش ہو۔ اور نہ اتنا بلند پرواز ہے کہ مجاز و حقیقت کی تمیز باقی نہ رہے۔ لیکن اُسی کے ساتھ پھیکا اور بدنام کنندہ نکو نامے چند بھی نہیں ہے۔ عاشق و معشوق کی حالتیں تین قسم کی قرار دی گئی ہیں (۱) سنبھوگ۔ وصل یعنی عاشق و معشوق کا دل بھی ملا ہوا اور رہتے بھی ایک دوسرے کے پاس ہوں (۲) ایوگ یعنی نہ تو کبھی ملے ہوں اور نہ ایک دوسرے کے تعلق سے دوچار ہوں اور (۳) ویریوگ۔ یعنی وصل کے بعد جدائی ہوئی ہو۔ لیکن حقیقت میں صرف دو قسمیں ہیں یعنی سنبھوگ۔ کامیاب۔ اور ویرلمبھ ناکام۔

دس روپک میں پھر سنبھوگ کی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں ایوگ یعنی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا جدائی قبل وصال اور ویریوگ یعنی جدائی بعد وصال ایوگ کے موجبات دوسرے کی تابعداری یا فاصلہ دیار یا بدقسمتی ہیں اور اُس کی دس منزلیں قرار دی گئی ہیں ابھی لاش یعنی اشتیاق۔ چنتا۔ یعنی فکر و تردد وغیرہ وغیرہ۔ برخلاف اس کے ویریوگ کی وجہ تحریک مان یعنی رشک رقابت سے بیزار ہو جانا یا روٹھ جانا یا پرواس یعنی سفر وغیرہ ہوتی ہے۔ مان۔ پرنئے بھنگ یعنی آئین محبت کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ دونوں طرف سے ہو۔ مگر ہیرو اس سے

عموماً بری ہوتے ہین مان کی بھی کئی قسمین ہین مثلاً ارشیا مان یعنی (دل ہی دل مین جلنا) یا انومانک مان بدظنی وغیرہ اور اس کے رفع کرنے کی چھ تدبیرین ہین (۱) سامنا یعنی میٹھی میٹھی باتین بنانا۔ (۲) دان یعنی دینا (۳) ڈنڈ یعنی سزا (۴) نتے روزانہ آمدورفت رکھنا۔ اور (۵) اوپکشا یعنی چھوڑ بیٹھنا۔ (۶) رسانترے یعنی نئے نئے طریقون سے اظہار عشق کرنا۔ اور اگر مطلوب کو راہ راست پر لانے مین زیادہ دقت ہوتی ہے تو مان کا درجہ گرد سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر نہ زیادہ دقت ہوتی ہے اور نہ آسانی تو لدھو اور اگر دقت کے مقابلے مین آسانی زیادہ ہوتی ہے تو اُس کو مدہیم کہا جاتا ہے۔

ویر کے معنی ہمت کے ہین اور ہمت کے شواہد تین ہین (۱) فیاضی (۲) رحم دل (۳) شجاعت۔ مگر شجاعت کا اظہار جوش وخروش سے نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُس کے لئے حلم اور خاموشی اور استقلال شرط ہے۔

بھبتس۔ اُس تنفر کا نام ہے جو کسی ناپاک شے کے دیکھنے یا بُری بو کے سونگھنے یا کسی بھیانک آواز کے سننے سے پیدا ہو۔ اس مضمون پر آج تک کوئی پورا ناٹک نہین لکھا گیا اور شاید لکھا جاتا تو وہ خود بھی قابل نفرت ہوتا۔

راودر۔ بیحد طیش مین آجانے کا نام ہے۔ جس کے شواہد زور سے ہاتھ پاؤن مارنا یا گالی گلوج یا مار پیٹ کرنا ہین۔ اس کے آثار بھی صرف بعض بعض اشخاص ڈراما مین پائے جاتے ہین۔

ہاسیہ۔ اُس جوش کا نام ہے جو اپنے یا کسی اور کے جسم یا تقریر یا لباس وغیرہ کا مذاق اُڑانے سے پیدا ہوتی ہے اور اُس کے شواہد ہنسی کی مختلف قسمیں ہیں مثلاً سمت آنکھوں کے جوڑ کا میل جانا ہسِت۔ دانت کا نکلنا یعنی تبسم دوسرے ہسِت ہنسیں ورسی آواز بھی نکلے یعنی قہقہہ لگانا۔ اُپ ہسِت یہاں تک ہنسنا کہ آنکھوں میں آنسو بھر آئیں۔ اَپ ہسِت ہنستے ہنستے آنسا بھی طرح سے لگیں اور اتی ہسِت پیٹ دونوں طرف سے پکڑ کر قہقہہ لگانا۔ پہلی دو قسم کی ہنسی ستریا ہے تیسری اور چوتھی قسم کی اگرچہ خلاف شان ہے مگر اُس کے ساتھ حائل معافی اور پانچویں اور چھٹی قسم رذالت پر دال بھی جاتی ہے۔

ادبھوت۔ حیرت و استعجاب کے اظہار کا نام ہے یعنی اُس خاص حالت کا نام ہے جو غیر معمولی یا خوارق العادت اشیا کے احساس سے پیدا ہوتی ہے اور اُس کے شواہد جسم اُٹھنا۔ کانپنا یا عرق ریز ہونا ہیں۔

بھیانک۔ خوف کے واقعہ کو کہتے ہیں اور اُس کے موجبات دہشت ناک واقعات ہیں اور شواہد۔ بدن میں رعشہ یا پسینہ آنا یا کسی کا حشک یا فوت فیصلہ کا معطل ہو جانا۔

کرونا۔ اُس دردمندی یا رقت کا نام ہے جو مصیبتوں کے پیش آنے سے پیدا ہو اشک رواں۔ آہ و فغاں یا تو اُسے دماغ کے بیکار ہو جانے کا نظارہ اُس کے موجبات میں داخل ہے اور بدن کا گر جانا یا جی کا بیٹھا جانا یا تدراہل ہو جانا اُس کے

ایک اندر تاریک ہوتا اور وہ پھر بال کی کھال نکالنے کے مرض میں مبتلا ہو جاتی۔ لیکن چونکہ ناٹکوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے مصنفوں نے اس قسم کی موشگافیوں کی مطلق پروا نہیں کی اس لئے اُس کی توضیح بیکار ہوگی۔

ڈراما کا طرز کیسا ہونا چاہیئے | **بھرت** کے اصولوں کے موجب ڈراما کے طرزِ ادا چار ہو سکتے ہیں جن میں سے پہلے تین طریقے تو واقعات سے متعلق ہیں اور چوتھا زبان سے۔ وہ ہو ہا (۱) **کوسیکی** یعنی طرزِ خوش آیند جو مثلاً عورت کے دلی جذبات کی کیفیت اُس کے معشوق کی تصویر کھینچنے سے ظاہر کرنا جس کو وہ اپنی سکھیوں سے چھپانا چاہتی ہو۔ (۲) **ساتوتی** یعنی رسیدہ ستلاء دعا کا خوف جعلی دستاویزوں یا مصنوعی شہادت کے ذریعے سے پیدا کرنا (۳) **اربھتی** خوفناک و وحشت خیز یعنی لڑائی ہنگامہ فساد حوادثِ فطری وغیرہ (۴) **بھارتی** یعنی زبان کا مناسب حال ہونا۔

ڈراما کی زبان | اگر زبان کے اعتبار سے ہندو ڈراما پر نظر ڈالی جائے تو اس میں مختلف قسم کے خصوصیات نظر آتے ہیں بھرت کی تاکید ہے کہ شاعر کو صرف منتخب اور خوش آیند الفاظ کا استعمال کرنا چاہیئے اور اُس کا طرزِ ادا مرغوب و شائستہ جو فصاحت و بلاغت کے زیور سے بھی آراستہ ہو۔ ہونا چاہیئے" چنانچہ اس ہدایت کی پوری طرح تعمیل ہوئی ہے۔ اور گو قدیم مصنفین کالیداس **بھاؤ بھوتی** کا طرزِ بیاں نہایت سادہ اور خوش آیند ہے مگر متاخرین نے تصنع سے اس درجہ کام لیا ہے کہ یہ معلوم ہوتا

ہے کہ زبان کا کام اظہار خیالات نہین بلکہ اخفار ہے - ہندو ناٹکون مین معمولی بات چیت نثر مین ہوتی ہے - لیکن جہان پُرجوش جذبات کا اظہار یا کسی خاص دل فریب منظر کا بیان یا شاعر کو خود اپنی بلند پروازی کا دکھانا مقصود ہوتا ہے تو نظم کو کام مین لایا جاتا ہے

ڈرامامین کن بحرون کا استعمال جائز ہے

نظم مین کسی خاص بحر کی قید نہین ہے بلکہ کسی بحر کو بھی اتو شٹ توبھ یعنی آٹھ آٹھ اجزا کے چار مصرعون سے لیکر ڈنڈک تک یعنی جس کا وزن ستائیس ۲۷ سے لیکر ایک سو ننانوے ۱۹۹ ارکان تک ہو استعمال کر سکتے ہین - اختلاف بحور کے ذریعے سے موسیقی کے تمام دلرُبا سرون کو ادا کرتے ہین - مثلاً وکرم اُروسی مین سترہ ۱۷ اٹھارہ ۱۸ بحرون کا استعمال ہوا ہے مگر سب کے اوزان خفیف ہین - زبان کے اعتبار سے ہندو ناٹک مین ایک ایسی بات ہے جو کسی قوم کے ڈرامامین نہین ہے - اور وہ یہ ہے کہ اشخاص ڈرامامین سے ہر شخص اپنی حیثیت اور درجہ کے مطابق ایک خاص زبان بولتا ہے زبان **سنسکرت** خاص ہیرو اور ہیروان اور برہمنون وغیرہ کے لئے مخصوص ہے اور باقی لوگ اپنے وطن اور درجے کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی بولی از قسم **پراکرت** بولتے ہین - اگرچہ ہر قوم اور ہر درجے کے لوگون کے لئے ایک علیحدہ بولی اُستادان فن نے مقرر کی ہے - لیکن عملاً ہر ایک ڈرامامین **سنسکرت** اور ایک قسم کی **پراکرت** کا استعمال ہوتا ہے -

تماشہ کا مقام اور طریقہ اور سامان

یورومین لوگ چونکہ ہندوستان کے رسم ورواج سے بالکل ناآشنا ہین اس لئے اُن کو اس امر کے سمجھنے مین نہایت دقت ہوتی ہے

کہ قدیم زمانے میں ناٹکوں کا تماشہ کیونکر دکھایا جاتا تھا۔ لیکن جن لوگوں نے بیس پچیس سال قبل پارسی ناٹکوں کے رواج سے پہلے اندرسبھا کا تماشہ دیکھا ہے وہ طرزِ ادا کی نسبت آسانی رائے قائم کر سکتے ہیں کیونکہ ہندی لوگ بالطبع ایسے لکیر کے فقیر ہیں کہ یہاں کوئی رسم کبھی سوائے خارجی دباؤ کے نہیں مٹتی۔ اس کی تائید **سنگت رتنا کر** کے دیکھنے سے بھی ہوتی ہے جس میں درج ہے کہ ترتیب محفل کے بعد سازندے آکر کچھ دیر اپنا کمال دکھائیں اُس کے بعد ناچنے والے پردے کے پیچھے سے آکر سلام کریں اور رقص و سرود شروع ہو۔ ناٹکوں میں جو ہدایتیں جانے اور آنے یا کہیں کہیں پردے کو جھٹکا دے کر داخل ہونے کے متعلق درج ہیں اُن سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ پس قدیم زمانے میں یہی طریقہ تھا کہ پہلے ایک پردہ تان دیا جاتا تھا اُس کے پیچھے ایکٹر اپنا لباس وغیرہ درست کرتے اور پھر سامنے آکر اپنا ایکٹ دکھاتے تھے۔ ناٹک کے لئے نہ کوئی خاص مکان ہوتا تھا۔ اور نہ کوئی سینری لیکن لباس کی پابندی عموماً کی جاتی تھی۔ اور تخت اور ہتھیار موجود رہتے اور بہلیاں مع زندہ بیلوں کے اسٹیج پر لائی جاتی تھیں۔ عورتوں کا پارٹ عموماً عورتوں ہی کے سپرد ہوتا تھا لیکن بعض اوقات لڑکے بھی کرتے تھے۔ یہ امر کہ کس ایکٹر کو کیا کرنا چاہیئے اس کے متعلق کافی ہدایتیں ہر ایک ناٹک میں موجود ہیں۔

مسلمانوں نے کیوں ہندو ڈراما سے فائدہ نہیں اُٹھایا

یہ ایک نہایت مختصر بیان ہندو ڈراما کا ہے لیکن وہ بھی باوجود اختصار کے دیباچہ کے حدود سے متجاوز ہو گیا

ہے۔ اب ہم اس مسئلے پر غور کرتے ہین کہ مسلمانون نے کیون ہندو ڈرامے سے فائدہ نہین اُٹھایا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمانون کو ہمیشہ سے اپنے علم ادب پر اس قدر ناز رہا ہے کہ گو انہون نے اقوام غیر کے علوم و فنون پر ہر زمانے مین توجہ کی مگر کسی غیر قوم کے علم ادب کی طرف بھول کر بھی نہین دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہارون الرشید اور مامون کے زمانے مین یونانی علوم و فنون کی اچھی طرح اشاعت ہوئی۔ لیکن علم ادب کے متعلق ہومر اور یوریپیڈیز کا تو ذکر ہی کیا ہے ارسطو کے تصانیف کا بھی ترجمہ نہ ہوا۔ اسی طرح گو مسلمانون نے جہان تک کہ علوم و فنون کا تعلق ہے ہندؤن سے بہت کچھ سیکھا۔ لیکن کبھی اُن کے علم ادب کے پوشیدہ خزانون سے مستفید نہ ہوئے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہماری ترقی تصنع مین جاکر ختم ہو گئی اور وسعت نظر نہ ہونے سے ان دیکھے ممالک کی تسخیر پر مائل نہ ہوئی۔ اُردو شاعری ہندوستان مین جس شان سے پیدا ہوئی وہ محتاج بیان نہین ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کو فارسی شاعری سے نسبت دختری ہے اور آج تک اُسی رنگ پر قائم ہے۔ لیکن کاش اگر زبان اُردو کی طرح اُس کی بنیاد بھی سنسکرت یا کم سے کم بھاکا پر قائم کی گئی ہوتی تو آج دوسرا ہی سمان نظر آتا اور زور بیان اور مطابقت فطرت کی کیفیت ہی دوسری ہوتی اور وہ چیز جس کو اب ہماری آنکھین بے فائدہ اُردو شاعری مین ڈھونڈھتی ہین اور جو ہر قوم کی شاعری کی جان ہے یعنی لوکل کلر یا مقامی رنگ وہ محض عدم موجودگی سے نمایان نہوتی۔

ڈراما ہی کو دیکھئے کہ گو ایسے ایسے اعلیٰ درجے کے نمونے قریب ہی موجود تھے کہ جنکی

جدت تلاش، زور بیان اور اچھوتے خیال پر آج یورپ کو بھی رشک آتا ہے اور
گو شاہان اودھ کی عیش پرستی نے ایک آدھ نمونہ بھی پیدا کر دیا تھا لیکن آج تک
ہمارے کسی مسلّم الثبوت شاعر نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اُن میں سے بعض
میں ڈراما نویسی کی اعلیٰ درجے کی قابلیت موجود تھی۔ مثلاً ہجو اور غزل گوئی اور ہمت
جرأت کے جذبات کو سودا سے بہتر کون بیان کر سکتا تھا؟ یا مختلف پیشہ وروں کی تصویر
اُس سے بڑھ کر کون کھینچ سکتا تھا؟ یا آلام و مصائب عشق کا عکس میر سے بہتر کون اتار سکتا
تھا؟ ڈرامہ کے پردے میں میر حسن اور غم و الم کے چہرہ منکشف صاحب اُن کے
ہوتے میر انیس سے بہتر کون دکھا سکتا تھا؟ ادنیٰ قسم کے عشق کے جذبات اور
عاشق و معشوق کی چھیڑ چھاڑ پر نواب مرزا شوق سے زیادہ حاوی کون ہو سکتا تھا اور
ظرافت اور تمسخر کے متعلق انشاء کی چلبلی طبیعت کیا ستم ڈھاتی؟ اگر نظیر اکبر آبادی کی عالمگیر
طباعی نے اس طرف توجہ کی ہوتی تو کیا کیا طلسم بنا کر کھڑے کر دیے ہوتے؟ لیکن ہے
یہ کہ ایسے امور کی طرف کسی کی توجہ ہی نہ گئی۔ اور جو راستہ فارسی شاعروں نے ڈال دیا
تھا بس اُسی لیک کی سیدھ چلے گئے گو اس میں طبیعت خداداد جودت اپنی بحروں
میں جکڑے ہونے کے بغیر اپنا خاص رنگ دکھا سکے۔ یہی سو مغربی خیالات کی اشاعت
سے اگرچہ اُردو شاعری میں بھی ہمارے نو واردوں کے طریقوں کی طرح ایک بار چمک اٹھا ہے
لیکن وہ بھی اجنبیت کی وجہ سے جیسا کہ چاہیے نہیں کھلتا۔

اُردو شاعری میں نئے جوش کی ضرورت

چونکہ ابھی تک اُردو شاعری اصول تباہ

مین ہے اور اُس عمر کو نہین پہونچی کہ تازہ خون پیدا ہونے کی امید منقطع ہو جائے اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ دوسری زبانون کے پوشیدہ خزانون کی کنجیان ہمارے شاعرون اور ادیبون کے ہاتھ مین دی جائین اگرچہ پارسیون کی الوالعزمی کی بدولت یا اُن کی دیکھا دیکھی چند ناٹک ہماری زبان مین موجود ہو گئے ہین مگر وہ عموماً ایسے لوگون کی تصنیف سے ہین جو نہ اپنی زبان سے اچھی طرح واقف ہین اور نہ دوسری زبانون سے - اور فن شعر یا ڈراما کے اصولون سے تو محض ہی نابلد ہین - اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ابھی تک ہماری زبان مین سواے **مرقع لیلی مجنون** یا چند انگریزی ناٹکون کے ترجمون کے ایک ڈراما بھی ایسا نہین ہے جس سے علم ادب مین ذرا بھی اضافہ ہوا ہو - انھین وجوہ سے مین نے نہ صرف اس امر کی ضرورت سمجھی کہ **سنسکرت** کے مقبول ناٹکون کا ترجمہ زبان اُردو مین کیا جائے بلکہ ڈراما نویسی کے اصول بھی کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ بتا دیئے جائین تاکہ ہمارے شاعرون کے لئے جن کی ایرانی قطع کی نازک کشتیان بحر ذخار معانی کی طوفانی موجون سے ٹکرا رہی ہین رہنما مینار کا کام دین - اس کی ضرورت مجھے اس وجہ سے اور بھی محسوس ہوئی کہ زمانے مین ملک کی بدنصیبی سے ہندوستان کی دو بڑی قومون ہندو مسلمانون مین سخت اختلاف پیدا ہوتا جاتا ہے اور میرے خیال مین اگر کوئی تدبیر اس اختلاف کو دور کئے یا اُس کے بجاے ہمدردی پیدا کرنے کی ہے تو وہ یہی ہے کہ ایک دوسرے کے لٹریچر سے مستفیض ہونے کا موقع جو فارسی لٹریچر کے دونون قومون کی ترقی دماغی و دنیوی کے لئے لازمی ہونے کی

دھ سے تعاباقی میں رہا۔

کالیداس کے حالات کا پردۂ خفا میں مستور ہونا

اصول و قواعد ڈراما کی توضیح و تصریح سے فارغ ہونے کے بعد اب اس امر کی ضرورت ہے کہ اُس شخص کے کچھ حالات لکھے جائیں جو آسمان ڈراما پر آفتاب ہو کر چمکا اور جس کی شاعری کی تیز شعاعوں نے مشرق کیا بلکہ مغرب کو بھی مطلع انوار بنا دیا۔ وہ شخص جس کو نہ صرف اُس کے ہم وطن شاعروں کا سرتاج سمجھتے ہیں بلکہ جس کی اُستادی کا ذکر عنقا کی طرح ہر زبان پر ہے مگر وہ خود فضائے زمانہ کی تاریکی میں ایسا غائب ہو گیا ہے کہ کہیں نظر نہیں آتا۔ یورپ میں محققین اور ہندو مصرین کی دقیقہ سنج محنتیں یوں عالم میں کالیداس کو تتبع قبل مسیح سے لیکر سنہ عیسوی تک ڈھونڈھتی پھریں مگر کہیں اُس کا سُراغ نہیں لگا۔ کیا یہ امر کچھ کم حیرت نہیں ہے کہ جس شخص کی عالمگیر شاعری نے ریگ زمانہ پر ایسے پائدار نقش پا چھوڑے ہوں کہ وہ مٹانے سے نہ مٹ سکتے ہوں اُس کی تلاش میں بڑے بڑے سراغ رساں تقریباً ہزار ہزار برس کا سفر کریں مگر کامیابی کی صورت نہ دیکھیں اگرچہ علمائے ہند و یورپ نے کی علم کو داد دہات دیگر پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ ایسی ایسی موشگافیاں کی ہیں کہ انسان کو آئینہ حیرت بنا دیتی ہیں لیکن ہندوؤں کی روحانی محویت نے کالیداس کے ہستی کے نشانات کو ایسا نہیں مٹایا کہ ہم اُن کی گرد کو بھی پہونچ سکیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود کالیداس نے بھی اپنے وجود خارجی کو اپنے جذبات اندرونی میں ایسا محو کر دیا تھا

کہ گو اُس کے تصنیفات کے ہر لفظ ہر مصرع ہر شعر ہر شلوک مین اُس کے بوقلمون تخیل بلند پرواز فکر عالمگیر جذبات اور عمیق مطالعۂ فطرت کا پتا لگتا ہے لیکن اُس نے دنیا کے دوسرے مصنفین کی طرح کہین اپنے وجود خارجی کے موجبات و شواہد نہین چھوڑے ہمارے خیال مین یہی اُسکے اعلیٰ کمال کی دلیل ہے ؎

فروتنی است دلیل رسیدگان کمال
کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

قلب انسانی کے پیچیدہ رازون اور مظاہر فطرت کی بوقلمونی کی تصویر تو وہ عجیب گلکار قلم سے کھینچتا ہے لیکن خواہ اُس کی تصانیف کا مطالعہ کیسی ہی باریک نظری سے کیا جائے کہین خود اُس کے کارنامہ ہائے حیات کی طرف اشارہ بھی نہین پایا جاتا۔ صفحہ ہستی پر اگر اُس نے کوئی اپنی یادگار چھوڑی ہے تو وہ اُس کی مقبول تصانیف ہین جو فنا کے زبردست ہاتھون کو بھی اپنے پاس نہین پھٹکنے دیتین۔

کیا کالیداس وکرماجیت کے نورتن سے تھا؟

ایک قدیم روایت نے کالیداس کو دربار راجہ بکرماجیت والی اُجین کے نورتن مین شریک کیا ہے اور جہان تک اندرونی و بیرونی شہادت مدد دیتی ہے یہ روایت قرین صدق معلوم ہوتی ہے۔ کالیداس نے جیسے پرجوش بلکہ محبتانہ الفاظ مین اُجین کے مہاکال اور سپرا اور دوسری خوبیون کا اپنی تصنیفات مین بیان کیا ہے۔ اُس سے حُب وطنی کی بو آتی ہے اور بکرم کا نام بھی جہان اُس نے

لیا ہے عجیب ادب اور توصیف کے ساتھ لیا ہے۔ اس لئے تاوقتیکہ یہ خیال نہ کیا جائے
کہ اُس نے اس ذریعہ سے اپنے سرپرست کے نام کو دیوار بقائے دوام سے آراستہ
کرنے کی کوشش کی ہے اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کے علاوہ **کالیداس**
کو درباروں کے رسم و رواج سے پوری واقفیت معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس کی دائمی
خوش دلی سے پایا جاتا ہے کہ اُس کی زندگی فارغ البالی سے گذری۔ پس ان سب
امور سے یہ نتیجہ قطعی طور پر نکلتا ہے کہ وہ راجہ **بکرماجیت** کے زمانہ میں گزرا ہے اور
اُس کے دربار کا ایک جوہر بے بہا تھا۔ محققین میں عرصہ دراز تک اس امر میں سخت
اختلاف رہا کہ راجہ **بکرماجیت** کس زمانے میں ہوا کیونکہ سنہ سمت جس کی ابتدا اتفاقاً
سنہ ۵۶ قبل مسیح میں ہوئی اُس کے نام سے منسوب ہے لیکن چونکہ سنہ ۶۰۰ء کے قبل کا
کوئی کتبہ ایک عرصہ دراز تک کہیں میسر نہیں آیا اس لئے مسٹر **فرگسن** نے یہ نتیجہ قائم
کیا کہ چونکہ تاریخ ہندوستان میں جنگ کورور جس میں **بکرماجیت** نے سیتھیوں کو شکست
دی ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ اور **ابوریحان البیرونی** کے بموجب وہ جنگ
سنہ ۵۴۴ء میں ہوئی — اس لئے اسی زمانے میں سنہ سمت بھی قائم ہوا ہوگا لیکن
اپنی عظمت بڑھانے کے لئے اُس کی ابتدا چھ سو سال قبل سے قرار دی گئی مگر چھ سو سال
قبل سے سنہ کے شروع کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوئی لیکن اس سنہ کو اس
سے تقویت ملی کہ ایک عرصہ دراز تک کوئی کتبہ سمت کے چھٹی سے پہلے کا نہیں ملا۔
لیکن ماہ حال ایک کتبہ مندسیر میں مل گیا جس میں سنہ ۴۶۱ درج ہے اور اُس کے اس

بیتنہ کا بھی خاتمہ ہوگیا[1] کیونکہ بکرماجیت جو فاتح کوروربھا بانیٔ سمت ثابت نہین ہوا۔ ایک جرمن محقق نے نورتن کی مشہور روایت سے کالیداس کا زمانہ معین کرنے کی بہت کچھ کوشش کی ہے مگر اُس مین بھی کچھہ کامیابی نہین ہوئی۔ اُس نے خیال کیا کہ نورتن مین جو لوگ شریک ہین اگر ممکن ہو تو اُن کا پتہ لگایا جائے جس سے خود بخود یہ معلوم ہوجائے گا کہ اُن کا ہمعصر کالیداس کس زمانے مین گزرا ہے۔ ان مین سے امردیو یا امرسمجھ کی نسبت یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ چینی سیاحون فاہیان اور ہوین تھسانگ کی سیاحون کے مابین یعنی سنہ ۴۱۴ء سے لیکر سنہ ۶۴۲ء تک گزرا ہے کیونکہ فاہیان کے زمانے مین گیا کے مندر مین وہ کتبہ موجود نہ تھا جس مین ہوین تھسانگ کے بیان کے بموجب اُس کی تعمیر امردیو سے منسوب کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے رتن وراہمیہر کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سنہ ۵۸۰ء مین فوت ہوا پس اس سے ڈاکٹر کرن نے یہ نتیجہ نکالا کہ کالیداس چھٹی صدی عیسوی کے اوخر مین گزرا ہے۔ لیکن معلوم نہین کہ خاک ہند سے کتنے امردیو اور وراہمیہر اُٹھے اور ریگ زمانہ پر خفیف سے نقش پا چھوڑکر پھر اُسی مین مل گئے۔ اور اس لیے گیا کے مندر کے کتبہ یا وراہمیہر کی تاریخ وفات سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ وہی نامور لوگ ہین جو کالیداس کے ساتھہ دربار بکرماجیت کے نورتن مین شریک تھے ایسی جرأت ہے کہ جس کی عقل سلیم تائید نہین کرتی۔ اور خاصکر

[1] مسٹر فلیٹ دریافت کنندۂ کتبہ مندسیر کا اس کے بعد بھی یہی خیال ہے کہ وکرماجیت چھٹی صدی ہی مین گزرا ہے اور اُس نے ایک قدیم سنہ کو اپنے نام سے منسوب کرلیا۔ لیکن اکثر محققین کو اس سے اختلاف ہے۔

مسٹر فیسر کے کتبہ سے تو ان لوگوں کا کالیداس کا ہمعصر ہونا بالکل ہی غلط ثابت ہوتا ہے۔
اس کے علاوہ یہ اگر مان بھی لیا جائے کہ یہی امر دلیو اور وراہمیہر ہیں جو شریک
نورتن ہیں تو بھی یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ لوگ کالیداس کے ہمعصر تھے۔ کیونکہ جہاں تک
دکھا جاتا ہے ہندؤں کا ہمیشہ سے یہ میلان چلا آتا ہے کہ تمام نامور لوگوں کو خواہ ایک دوسرے
سے کتنے ہی آگے پیچھے گزرے ہوں کسی ایک مشہور بادشاہ کے زمانے میں جمع کر دیتے
ہیں بلکہ یہ معلوم ہو کہ زمانہ نامور لوگوں کا دشمن نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر میکسملر کا خیال

ایک تیسری تھیوری ڈاکٹر میکسملر کی ایجاد ہے۔ اُنھوں نے
کل سنسکرت لٹریچر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے
حصے میں وید وغیرہ میں شریک ہیں اور پہلی صدی عیسوی پر ختم ہوتا ہے۔ اور دوسرا حصہ
چھٹی صدی عیسوی میں وکرماجیت کے زمانے میں شروع ہوتا ہے کیونکہ جو زمانہ ان
دونوں حصوں کے بیچ میں گزرا اس میں ہندوستان پر وہی حملوں کی وجہ سے اس قابل
سے محروم رہا اس لئے وہ ادبی ترقی کا مؤید نہیں ہو سکا لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے
کیونکہ ڈاکٹر بُہلر اور میرسن نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ زمانہ بھی تصنیف و تالیف سے خالی
نہ تھا اور چونکہ مسٹر فیسر کے کتبہ سے قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ وکرماجیت چھٹی
صدی عیسوی سے قبل گزرا ہے اس لئے اُس تھیوری کی بھی وہی حالت ہے جو دوسری
دو بات آبائیوں کی ہوئی۔ اس کے علاوہ اس بحث میں اور بھی بہت سے عروی امور
لائے گئے ہیں لیکن پروفیسر آپٹے نے نہایت قابلیت سے ثابت کر دیا ہے کہ

اُن سے کوئی نتیجہ نہین نکلتا- واتس بھوتی مصنف کتبہٗ منڈیسر نے کئی خیالات کالیداس سے نقل کئے ہین اور اس لئے بالیقین کالیداس کا زمانہ سنہ ۴۷۲ء کے قبل ہوگا اس کے علاوہ اسوگھوش کی سوانح عمری گوتم بدھ مین بہت سی عبارتین کالیداس سے ملتی جلتی ہین- اور چونکہ کالیداس کی طباعی اور جدّت طرازی مین کوئی شک نہین ہے اور اسوگھوش شاعر نہ تھا بلکہ فلسفی تھا اس لئے گمان غالب یہی ہے کہ وہی کالیداس کا ممنون احسان ہوگا- اسوگھوش کی نسبت یہ تحقق ہوچکا ہے کہ وہ سنہ ۵۰ء مین گزرا ہے- اس لئے اگر یہ سمجھا جاے کہ اُس نے کالیداس کے کلام سے فائدہ اُٹھایا ہوگا تو کالیداس کا زمانہ اُس سے قبل قرار دینا ہوگا- اندرونی شہادت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ شکنتلا کے چھٹے ایکٹ مین جہان متر سوداگر کے مرنے کا ذکر کیا گیا ہے وہان یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لاوارث مرا حالانکہ اُس کی زوجہ موجود تھی- اِس سے پروفیسر آپٹے نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کالیداس ایسے زمانے مین گزرا جب کہ بیوہ کو حق وراثت حاصل نہ تھا اور یہ زمانہ قبل ولادت مسیح تھا جب کہ منو اور آپستمبھ اور وشیشٹ کا دور دورہ تھا اور برہسپتی- شنکھ- لکھت پیدا ہوے تھے- اسی طرح وکرم اُروسی کے پانچوین ایکٹ مین جیل کے حق مین بوجہ جوہر وصال چُرالیجانے کی سزاے موت تجویز کی گئی ہے- اور چوری کے لئے سزاے موت منو اور آپستمبھ نے قرار دی تھی مگر بعد مین برہسپتی نے اپنے سمرتی مین اُس کو جرمانہ سے بدل دیا- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کالیداس کا زمانہ برہسپتی کے قبل تھا اور برہسپتی کی نسبت عام طور

یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلی صدی عیسوی میں گزرا ہے۔

پروفیسر آپٹے کی تحقیق

پروفیسر آپٹے نے اس امر سے بھی کہ کالیداس کے تصانیف میں کوئی اصطلاح فلسفہ نیائے کی نہیں پائی جاتی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ وہ مذہب مذکور کے مدارج ترقی طے کرنے کے قبل گزرا ہے۔ اور اُس کی سادگی بیان سے بھی جو قدما کے خواص میں داخل ہے یہی سمجھا ہے کہ کالیداس پہلی صدی عیسوی میں گزرا ہوگا۔

خود کالیداس کی تصانیف سے کیا معلوم ہوتا ہے۔

کالیداس کی تصانیف سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم کا برہمن تھا اور گوشیو پیتھی نہ تھا مگر شیو کو بہت مانتا تھا۔ اُس کو سیاحت کا بھی شوق تھا اور خاص شمالی ہندوستان میں بہت پھرا تھا۔ کیونکہ بقول ڈاکٹر بھاؤداجی صرف وہی ایک شاعر ہے جس نے زعفران کے پھول کی جیتی جاگتی تصویر کھینچی ہے اور ظاہر ہے کہ زعفران کشمیر میں ہوتی ہے۔ کوہ ہمالیہ کا سماں بھی اُس نے عجب پرزور قلم سے چشم دید واقعات کے طور پر دکھایا ہے۔ بظاہر وہ سیر شکار کا بڑا دلدادہ تھا کیونکہ اُس نے اُن کے فوائد ایک شکاری کے صحت اور جوش کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اگرچہ اُسکا میلان عیش پرستی کی طرف تھا مگر وہ عیاش نہ تھا جیسا کہ بعض بیہودہ باتوں میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ کوئی عیاش جذبات عشق و اخلاق کی اُس بلندی پر نہیں پہونچ سکتا جو اُس کا ادنی مرتبہ ہے۔ گو عورتوں کی عزت اُس کی نگاہ میں کچھ کم نہیں ہے لیکن شکنتلا

کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عاشقانہ شاعری کا طرفدار نہ تھا اُس کی تصنیفات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ویدون کے مضامین پر اچھی طرح حاوی تھا اور فلسفہ اُپ نیشد و بھگوت گیتا و پران و مذہب سانکھیہ و یوگ و ویدانت سے ناواقف نہ تھا اور کسی قدر طب اور علم نجوم کے مبادیات مین بھی دخل رکھتا تھا۔ تحقیقات کی جانکاہی اور ذہانت کی رسائی اس سے زیادہ پتہ نہین لگا سکی اور صرف یہی چند واقعات ہین جو کسی قدر تیقن کے ساتھ کالیداس کی نسبت معلوم ہو سکتے ہین لیکن پھر بھی پردہ جیسا کہ چاہیئے نہ ہٹ سکا اور کالیداس ابھی تک محققین کو قائم کا ہم زبان ہو کر چڑا رہا ہے۔ ؎

گیا نہین ہون مین یہان اس طرح ہو قائم
کہ جستجو سے لگا سکے کوئی سراغ میرا

کالیداس کی تصنیفات

چونکہ کالیداس کی سوانح عمری ہمیشہ سے عنقا کی خاصیت رکھتی ہے اس لئے کم درجے کے شاعرون کو اپنا کلام اُس کے سر منڈھنے کا اچھا موقع ملا۔ اور اسی وجہ سے اُس کی تصنیفات کی تعداد نہایت کثیر بتائی جاتی ہے۔ لیکن نکتہ چینی کی کسوٹی پر کسنے سے فوراً کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یون تو اچھے اچھے لائق لوگون نے بھی سولھا[16] کتابین کالیداس سے منسوب کی ہین۔ لیکن موشگاف نکتہ چینی کی آنچ مین صرف سات پوری اُتری ہین جن کے نام یہ ہین۔ (۱) رتو سنہار یعنی موسمون کے حالات (۲) کمار سنبھو

یعنی جنگ کے دیوتا کارکتیا کی پیدائش کا حال (۳) رگھو ونش یعنی خاندان راگھو کی تاریخ (۴) میگھ دوت یعنی قاصد ابر جس میں ایک ہجر کے مارے یدی نے ابر کو قاصد محبت بنایا ہے (۵) ستکنتلا ستھونا ٹک جو محتاج تعریف نہیں (۶) وکرم اروسی یعنی ناٹک جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے (۷) مالوی کا گنی مترا بھی ایک ناٹک ہے۔ پہلی چار مثنویاں ہیں اور اخیر تین جیسا کہ بیان کیا گیا ناٹک ہیں۔

کالیداس کی مقبولیت یوروپ اور ہندوستان میں اب اگر اس امر پر غور کیا جائے کہ کالیداس نے فن شعر کی کیا خدمت انجام دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں یہ امر قدیم سے مسلّم چلا آتا ہے کہ کالیداس شعرائے سنسکرت کا سرتاج ہے اور اُس کی ہلتا میں سے ہندی شاعری کو معراج کمال پر پہونچایا۔ گویا کہ ہر شخص اُس کے کمال کا دم بھرتا ہے اور معتقد دل میں اُس کی پرستش کرتا ہے اہل ہند کا اگر ایسا خیال کالیداس کی نسبت ہو تو تعجب نہیں ہے لیکن ممالک غیر کے علماء جو اُس کے کلام سے مستفیض ہوئے ہیں اُن کا بھی یہی خیال ہے۔ جرمنی کے سب سے بڑے شاعر گیٹی کو تو کالیداس کے زور طبیعت نے محو حیرت ہی کر دیا اور وہ بے اختیار کہہ اُٹھا۔

"سال نو کی کلیاں اور ختم سال کے میوے اور وہ سب چیزیں جو روح کے لئے غذا بالذت وہ کام در ماں ہیں یا جو اُس کو لُبھا یا وجد میں لا سکتی ہیں۔ غرض جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب تو نے ایک نام میں جمع کر دیا ہے اور شکنتلا یہ نام ہاں یہ

آیا اور وہ سب نعمتین گویا کہ مل گیئن،، مشہور سیاح اور فلاسفر **وان ہمبولڈٹ** نے لکھا ہے کہ **شکنتلا** کا مشہور مصنف **کالیداس** فطرت کا جو اثر عشاق کے دل پر پڑتا ہے اُس کے بیان کرنے مین اُستاد ہے - جذبات کے اظہار مین دل پگھلا دینے اور ایجاد نشار تخیل کے مالا مال ہونے کی بدولت اُس کو تمام اقوامِ عالم کے شعرا مین اعلیٰ درجہ ملا ہے،، مشہور نقادِ سخن **شلیگل** نے بھی شعرا مین **کالیداس** کو بہت بلند مرتبہ قرار دیا ہے - اسی طرح **پروفیسر لیسن** کا قول ہے کہ ''**کالیداس** ہندی شاعری کے آسمان کا سب سے روشن تارہ ہے،، انگریز تو بالاتفاق **سر ولیم جونس** سے لیکر **سر مانیر ولیمس** تک **کالیداس** کو **شیکسپیر** ہند کہتے چلے آئے ہین - اور اُن کے خیال مین ایک ناٹک نگار کے لئے اس سے بڑھکر کوئی تعریف نہین ہو سکتی -

کالیداس کا کمالِ شاعری

اب یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ **کالیداس** کے کلام مین ایسی کیا چیز ہے جس نے اُس کا نام دنیا کے چند نامور شاعرون - **ہومر - ورجل - فردوسی** اور **شیکسپیر** مین شریک کر دیا ہے - اس کا جواب پوری طرح تو وہی لوگ دے سکتے ہین جو زبان سنسکرت کے ماہر ہین - لیکن اس قدر ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ یورپ اور ہندوستان کے بڑے بڑے ماہران فن متفق ہین کہ **کالیداس** ازل سے مصور کی نظر شاعر کا دماغ اور نقاش کا ہاتھ لیکر آیا تھا - اُس کی عالمگیر نظر صرف فطرت انسانی کے پیچیدہ رازون بلکہ تمام مظاہر قدرت کے دلفزا کرشمون یا ہوش رُبا سانحون کی تہ تک پہونچ گئی تھی - اور وہ جو کچھ دیکھتا تھا اُس کا قوی حافظہ اُس کو بلا کم و کاست خزانۂ خیال

میں جمع کر دیتا تھا۔ اور تخیل کی بھی جدت طرازی اُس کو نئی نئی صورتوں میں ذہن کے
سامنے پیش کرتی تھی اور رو رسیاں اُن کو اور بھی دل فریب زیوروں سے آراستہ کر کے عالم
ظہور میں لاتا تھا۔ گویا اُس کی نظر کیمرا اُس کا دماغ پلیٹ اور اُس کا ہاتھ فوٹوگرافر تھا اُسکی
فکر بلند اور خیالات عالی تھے۔ اور دل اس قدر متاثر تھا کہ تمام جذبات ہوتی وہم اس پر
گویا کہ کاپی کی سیاہی سے نقش ہو جاتے تھے کہ جب چاہو نقل لے لو۔ باوجود اس درجہ
ملتہی کے کالیداس کا طرز بیان نہایت سادہ ہے مگر سادگی پرکشش اور جامعیت کا رنگ
لئے ہوئے ہے۔ گویا کہ دوسرے الفاظ میں سہل ممتنع ہے۔ وہ پورانوں کی لفاظی سے
بھی اُسی طرح دور ہے جس طرح متاخرین کے تصنع سے اور اعجاز ہمارے اس میں
ایک خاص خوبی پیدا کر دی ہے۔ اگرچہ اُس کے کلام میں بھی صنائع و بدائع موجود ہیں مگر
اُس میں آورد کا نام نہیں ہے۔ اور خاص کر تشبیہ میں اُس کو کمال ہے کہ ہر تشبیہ معنی
کے لحاظ سے دل فریب اور باعتبار موزونیت تام ہے۔ اُس کا طرز ادا اُس کی پیاری
گنگا کے مشابہ ہے جس کا صاف شفاف پانی عجب دل رُبا شان سے گنگناتا لہراتا
آہستہ آہستہ بہتا چلا جاتا ہے۔ اور دونوں طرف ہرے بھرے کناروں پر رنگ برنگ
کے قدرتی پھول مستوجلہ انداز سے جلوہ فروشی کرتے ہیں۔ اُس کو دوسرے شعرا پر فکر کی
بلند پروازی اور علو خیالات میں خاص ترجیح ہے۔ مناظر قدرت کے بیان میں اُس کو بڑی
قدرت ہے اور اُس کے الفاظ طلسم کا کام کرتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے تو انسان ہر دو
علائق دنیا کو بھول کر کسی اور عالم میں پہنچ جاتا ہے۔

کالیداس کا مقابلہ شیکسپیر اور بھاؤبھوتی اور میرانیس کے ساتھ

کالیداس کا مقابلہ اگر شیکسپیر کے ساتھ کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ صحیفۂ فطرت کا مطالعہ دونون نے غور سے کیا ہے اور گو شیکسپیر کی نظر زیادہ وسیع ہے لیکن ہجر و وصال اور راز و نیاز کے معاملات سمجھنے اور مناظر فطرت کی پر اثر تصویر کھینچنے مین کالیداس اُس پر ترجیح رکھتا ہے سنسکرت شاعرون مین اُس کا مد مقابل صرف بھاؤبھوتی ہوا ہے۔ مگر بھاؤبھوتی کے طرز بیان مین کالیداس کی سادگی کا پتہ بھی نہین ہے۔ بلکہ وہ ایک پہاڑی چشمہ ہے جو قدم قدم پر صنائع و بدائع کی چٹانون سے ٹکراتا اور مرکب الفاظ کے روڑھون سے ٹھوکرین کھاتا ہوا زور و شور سے بہ رہا ہے مگر طبع خداداد نے آمد کی خوبی سے اُس کو بھی محروم نہین رکھا۔ کالیداس کو متخیلہ و واہمہ کے اعتبار سے بھاؤبھوتی پر ترجیح ہے۔ اور بھاؤبھوتی فکر کی بلندی اور جذبات کے جوش و خروش کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ کالیداس کو جذبات عشق پر خاص عبور ہے اور بھاؤبھوتی کو درد و دہشت کے بیان کرنے مین خاص ملکہ ہے۔ کالیداس زیادہ تر کنایہ سے کام لیتا ہے۔ اور بھاؤبھوتی وہی اثر زور بیان سے پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نقاشیِ فطرت کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین دی جاسکتی۔ اگر اُن مین فرق ہے تو یہی ہے کہ کالیداس کی توجہ دل فریب مناظر کی طرف زیادہ ہے اور بھاؤبھوتی کو ہول ناک اور پرشکوہ نظارون کے بیان کرنے مین بہت لطف آتا ہے۔ گویا کہ کالیداس کی نظر تفصیلی اور بھاؤبھوتی کی اجمالی

ہے اُردو شاعروں میں اگر کالیداس کو کسی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے تو وہ میر انیس ہیں۔ اُن کے کلام میں بھی وہی سادگی وہی شستگیٔ زبان وہی بے تکلفیٔ محاورات وہی رنگینیٔ تشبیہات اور زورِ بیاں کی وہی آمد موجود ہے اور قلبِ انسانی کے تلاطم اور مناظرِ قدرت کے حسن کا بھی اُنھوں نے ویسی ہی باریک نظری سے مطالعہ کیا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ مرثیہ گوئی نے اُن کی طبع رسا کو پوری طرح بار آور ہونے دیا۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ باوجود اسے ہیرو کی پابندی کے اُنھوں نے کیا کچھ کیا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر ان کو وسیع میدان ملتا تو وہ کہاں سے کہاں پہونچ جاتے۔

وکرم اُروسی کی خصوصیات | وکرم اُروسی[۵۱] اُن تین ناٹکوں میں جو کالیداس کی فکرِ بلند پرواز کا نتیجہ سمجھے جاتے ہیں دوسرا ہے۔

اُس کا تعلق جذبات عشق سے ہے۔ اور وہ از قسم تروٹک ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حسنِ بیان اور شستگی و شیرینیٔ زبان کے لحاظ سے اُس کا درجہ سکنتلا کے برابر ہے پروفیسر ولسن لکھتے ہیں کہ "دونوں ناٹکوں کا مضمون دیومالا سے لیا گیا ہے۔ اور دونوں کے ہیرو شاہی دیوتا اور ہیروان آسمان کی پریاں ہیں جو انسانی معیار سے بالا ہیں۔ دونوں میں ایک ہی سی شگفتگیٔ بیان اور رقتِ جذبات پائی جاتی ہے۔ اور نازک خیالی کا حسن اور طرزِ ادا کی شائستگی کی بھی وہی کیفیت ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح

[۵۱] وکرم کے معنی تہور کے ہیں یا اگر اس کو اسم سمجھا جائے تو اس کے معنی قوت بازو سے غلبہ حاصل کرنے کے بھی ہو سکتے ہیں پس وکرم اُروسی کے معنی یا تو نام ولکرم اُروسی ہوئے یا تسخیر اُروسی۔

دنیا کوئی آسان کام نہین ہے۔ لیکن **شکنتلا** کے مقابلے مین **وکرم اُروسی** کے قصہ کے واقعات غالباً زیادہ دقتِ نظر سے مرتب کئے گئے ہین۔ اور ایک واقعہ دوسرے واقعے سے زیادہ قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن برخلاف اسکے امین ایک شخص بھی اُتنا دل رُبا نہین ہے جتنی کہ خود **شکنتلا** ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فکر کی بلند پروازی تخیّل کی گلکاری واہمہ کے ایجاد پر دوہی بیان کی سادگی اور زبان کی بے ساختگی کے لحاظ سے بھی دونون ہمسا دی ہین اور دونون مین حسن پرستی کا جوش اور فطرت انسانی کی معرفت بھی یکسان پائی جاتی ہے۔ لیکن **وکرم اُروسی** مین مناظر فطرت کی جیتی جاگتی تصویرین اور مکالمہ مین ضرب الامثال اور کار آمد کلیّہ زیادہ کثرت سے پائے جاتے ہین۔ تشبیہات کے خوش نما پھول بھی حسن بیان کے دوبالا کرنے کے لئے جا بجا موجود ہین۔ اور ہر تشبیہ جس اعتبار سے دیکھا جائے اچھوتی اور ندرت سے مملو ہے در اصل ایک ایک تشبیہ ایسی ہے کہ اگر گھنٹون بھی غور کرتے رہو تو نیا لطف آتا ہے۔ قصّہ بھی تازہ مگر پُر لطف ہے اور اخیر تک دلچسپی برابر قائم رہتی ہے۔

پلاٹ کی قدامت آب یہ امر غور طلب ہے کہ اس ناٹک کی پلاٹ **کالیداس** نے کہان سے لی ہے۔ **کالیداس** کا بھی **شیکسپیر** کی طرح یہ مسلک نہین ہے کہ اپنے ناٹکون کے لئے خود قصّہ گھڑے۔ بلکہ وہ کسی پُرانے قصّے کو **پوران** یا کسی اور قدیم تصنیف سے لیکر اُس کی بوسیدہ ہڈیون مین روح تازہ پھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصّہ نہایت قدیم ہے۔ کیونکہ **پرواُس**

کا ذکر رگ وید میں منو کے ساتھ آتا ہے اور اُس میں درج ہے کہ وہ اگنی کا دوست اور بڑا ایماندار تھا۔ ایک دوسرے مقام پر اُس کی گفتگو اُروسی کے ساتھ درج ہے جس میں وہ اُروسی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ پھر اپنے وصال سے اُس کو مسرور کرے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اُسکو کبھی پہلے اُس کا وصال نصیب ہو چکا ہے۔ ایک اور مقام پر دیوتا پروراوس کو ایلا کے بیٹے کے نام سے مخاطب کرتے ہیں اور اُس سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ قدر سارے سے اُن کو خوش کرے گا تو اُس کو اُن کی صحبت میں جگہ ملے گی اور وہ مسترت آسمانی سے ہم کنار ہوگا۔ وید میں تو صرف اسی قدر ذکر ہے اور وہ بھی ایسی طرح سے کہ کچھ سر پیر سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن مختلف پُرانوں میں پروراوس کا قصہ مختلف طور پر درج ہے۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ پروراوس کا برہمنوں سے جھگڑا ہوا اور وہ گندھروون کے حاں سے تین قسم کی آگ لایا اور اُروسی سے اُس کے چھ بیٹے ہوئے جن میں ایوس سب سے بڑا تھا۔ اُس میں اُروسی کے چھوٹنے کی کوئی کیفیت درج نہیں ہے۔

وکرم اُروسی کا قصہ وشنو پران میں

وشنو پُران اور پدم پُران میں یہ قصہ زیادہ مسلسل طور پر درج ہے۔ وشنو پُران میں لکھا ہے کہ اندر کے اکھاڑے کی ایک پری اُروسی نامی کو مترا ورون نے ناراض ہو کر یہ بددعا دی کہ وہ مسرت آسمانی سے محروم ہو کر انسان کی صحبت میں رہے۔ جب وہ آسمان سے زمین پر نہایت ہی دلفریب صورت میں نازل ہوئی تو پروراوس جو

چندربنسی تھا اُس کو دیکھکر عاشق ہو گیا - اور وہ دو شرطین کرنے کے بعد اُس کے عقد مین آگئی - پہلی شرط تو یہ تھی کہ وہ دو مینڈھے اپنی نگرانی مین رکھے - اور اُن کو کہین جانے نہ دے - اور دوسری شرط یہ تھی کہ وہ کبھی اُس کے سامنے برہنہ ہو - آسمان کے باشندے اُروسی کی پرلطف صحبت سے محروم ہوکر نہایت ملول رہنے لگے اور اُنھون نے ارادہ کیا کہ بد دُعا کے پورا ہونے کے بعد پھر اُس کو لے آئین - چنانچہ گندھرب اس پر آمادہ ہوئے اور رات کے وقت راجہ کے سونے کے کمرے مین آکر مینڈھون کو کھولنے لگے - مینڈھون کے ممیانے سے راجہ اور اُروسی کی آنکھ کھُل گئی - اور وہ عالم پریشانی مین یہ سوچ کر کہ رات اندھیری ہے اُروسی کو ایسے مین کیا نظر آئے گا بلا لباس پہنے چورون کے پیچھے دوڑا - مگر دوڑنا تھا کہ گندھربون نے فوراً بجلی چمکادی جس کی روشنی مین اُروسی نے راجہ کو برہنہ دیکھ لیا - اور چونکہ راجہ سے اُس کی ایک شرط بھی پوری نہ رہ سکی اس لیے وہ فوراً گندھربون کے ساتھ نظر سے غائب ہو گئی اور اندر کے آسمان پر پہونچی - جب پروراوس ہوش مین آیا تو اُس کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اُس کا دل اُلٹ گیا اور اُروسی کی تلاش مین کئی سال تک تمام دنیا مین گشت لگاتا پھرا - یہان تک کہ کروک شیتر مین ایک جھیل کے پاس پہونچا جہان اُروسی دوسری پریون کے ساتھ چہلین کر رہی تھی - راجہ نے اُروسی کو فوراً پہچان لیا - اور واپسی کے لیے سخت منت و سماجت کی - مگر اُس نے منظور نہ کیا - البتہ اس قدر وعدہ کیا کہ اگر وہ اس آوارہ گردی سے مُنہ موڑ کر راج کے کاروبار مین مصروف رہے گا تو وہ سال مین ایک

مرتبہ اُس کے پاس آیا کرے گی۔ اور ایسی سالانہ آمد و رفت کی بدولت اُس کے چھ بیٹے پیدا ہوئے جن میں ایوس سب سے بڑا تھا۔ لیکن چونکہ راجہ اُس کے وصال دائمی کی تمنا میں بے قرار رہا کرتا تھا اس لئے بالآخر گندھربون نے اُس کی حالت پر رحم کھا کر اُس کو ایک انگیٹھی دی جس میں آگ دہک رہی تھی تاکہ وہ ایک خاص قسم کا ہوم ایسی آرزوؤں میں کامیاب ہونے کے لئے کرے۔ راجہ انگیٹھی کو ایک جھاڑی میں رکھ کر اُروسی کے ڈھونڈنے کے لئے جنگل میں گیا۔ مگر وہ کہاں ملتی تھی۔ اس لئے واپس آکر دیکھا تو بجائے انگیٹھی کے دو درخت پائے جن میں سے ایک سامی کا تھا اور دوسرا اسوتھ کا۔ پروراوس نے دونوں میں سے ایک ایک شاخ توڑ لی اور محل میں واپس آکر اُن دونوں شاخوں کو آپس میں رگڑا جس سے آگ پیدا ہو گئی اور اس اصلی آگ کے ذریعے سے اُس نے مختلف ہوم کئے جن کی بدولت اُس کو گندھرب کا درجہ حاصل ہوا۔ اور آسمان پر اپنی معشوقہ کے ساتھ رہنے لگا۔ مسٹر ولس کی رائے میں اس قصے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پروراوس ہندوستان میں آتش پرستی کا بانی تھا۔

برہت کتھا میں یہ قصہ کیوں کر درج ہے

پروراوس اور اُروسی کے عشق کی داستان برہت کتھا میں بھی مذکور ہے لیکن وہ قصہ تو پُران سے ملا ہوا ہے اور یہاں تک کہ پروراوس وشنو کا بڑا پجاری تھا۔ ایک دن اندر کے باغ نندن کی سیر میں اُروسی سے چار آنکھیں ہو گئیں۔ اور ایک ہی نگاہ میں دونوں ایک دوسرے پر عاشق ہو گئے۔ وشنو نے راجہ کے حال

سے آگاہ ہوکر نارد کے ذریعے سے اندر کو کہلا بھیجا کہ اُروسی کو پروراوس کو عنایت کیا جائے جس کی تعمیل ہوئی اور وہ دونون خوش وخورم رہنے لگے - اسکے بعد آسمان پر جنگ ہوئی جس مین دیوتاؤن کو زیادہ تر پروراوس کی قوت بازو کی وجہ سے کامیابی ہوئی اور اندر کے دربار مین نہایت تزک واحتشام سے اُس کی خوشی منائی گئی اور خوب ناچ رنگ کے جلسے ہوئے - اتفاقاً رنبھا سے جو بزیر نگرانی تنبورو جو آسمانی پریون کا اُستاد ہے ناچ رہی تھی کچھ غلطی ہوگئی جس پر پروراوس ہنس دیا تنبورو کو یہ جرأت نہایت ہی شاق گذری - اور اُس نے اُس کو بد دُعا دی کہ تاوقتیکہ وہ وشنو کی خوشنودی حاصل نہ کرے اُروسی سے علیحدہ رہے - جب کہ راجہ عالم وسطیٰ مین آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ اُروسی کو گندھرب لے گئے - اُس کے بعد وہ بدری ناتھ کو تپاس کے ذریعے سے وشنو کی عنایت حاصل کرنے کے لئے گیا - جو بالآخر راضی ہوگیا اور اُس کے حکم سے اُس کو پھر اُروسی کا وصال نصیب ہوا -

ماتسیئے پران مین یہ قصہ کیون کر درج ہے

ماتسیئے پُران مین جو قصہ درج ہے وہ کالیداس کے سب سے زیادہ مطابق ہے - بدھا سوم یا چاند کا بیٹا تارا کے بطن سے تھا - سوم نے اُس کو دینا کی حکومت عطا کی - مقدس بدُھا کے ایلا کے بطن سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوا جس نے سوا سو میدہ (گھوڑے کی قربانیان) کین - اُس کا نام پروراوس تھا - وہ کوہ ہمالیہ کی چوٹیون پر وشنو کی پوجا کیا کرتا تھا - اور اسی لئے زمین کے ساتون پردون کا راجہ ہوگیا - اُس نے کیشی

اور بہت سے دوسرے دیتیوں کو قتل کیا اور اُروسی اُس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اُس کی بی بی بنی۔

ایک دفعہ نیکی۔ دولت اور خواہش نفسانی تینوں مل کر اُس کے پاس اِس غرض سے آئیں کہ اُس سے دریافت کریں کہ کس کی قدر و قیمت اُس کی نگاہ میں سب سے زیادہ ہے۔ راجہ نے اُن سب کی بہت خاطر و مدارات کی۔ لیکن نیکی کا سب سے زیادہ ادب کیا اس پر دولت اور خواہش نفسانی کو طیش آیا اور اُن میں سے دولت نے تو یہ بد دُعا دی کہ حرص اُس کی تباہی کا موجب ہو۔ اور خواہش نفسانی نے یہ قرار دیا کہ وہ اپنی معشوقہ سے جدا ہو کر کمار بن میں کوہ گندھ مدن پر سر ٹکراتا پھرے۔ لیکن نیکی نے اُس کو یہ دعا دی کہ وہ عمر طویل کو پا کر شاداں ہو سکے اور تا قیام شمس و قمر اُس کی آل و اولاد پھولتی پھلتی اور ہمیشہ دنیا کی مالک رہے۔ اُس کے بعد یہ تینوں دیبیاں نظر سے غائب ہو گئیں۔ پُروراوس کی عادت تھی کہ ہر روز اندر کی ملاقات کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب کہ وہ رتھ میں سوار آفتاب کے ساتھ اُس کے جنوبی دورے میں سفر کر رہا تھا اُس نے دیکھا کہ کیشی دیو آسمانی پریوں چترلیکھا اور اُروسی کو پکڑے لیے جا رہا ہے راجہ نے فوراً اُس پر حملہ کیا اور وایو کے تیر سے اُس کو ہلاک کیا۔ اس طور پر اُس نے نہ صرف پریوں کو اُس کے چنگل سے محفوظ کیا بلکہ اندر کو بھی اُس کے تخت پر قائم رکھا جس کی حالت کیتی کی دست درازیوں سے مخدوش سی ہو رہی تھی۔ اس کارنامہ سے اندر بہت خوش ہوا کہ وہ پُروراوس کا دوست بن گیا اور اُس نے اُس کی قوت اور استقلال و شان و

شوکت مین معتد بہ اضافہ کیا۔

اندر نے ایک دن راجہ کو ایک تہوار مین بلایا جس مین لکشمی کے شوہر منتخب کرنے کا واقعہ دکھایا جانے والا تھا۔ یہ ناٹک بھرت کی تصنیف تھا اور اُس مین مینکا اور رنبھا اور اُروسی کو شریک ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ اُروسی لکشمی بنی مگر راجہ کو دیکھ کر کچھ ایسی مبہوت سی ہوگئی کہ اُسے مطلق یاد نہ رہا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے جو بھرت کی سخت ناراضی کا موجب ہوا اور اُس نے بد دُعا دی کہ اس کو دنیا مین راجہ کا ہجر نصیب ہو۔ اور پچپن برس تک انگور کی بیل بنی رہے یہان تک کہ راجہ کی آہ وزاری پھر اُس کو اصلی حالت پر لائے۔ اُروسی راجہ کے عقد مین آگئی اور میعاد معینہ تک جُدا رہنے کے بعد اُس کے بطن سے آٹھ بیٹے پیدا ہوئے جن مین فوق الانسان قوت تھی اور ایوس سب سے بڑا تھا۔

اصل قصے مین کالیداس کا اضافہ

اس سے ظاہر ہوگا کہ یہ قصہ نہایت قدیم ہے اور کالیداس کے زمانہ مین مشہور ہوگا۔ مگر یہ اُس کی طباعی تھی کہ اس بے جان ڈھانچے مین اُس نے ایسی روح پھونک دی کہ اُس کو بقاے دوام کی عزت نصیب ہوئی۔ کالیداس کا بڑا کمال یہ ہے کہ اگرچہ اُس نے قصے کے در و دیوار کو قائم رکھا ہے لیکن اُس کی جدت طراز ذہانت نے کسی اُستاد نقاش کی طرح موقع موقع سے کو بچی پھیر کر کچھ ایسا رنگ و روغن چڑھا دیا ہے کہ نمونہ بہشت معلوم ہونے لگا ہے کسی پُران مین یہ ذکر نہین کہ پروراوس کی شادی کاشی راجہ کی بیٹی اوسی ناری

سے ہوئی تھی۔ لیکن کالیداس نے اس واقعہ کا اختراع کر کے دوسرے اور تیسرے ایکٹ میں بالکل ہی دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اور سہیلیوں کی ہمت اُس کی الفت پر مدگانی اُس کی بے رنگت اور اُس کے برعکس گرفتار ندامت کی عمدہ تصویر دکھائی ہے۔ اسی طرح بھرت کی بددعا کا اثر اندر کی حمایت سے زائل کر کے عاشق و معشوق کے وصال کے لئے راستہ صاف کیا ہے۔ اور آخر میں جب کہ تمام سامان فراق جمع ہیں غم و اندوہ کی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور حسرت و یاس سے ہر شخص دوسرے کا چہرہ دیکھ رہا ہے مارد کا دفعۃً اندر کا حکم لے کر آنا اور آن کی آن میں مجلس ماتم کو بزم شادی سے بدل دینا کالیداس کی اعلیٰ درجے کی طباعی پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سوائے نائک یعنی ہیرو و نائکہ یعنی ہیروئن اور چند اہم واقعات کے باقی تمام سامان دلچسپی کالیداس ہی کے تخیل کی بوقلموں گل افشانی کا نتیجہ ہے اور یہی کے معشوقانہ انداز گرمجوشی جیتر لیکھا کی ستوجی اور اُس کی اُلفت اُروسی کے ساتھ ودوشک کی سادہ لوحی اور ظرافت اور ہر چیز میں کھانے ہی کی تصویر دکھانا پنونیکا کی طراری اور چالاکی رانی اوسی ناری کا حق بجانب عتاب شاہانہ وقار اور شریفانہ ندامت۔ پرورواس کی بیباہانہ حرکات۔ عاشقانہ جوش و خروش۔ اور دیوتاؤں کی اطاعت اور آخر میں بیٹے کے دیدار سے جذبات پدری سے بیتاب ہونا سب اُسی کی ایجادیں ہیں۔

لطافت بیان اُروسی کا اسلامیں پرورواس پر نظر پڑتے ہی یہ کہہ کر مجھے

اُنٹاراکسون کا ممنون ہونا پڑا - اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنا اور پھر چترلیکھا کی زبانی راجہ سے رخصت ہونا یا چتر رتھہ کے جواب مین پُرورا وس کا اپنی فتح مندی کو اندر سے منسوب کرنا یا رانی کا پنونیکا سے اُروسی کے نامۂ محبت کی نسبت کہنا کہ پہلے تو پڑھکر دیکھہ اگر اُس مین کوئی ایسی ویسی بات نہو تو مجھے بھی سُنا - یا راجہ کا جب کہ اُروسی نظرون سے غایب قریب ہی موجود تھی اُس کا نام لینا اور اُروسی کا فوراً کہہ اُٹھنا کہ اُس کی آرزوئین پوری ہون - یا اروسی کا ایوس کی ولیعہدی کی رسم کے ادا ہونے کے بعد رانی اوسی ناری کے پاس سلام کرانے کے لئے لیجانا یہ سب باتین ایسی ہین کہ اُن سے کالیداس کی لطافت خیال کا پتہ لگتا ہے -

تخیل کا زور اُس کے تخیل کا زور اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ کیسے کیسے موثر سین کھینچے ہین - مثلاً ابتدا ہی کس بلا کی ہے کہ پریان اپنی سکھی کے گرفتار ہونے پر دہائی دے رہی ہین اور پُروراوس رتھہ مین سورج کی پوجا سے فارغ ہو کر آتا ہے اور پھر راکس کا مقابلہ کر کے اُن کی سکھی کو اُن سے ملا دیتا ہے اور اس سے قصّے کی بنیاد پڑتی ہے - پھر اُروسی کا مالا کے اُلجھ جانے کے بہانہ سے آخری نظربازی کے لئے رُکنا - اس کے بعد خانہ باغ مین آنا اور ملنے کے ساتھہ ہی واپس جانے پر مجبور ہونا یا اُروسی کا خود رانی کے ہتھہ پڑجانا اور اُس کا ٹھیک اوس وقت پہونچنا جب کہ راجہ اُسی کی تلاش مین سرگرم تھا - یا اُروسی کا نظرون سے غایب کھڑا ہونا اور راجہ کا آرزو کرنا کہ کاش اپنے چھڑون کی جھنکار سُنا دے یا پیچھے سے آکر اُس کی آنکھین بند کرلے اور

اُروسی کا ایسا ہی کرنا - یا راجہ کے ہجر سے بیتاب ہو کر دیوانہ وار جنگل میں بے پرواہ اپنی معشوقہ کی تلاش میں ہر ذی روح اور غیر ذی روح سے امداد کا طالب ہوتا اور مالاگرہیل کو بغل میں لیتے ہی اُروسی کا نمودار ہوتا اور سب سے آخر میں ایلوس کا دربار میں آنا اور نارد کا آسمان سے مژدۂ وصال دائمی سُنا کر سب کا رنج واندوہ دور کرنا - یہ سب نہایت ہی پُراثر نظارے ہیں - اگر ایکٹوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اور چوتھے ایکٹ نہایت ہی زوردار ہیں - خاص کر چوتھے ایکٹ میں راجہ کی بیقراری کی ایسی درد ناک تصویر کھینچی ہے کہ ہر شخص کا دل بھر آتا اور خوشی سے اُس کے رنج میں شریک اور اُس کی کامیابی کے لئے دست بہ دعا ہوتا ہے -

بعض اعتراضات کا جواب دوسرے اور تیسرے ایکٹ کی نسبت بعض لوگوں کی رائے ہے کہ وہ ناٹک سے موزوں نہیں دکھاتے - کیوں کہ اُن سے قصے میں کچھ زیادہ ترقی نہیں ہوتی - لیکن ڈراما کا مقصد صرف دلفریب اور پیچیدہ قصوں کا دکھانا نہیں ہے بلکہ اُس کا اصلی کام انسان کے سامنے خود اُس کی تصویر پیش کرنا ہے - اور اگر اس نظر سے ان ایکٹوں کو دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اس ناٹک کی اصلی بنیاد عشق ہے - اور ان دو ایکٹوں میں عشق کی ابتدائی منزلوں کی مصائب عجب گُزر در نظر سے دکھائے گئے ہیں - دوسرے ایکٹ میں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک راجہ میں اس قدر صبط باقی ہے کہ معمولی کاروبار سے منہ نہیں موڑتا لیکن حالی وقت رنج کی بے بسی سے گرتا ہے لیکن کہیں جی نہیں لگتا - صحل ہے کہ کاٹے کو دوڑتا ہے -

اور باغ کی مست خوشبوئین سرد ہوائین اور ہوش رُبا سمان اور جی اوڑا سے لئے جاتا ہے
عاشق و معشوق کا ملنا اور ملتے ہی جدائی پر مجبور ہوجانا جذبات عشق کے ترقی دینے کے
لئے اور قیامت ہے - اور پھر رانی کو اسٹیج پر لاکر اُس نے دکھایا ہے کہ شریف عورتون
کو کیسی پاک مگر پُرجوش محبت اپنے شوہرون سے ہوتی ہے اور اُن کے مقابلے مین
شوہرون کا یہ حال ہے کہ جہان کوئی دل فریب صورت نظر آئی اور صورتِ حال اور ہوئی
اور بی بی سے جو تھوڑی بہت محبت تھی وہ بھی چاپلوسی و ظاہرداری کے خول مین ایسی
چھپی کہ ڈھونڈنے سے بھی نظر نہین آتی - بعض نکتہ سنجون نے خاص کر اس امر پر
اعتراض کیا ہے کہ رانی کے اسٹیج پر آنے سے پلاٹ پر کوئی اثر نہین پڑتا پھر اس کی ضرورت
ہی کیا تھی - لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اس ناٹک کی ہیروان ایک پری فرقہ
الپسرس سے تھی اور اس فرقہ کی عورتون کی آسمان پر وہی حیثیت ہے جو شاہدان بازاری
کی دنیا مین - اس لئے اگر وہ صرف اُروسی ہی کی تصویر دکھا کر رہ جاتا جو اپنے فرقے
کے خصوصیات کے لحاظ سے اپنے جذبات دلی کے اظہار مین ذرا باک نہین کرتی -
اور بجائے مطلوب کے طالب بنی پھرتی ہے - اور جوش عشق سے اس قدر بے قابو
ہوجاتی ہے کہ بھری محفل مین اپنے عاشق کا نام لے بیٹھتی ہے - اور ناز و ادا اور غمزہ اور
لگاوٹ کے خرچ کرنے مین بھی ذرا حجاب نہین کرتی - غرض کہ وہ اس بھولے پن اُس شرم و
حیا اُس ضبط و تمکنت سے کوسون دور ہے جو شریف دوشیزہ لڑکیون کا شیوہ ہے - تو تصویر
کا صرف ایک ہی رُخ اور وہ بھی ناقابل تقلید دکھایا گیا ہوتا - اور اسی وجہ سے کالیداس نے

رانی کو اسٹیج پر لاکر شریف عورتوں کے شرم و حجاب اور تحمل و وقار کی تصویر دکھائی ہے۔ اس کے علاوہ اگر قصّے کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی ان دو ایکٹوں سے نتیجہ کے پیدا ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کیونکہ انہیں سے ثمرِ عشق میں کونپل پھوٹتی اور انہیں پھول آتا ہے۔ طرزِ بیان کی یہ کیفیت ہے کہ خیالات ہیں کہ بادلوں کی طرح امڈے پڑتے ہیں اور تشبیہات کی بجلی و معنیٰ حسن و تجلی سے چمک کر ایک آن میں تمام مطلع کو منور کر دیتی ہے۔

پروفیسر ولسن کی رائے

پروفیسر ولسن نے جو رائے اس ڈراما کی نسبت قائم کی ہے وہ ہمارے نزدیک بھی قرینِ صواب ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس ڈراما میں تمام انسان اور حادثات ایک خوفناک قوت کے تابع ہیں جس کے جابر دخل دیتے رہنے سے اُن میں ایک ایسی شان پیدا ہو گئی ہے جو اُن کی حقیقت سے بالا ہے۔ قسمت کا جلوہ ہر کہیں نظر آتا ہے۔ اور راجہ سے لیکر پری اور پری سے لیکر دیوتاؤں کے راجہ تک سب اُس کے ناقابلِ ادراک مگر اٹل احکام کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ اس ناٹک میں بڑی خوبی اُس کی اعلیٰ درجے کی شاعری ہے۔ قصّہ سین اور کیرکٹر سب اعلیٰ درجے کے خیالی ہیں اور جابجا ایسے ایسے عمدہ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں کہ اُن سے صحت اور لطافت میں فوق لے جانا محال ہے۔ کسی بایک کا نظیر و مثال ذکر کرنا دوسروں کے حق میں ناانصافی ہوگا اور اس لئے اس کا تصفیہ ناظرین کے صحیح مذاق اور طبعِ دقیقہ سنج پر چھوڑنا زیادہ مناسب ہے اور یہی امر اب ہم کو بھی اس

بحث مین طول دینے کا مانع ہے ۔

ترجمے کی دقتین وکرم اُروسی کے یوروپین زبانون مین کئی ترجمے ہوئے ہین ۔تین ترجمے انگریزی زبانون مین ہین ۔ اور ایک جرمن مین ۔ انگریزی مین سب سے پہلا ترجمہ ۔ ایچ ایچ ولسن کا ہے جو نظم مین ہے ۔ گو بہ ہیئت مجموعی یہ ترجمہ بہت اچھا ہے ۔ اور سنسکرت کے مطالب کو بہت خوبی سے ادا کرتا ہے لیکن ضروریات شعری کی وجہ سے مترجم کو ہر مضمون کو بہت کچھ پھیلانے اور کہین کہین بدلنے کی بھی ضرورت ہوئی ہے ۔ اور اس لئے وہ اُس حسن ایجاز سے جو کالیداس کے کلام کی بڑی خصوصیت ہے بالکل محروم ہے ۔ چونکہ وکرم اروسی بمبئی یونی ورسٹی کے نصاب تعلیم مین داخل ہے اس لئے پونا کے چند لائق برہمنون نے بھی اس طرف توجہ کی اور طالب علمون کی امداد کے لئے لفظی ترجمے چھاپے چنانچہ ایک ترجمہ مسٹر مور یشور کالے اور دوسرا مسٹر ویدیا نے مشتہر کیا ہے مگر یہ ترجمے حسن بیان اور لطف عبارت سے بالکل عاری ہین مسٹر ایس پی پنڈت نے قابل قدر نوٹ وکرم اُروسی پر لکھے ہین ۔ چونکہ مین زبان سنسکرت سے صرف اس قدر آشنا ہون کہ عبارت پڑھ لیتا ہون اور بدقسمتی سے بٹیر بھی جہان مین بالفعل متعین ہون ایک ایسا مقام ہے کہ جہان کوئی عالم وفاضل پنڈت نہین ہے ۔ اس لئے مجھے خواہ نخواہ انگریزی ترجمون پر بھروسا کرنا پڑا ۔ لیکن اسی کے ساتھ اصل سنسکرت سے بھی حتی الامکان مقابلہ کرتا گیا ہون ۔ مین نے زبان مرہٹی سے کسی قدر

واقف ہونے کی وجہ سے چاہتا تھا کہ مرہٹی ترجمے سے بھی مدد لوں مگر اصل مترجم کے خیال کے رنگ نکلے کہ اُن کے نزدیک کالیداس کو ڈراما نگاری کا سلیقہ ہی نہ تھا اور اس لئے وہ نہایت فصاحت و بلاغت سے اپنے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اُن کو " وکرم اُروسی کے دلچسپ بنانے کے لیے پنڈت شنکر پھیر پھار (بہت کچھ تغیر و تبدل) کی ضرورت ہوئی ہے" اور حقیقت میں اُن کی حذّاقی طرّار طبّاعی نے وکرم اُروسی کو ایک معجون مرکب بنا دیا ہے اگرچہ کالیداس کے کلام کی پوری خوبی تو اُسی وقت کھلتی جب کوئی قادر الکلام شاعر ترجمے کی طرف متوجہ ہوتا لیکن چونکہ بدقسمتی سے ہمارے شعرا ایسی باتوں سے کوسوں بھاگتے ہیں اور میں نے کسی اور شخص کی بھی اس طرف توجہ نہیں پائی اس لئے محض قومی خدمت کے خیال سے باوجود ہی نامورزونیت کے قائل ہونے کے اس کام کا بیڑہ اُٹھایا اور جس طرح بن پڑا انجام کو پہنچایا - چونکہ عام طور پر ناظرین ہند و طرز خیال اور دیو مالی کے تصوّں سے آشنا نہیں ہیں اس لئے میں نے حاشیے بھی دیئے ہیں تاکہ مصنف کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو - اسی امر میں صرف اس قدر عرض کروں گا کہ میں نے اپنی حد تک محنت اور تحقیق میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا - اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی ہے کہ کالیداس کے اچھوتے خیالات اُردو داں اصحاب کے سامنے ایسے لباس میں پیش کئے جائیں جو بدرجہ اتم ہو - لیکن اگر اُس میں

سب مجھے کامیابی نہیں ہوئی تو یہ امر میری ناقابلیت پر محمول کرنا چاہیے - فقط

قلعہ بیڑ	اضعف الوریٰ
یکم مئی سنہ ۱۹۰۵ء	محمدؐ عزیز مرزا



وکرم اُروسی

تمہید

زندہ جاوید و قائم بالذات شیو جس کا قرب بذریعہ خلوص عبادت و ریاضت کے آسانی حاصل ہوسکتا ہے تم کو مسرت دائمی سے ہم آغوش کرے۔ وہ شیو جس کو ویدانت[٥٢] میں ایسی ذات سے تعبیر کیا گیا ہے جو زمین آسمان پر محیط ہونے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتی اور جس کی نسبت اسمیں ایشور (جس کا کوئی مالک ہو) کا لفظ نہایت صحیح معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور جس کی تلاش نجات دائمی کے طالب عقیدت سے دل اور حبس دم کے ذریعے سے کرتے ہیں۔

نظم دُعائیہ کے بعد

منیجر[٥٣]- بس لفاظی ہو چکی (پردے کی طرف دیکھکر) ماریشا[٥٤] ادھر تو آ (آتا ہے)

٥١ کالیداس نے یہ صفات شیو سے منسوب کی ہیں وہ دراصل برہما (خالق اکبر) کے لیے مخصوص ہیں۔
٥٢ ویدانت سے مراد اُپنشد سے ہے
٥٣ سنسکرت میں سوتردھار کہتے ہیں
٥٤ احترامی لقب ایکٹروں سے خطاب کرنے کے لئے۔

ایکٹر[۱]- جناب بندہ حاضر ہے۔

منیجر- ماریشا- حاضرین مجلس نے قدمار کے ناٹک اکثر دیکھے ہین لیکن آج میرا ارادہ ہے کہ ایک ایسے ناٹک کا تماشا دکھاؤن جو آج تک کسی نے نہ دیکھا ہو- اُس کا نام **وکرم اروسی** ہے پس ایکٹرون سے کہو کہ اپنا اپنا کام ہوشیاری سے انجام دین -

ایکٹر- جو حکم جناب کا (چلا جاتا ہے)

منیجر- اب مین معزز حاضرین مجلس کی خدمت مین دو لفظ عرض کرتا ہون (مجرا بجالا کر) آپ **کالیداس** کی اس تصنیف کو کامل توجہ سے خواہ ہم پر جو آپ کے ادنیٰ خادم ہین نظر عنایت رکھکر خواہ اس عمدہ ناٹک کے نامور مصنف کے ادب کے لحاظ سے سماعت فرمائین -

پردے کے پیچھے

دُہائی ہے دُہائی ہے - ہے کوئی جو دیوتاؤن کا دوست اور آسمان پر چلنے کی قدرت رکھتا ہو؟

کان دیکر

منیجر- اہاہا- آسمان سے یہ کیسی آواز آرہی ہے جس نے مجکو ختم کلام بھی نہ کرنے دیا

[۱] سنسکرت مین ایکٹر کو پاری پارشوک کہتے ہین -

شاید کسی پیڑی کے پپیہے کی آواز ہے یا کوئی بھونرا پھولوں کی بو سے مست ہو کر بھن بھنا رہا ہے یا کوئی کوئل کوک رہی ہے یا آسمانی پریاں کوئی گیت جوش الحانی سے گنگنا رہی ہیں۔ نہیں نہیں ہاں ہاں نہیں سمجھا۔ وہ آسمانی پری جو رشی کے دوست رشی نارائن[۵۱] کی ران سے پیدا ہوئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کیلاش کے راجہ کوبیر[۵۲] کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس آ رہی تھی کہ راستے میں دیوتاؤں کے دشمنوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اسی وجہ سے آسمانی پریاں[۵۳] دہائی دے رہی ہیں۔ (چلے گئے)

۵۱ نر اور نرائن دو رشی ہیں جن کا ذکر مذہبی ہے۔ وہ وشنو کے اوتار بھی سمجھے جاتے ہیں چونکہ ان کا زہد و ریاضت بہت بڑھا ہوا تھا اس لیے اندر کو ان پر حسد پیدا ہوا اور اس نے ان کے بگاڑنے کے لیے عشق کے دیوتا کام کو بسنت اور آسمانی پریوں کے ساتھ بھیجا۔ رشی اندر کا مطلب سمجھ گئے اور بہت ہی اخلاق سے پیش آئے اور پھر رشی نارائن نے ایک پھول اپنی ران پر رکھا جو فوراً ایک پری کی شکل میں نمودار ہوا جس کے حسن و جمال کی کیفیت تھی کہ سب آسمانی پریاں اس کو دیکھ کر شرما گئیں اس کا نام اُروسی رکھا گیا اور رشی نے اُس کو اندر کی نذر کر دیا۔

۵۲ کوبیر دولت کا دیوتا جس کا دارالسلطنت ایک مشہور شہر واقع کوہ سمیر ہے

۵۳ سنسکرت نام اپسرس ہے جس کے معنی اصل میں پانی پر چلنے والی ہیں۔ سانولے دھوئیں کی شکل میں ہیں۔ موسیقی اور علم اشراق کی ماہر ہیں۔ وہ دیوتاؤں کی مدد ان کی بھی حامی ہیں۔ اور اندر کی مطیع ہیں اور اندر کو جب کبھی کسی انسان کے زہد و اتقا پر رشک آتا ہے تو وہ انہیں سے ایک یا دو کو اُس کا زہد توڑنے کے لیے بھیجتا ہے۔

ایکٹ پہلا

کوہستانِ ہمالیہ پر ایک مقام

آسمانی پریان آتی ہین

دُہائی ہے دہائی ہے۔ ہے کوئی دیوتاؤن کا دوست اور آسمان پر چلنے کی قدرت رکھنے والا؟ (دفعتہً راجہ پروراوس[1] رتھہ مین سوار رتھبان کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

راجہ۔ بس رونا دھونا موقوف کرو۔ آؤ۔ مجھ پروراوس کے پاس آؤ جو سورج کی پوجا کرکے آرہا ہے اور بتاؤ کہ کس سے تم کو بچایا جائے۔

پریان۔ دیوون کی دست درازی سے۔

راجہ۔ معلوم بھی تو ہو کہ کس قسم کی دست درازی کی گئی۔

رمبھا۔ جناب تُمنے ہماری پیاری سکھی اُروسی جو آسمان کا زیور اور اندر[2] کا آلہ زاہد فریب

---

[1] پروراوس بڑا عالی خاندان راجہ تھا۔ اپنی ماں ایلا کی طرف سے سورج کی اولاد سے تھا اور باپ بدھہ کی طرف سے چاند کی۔ گویا کہ سورج کا پرنواسہ اور چاند کا پوتا تھا یعنی چندربنسی تھا۔

[2] وید کی بموجب اندر آسمان کا راجہ سمجھا جاتا ہے اور اُسکا درجہ دیوتاؤن مین سب سے بڑا ہی (دیکھو صفحہ ۵)

تھی اور جس نے پاربتی[51] جیسی ست وورتی کو ترماتا تھا کوبیر کے محل سے واپس آرہی
تھی کہ کیتی نامی دیو نے جو ہرنیاپور (سونے کا شہر) میں رہتا ہے راستہ ہی میں اُسکو
آلیا اور چترلیکھا کے ساتھ قید کر کے لے گیا۔

راجہ۔ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بد خصال کدھر گیا

سہجینا۔ گوشہ شمال و مشرق میں۔

راجہ۔ خوف دہراس کو دیر یاد کرو میں تمہاری سکھی کو تم سے ملانے کی کوشش کرتا ہوں

پریان۔ بیدر میسوں کا یہی شیوہ ہے۔

راجہ۔ تم کس مقام پر میری منتظر ہو گی؟

پریان۔ اسی سامنے کی چوٹی ہیمکوٹ[52] پر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶) اگر کہ وہ غیر مخلوق نہیں کہا جاتا۔ وہ مسمہ ہوتا ہے اور اسے بدوس ہیا اور جو دساتا۔)
کے ذریعے سے دیوتاؤں کو سزا دیا ہے یہاں تک نوبت اُس کا درجہ برہما وشنو اور شیو سے کم ہے مگر دوسرے
دیوتاؤں کا سردار ہے اور اس لئے اُس کو مہندر اور دیو مندل و سورند بھی کہتے ہیں یہاں تک نوبت ہے کہ
اپنا درجہ قائم رکھنے کے لئے موجب ہے کہ یا تو سو اسمید (گھوڑوں کی قربانی) کرے یا ریاضت و عبادت میں خاص
کمال حاصل کرے اس لئے جب اسکو اطلاع ہوتی ہے کہ کوئی انسان غیر معمولی طور پر ریاضت کر رہا ہے تو وہ
آسمانی اپسرا کو بھیجکر اُس کے راہ میں خلل انداز ہوتا ہے تاکہ وہ اُسکے برابر نہ ہو سکے

[51] پاربتی وشنو کی زوجہ اور حسن اطلاس و امان کی دیوی ہے۔

[52] ہیمکوٹ ہمالیہ کی ایک چوٹی کا نام ہے۔

پرورواس - (رتھ بان سے) اچھا رتھ گوشۂ شمال ومشرق کی طرف بڑھاؤ - اور ذرا باگ ڈھیلی کرو -

رتھ بان - ایوشمان[۵۱] - جو حکم - (ایسا ہی کرتا ہے)

پرورواس (رتھ کی تیزی دیکھکر) شاباش شاباش واہ کیا تیز رفتاری ہے گرڈر[۵۲] کے آگے نکل جانے کے بعد بھی پکڑ لینا کچھ بات نہین پھر اندر کے دشمن کو جالینا کیا مشکل ہے - رتھ کی تیزی رفتار سے آندھی سی چل رہی ہے جو بادلون کو منتشر کر کے گرد کی طرح اڑا لیے جاتی ہے - پہیون کے جلد جلد پھرنے سے آرون کے بیچ مین ایک اور حلقہ آرون کا نمودار ہو گیا ہے - گھوڑون کے سرون پر جو اونچی چوہریان لگی ہوئی ہین وہ تصویر کی طرح ساکت وصامت ہین اور جھنڈیون کا کپڑا ڈنڈی کے پیچھے تنا ہوا ایک حالت پر قائم ہے (راجہ مع رتھ اور رتھ بان کے چلا جاتا ہے) -

رمبھا - سکھیو راج رشی[۵۳] تو سدھارے چلو ہم بھی وعدے کے مطابق اپنے مقام پر چلکر ٹھہرین - (وہ سب جاکر چوٹی پر ٹھہرتی ہین اور منتظر رہتی ہین)

رمبھا - کیا تمھارے خیال مین راج رشی کو ہمارے دل کا کانٹا نکالنے مین کامیابی ہوگی؟

۵۱ ایوشمان بڑی عمر والے - چونکہ رتھ بان ملازم قدیم ہے اس لئے اس طور پر خطاب کرتا ہے -

۵۲ ایک بہت بڑے فرضی پرند کا نام ہے جو نہایت تیز چلتا ہے اور وشنو کی سواری مین رہتا ہے -

۵۳ راج رشی - رشی سات قسم کے ہوتے ہین اُن مین راج رشی داخل نہین ہے - بلکہ اُس کا درجہ رشیون سے کم ہے - راج رشی سے وہ شخص مراد ہے جو باوجود چھتری ہونے کے رشیون کی سی زندگی بسر کرتا ہو -

مینکا۔ اس میں بھی کوئی شک ہو سکتا ہے؟ مہاراج اندر بھی باوجود اسی تمام عظمت و شان کے جب کوئی مہم درپیش ہوتی ہے تو اسی کو بڑے اعزاز کے ساتھ دنیائے فانی سے بلا کر اپنی فوج کا افسر بناتے ہیں جو اس کے بعد ہمیشہ منصور و مظفر رہی ہے۔

رمبھا۔ تمہاری زبان مبارک ہو اور وہ اس مہم سے بھی فتح و نصرت کے ساتھ واپس آئے۔

سہجنیا۔ (ایک لمحہ کے توقف کے بعد) خوشی مناؤ دیکھو وہ سامنے راج رشی کا رتھ جس کا نام سوم دت ہے ہرن کے مرکہ کی جھنڈی اڑاتا ہوا چلا آتا ہے۔ صورت حال تو یہی کہتی ہے کہ وہ جس کام کا بیڑا اٹھا کر گیا تھا اس کو پورا کر کے آ رہا ہے۔

(سب لوگ دیکھنے لگتے ہیں)

(راجہ رتھ میں سوار آتا ہے رتھ بان آگے ہے اور چتر لیکھا اُروسی کو جس پر خوف کی وجہ سے غش طاری ہے سنبھالے ہوئے ہے)

چتر لیکھا۔ سکھی ہوشیار سکھی ہوشیار ہو۔

پروراوس۔ پیاری ہمت باندھو ہمت باندھو۔ اور ڈرپوک دل والی دیوتاؤں کے دشمنوں کا خوف باقی نہیں رہا کیونکہ اندر کی قوت تینوں جہان کی نگران ہے اپنی رسیلی آنکھیں کھول کیونکہ رات کے اندھیرے کے غائب ہوتے ہی کنول بھی کھل جاتے ہیں

چتر لیکھا۔ ہائے کیا کروں ٹھنڈی ٹھنڈی سانسوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے مگر کسی طرح ہوش میں نہیں آتی۔

پرورادس - بات یہ ہے کہ اُسکے دل پر جو پھول کی ڈنڈی سے بھی زیادہ نازک ہے خوف غالب آگیا ہے - اور اُس کا تھر تھر کانپنا اُبھری ہوئی چھاتیوں کے بیچ مین لگے ہوے چندن کے بار بار اُچھلنے سے ظاہر ہوتا ہے -

چترلیکھا - پیاری اُروسی سنبھل - یہ خوب ہوئی کہ آسمانی پری ہو کر انسان فانی بنگئی

(اُروسی ہوش مین آتی ہے)

پرورادس (خوش ہوکر) ہان تمھاری سکھی ہوش مین آرہی ہے - دیکھو اس مہ جبین کے دماغ سے غفلت کا پردہ اُٹھ رہا ہے - جسطرح کہ اندھیرا چاند کے طلوع ہوتے ہی رات سے جدا ہونا شروع ہوتا ہے - جس طور پر کہ رات کی آگ دھوئین سے پاک ہو کر اور بھی پر نور نظر آتی ہے - یا جس طرح گنگا کناروں سے گرے ہوے گرد غبار سے پیچھا چھوڑا کر صاف و شفاف بہنے لگتی ہے -

چترلیکھا سکھی ذرا تو اُٹھو - وہ بدمعاش دیوتاؤن کے دشمن شکست نصیب ہوے

اُروسی - (آنکھین کھول کر) کیا اندر کے قوت و بازو سے جو علیم و بصیر ہے؟

چترلیکھا - نہین اندر کے قوت بازو سے نہین بلکہ اس راج رشی پرورادس کی مدد سے جو قوت و اقتدار مین مہندر کے مساوی ہے -

اُروسی[1] - (راجہ کو دیکھکر علیحدہ) مجھے تو راکشسون کا اُلٹا ممنون ہونا پڑا -

پرورادس (اُروسی کی طرف دیکھکر جواب پوری طرح ہوش مین آگئی ہے) کچھ

١ یہ لطافت بیان نوٹ لینے کے قابل ہے -

تعجب نہیں کہ تمام آسمانی پریاں جو نامائن کا تپاس توڑنے کے لئے مامور کی گئی تھیں۔
اُروسی کو اُس کی ران سے نکلتے ہوئے دیکھ کر اسے ندامت کے مارے عرق عرق ہوگئیں۔ مگر نہیں
ایک تارک الدنیا کو اُس کی تخلیق سے کیا سروکار؟ ہاں یہ ممکن ہے کہ سہانی روشنی والے
چاند نے اُس کی تولید میں حصہ لیا ہو۔ یا خود عشق کے دیوتا نے حسن کا اصلی کام جذبات
عشق کا اُبھارنا ہے اُس کو بنایا ہو۔ یا بسنت نے اُس کی تکمیل میں ہاتھ بٹایا ہو کیونکہ یہ
کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک فرسودہ رشی جس کے حواس وید ہی وید پڑھتے پڑھتے جواب
دے گئے اور جس کے دل سے لذائذ دنیوی کا احساس تو کیا اُس کی حرارت بھی فنا ہو چکی
ہو ایسی موہنی مورت بنانا۔

اُروسی ۔ سکھی ہماری دوسری سکھیاں بھلا اس وقت کہاں ہوں گی؟
چترلیکھا۔ اُن کے نجات دینے والے راجہ جانتے ہوں گے۔
پرورواس (اُروسی کی طرف دیکھ کر) تمہاری سکھیاں سخت پریشان ہیں۔ تم جانتی
ہو کہ اگر کسی کے سامنے سے تمہارا گذر اتفاقاً ایک مرتبہ ہو جائے اور اُس کی نگاہ الذت
دیدار سے سیراب ہو تو اس موہن اُس کی آنکھیں تیری ہی تلاش میں عمر بھر بیقرار
رہیں گی۔ پھر اُن سکھیوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جن کے دل تیری ہی پرجوش محبت سے
لبریز ہیں۔

اُروسی (علیحدہ) حقیقت میں راجہ کی باتیں بڑی ہی دل فریب ہیں۔ لیکن اگر چاند
سے امرت ٹپکے تو تعجب ہی کیا ہے (آواز) اسی لئے تو میں بھی اُن سے ملنے کے

لئے بیقرار ہون۔

پروراوس (اُنگلی سے اشارہ کرکے) اوسندری تمھاری سکھیان وہ سامنے ہیمکوٹ کی چوٹی پر بیٹھی ہوئی تمہارے چہرے کو جس پر تازگی کے آثار نمایان ہوتے جاتے ہین ایسے ہی اشتیاق سے دیکھہ رہی ہین۔ جیسے لوگ چاند کو گرہن سے چھوٹتے ہوئے دیکھا کرتے ہین۔

اُروسی۔ (پروراوس کی طرف نظر شوق سے دیکھکر) وہ بھی میرے ہی جیسے کرب واضطرار کے ساتھہ شربت دیدار پیتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

چترلیکھا۔ (شرارت سے) سکھی وہ کون ؟

اُروسی۔ وہی ہماری سکھیون کا گروہ۔

رمبھا۔ (خوش ہوکر) دیکھو وہ راج رشی ہماری پیاری سکھی اُروسی کو جس کے ساتھہ چترلیکھا بھی ہے اُسی طرح لئے چلے آرہے ہین جس طرح چاند تارون کو لیکر نکلا کرتا ہے۔

مینکا۔ (غور سے دیکھکر) ہماری دونون آرزوئین پوری ہوئین۔ پیاری سکھی بھی ہم سے آملی اور راجہ بھی صحیح سلامت واپس آئے۔

سہجنیا۔ سکھی تم نے سچ کہا تھا کہ راکشون پر کامیابی مشکل ہے۔

پروراوس۔ بس یہی چوٹی ہے۔ رتھبان رتھ کو اُتارو۔

رتھبان۔ ایوشمان کا جو حکم (ایسا ہی کرتا ہے)

پروراوس (یہ ظاہر کرتے ہوے کہ اُسے دھچکہ پہونچا اپنے دل ہی دل مین)

اور اس ناہموار آنا سے تمام تکلیفوں کا معاوضہ کر دیا۔ رتھ کے دھکّا کھانے سے
میرا شانہ دفعتہً اُس گول سرین والی کے جسم سے چھو گیا۔ جس سے میرے بدن کے
تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے گویا کہ تخمِ عشق میں کونپل نکل آئی۔

اُروشی۔ (شرما کر) سکھی ذرا ادھر سرکنا۔

چترلیکھا۔ میں کیوں سرکنے لگی؟

رمبھا۔ سکھیو آؤ اپنے محسن راج رشی کا استقبال کریں (سب پروروس کے قریب
آتی ہیں)

پروروس۔ رتھ بان ذرا رتھ تھما کہ یہ کمان ابرو اور اُس کی سکھیاں جو ایک دوسرے
سے ملنے کے لئے بیقرار ہیں آپس میں اُسی طرح گلے مل لیں جیسے کہ بسنت میں رُت
نامیہ بیلوں سے ہم آغوش ہوتی ہے۔ (رتھ بان ایسا ہی کرتا ہے۔)

پریان۔ یہ فتح مہاراج کو مبارک ہو۔

پروروس۔ تم کو بھی اپنی سکھی کا ملنا مبارک ہو۔

اُروسی۔ (چترلیکھا کی مدد سے رتھ سے اُتر کر) سکھیو آؤ ذرا گلے لگ جاؤ مجھے کب
امید تھی کہ پھر تمہارا دیکھنا نصیب ہوگا (سب گلے ملتی ہیں)۔

رمبھا۔ حضور اسی طرح صدہا سال تک اہلِ عالم کے حامی و مددگار رہیں۔

رتھ بان۔ آیوشمان۔ مشرق کی طرف سے ایک رتھ کے بڑے زور سے آنے کی
آواز آ رہی ہے۔ دیکھو پہاڑ کی چوٹی سے کوئی شخص جس کے بازؤں میں سونے کے کڑے

جگمگا رہے ہین بجلی سے چھلکے ہوئے بادل کی طرح اُتر رہا ہے (پرجان اُس کو دیکھ کر) سب مل کر
اہا! یہ تو چترر تھ [51] ہے (چترر تھ آتا ہے)

چترر تھ - (راجہ کی طرف ادب سے دیکھ کر) حضور نے جو داد شجاعت دی ہے وہ قابل مبارکباد ہے - کیون کہ اُس نے اندر کو بھی زیر بار احسان کیا ہے -

پرورواس - اہا! - آپ ہین گن دھربون [52] کے راجہ (رتھ سے اُتر کر) آپ کی تشریف فرمائی موجب سعادت ہے - (دونون ہاتھ ملاتے ہین -)

چترر تھ - مہربان من واقعہ یہ ہے کہ جب اندر کو نارد [53] کی زبانی معلوم ہوا کہ کیشی اُروسی کو اُٹھا لے گیا تو اُس نے حکم دیا کہ گن دھربون کی فوج اُس کے چھڑانے کے لیے بجائے - چنانچہ ہم روانہ ہوئے - لیکن جب راستے مین بھاٹون کو آپ کی فتح و نصرت کے آلے گاتے ہوئے سُنا تو ہم آپ ہی کی خدمت مین حاضر ہو گئے - ہمارے خیال مین مناسب ہو گا کہ آپ ہمارے ہمراہ اُروسی کو لے کر مہاراج اندر کے حضور مین حاضر ہون حقیقت مین حضور نے مہاراج اندر کی ایسی نمایان خدمت کی ہے کہ وہ نہایت ہی قدر کے قابل ہے کیونکہ ملاحظہ فرمائیے سب سے پہلے یہ پری نارائن رشی نے اندر کی نذر کی تھی اور اب

[51] چترر تھ کاشی پا کا بیٹا منی کے بطن سے وہ گن دھربون کا سردار ہے -

[52] گن دھرب آسمانی گویّے ہین جو اندر کے خادم ہین اور وہی آسمانی فوج بھی ہین -

[53] نارد - ایک نہایت مشہور آسمانی رشی ہے اُس کا باپ برہما ہے اور وہ بین بجاتا برہما کی مدح کے گیت گاتا ہمیشہ پھرتا رہتا ہے اور دیوتاؤن کا قاصد انسانون کے لیے اور انسانون کا قاصد دیوتاؤن کے لیے سمجھا جاتا ہے -

اُس کے دوست یعنی آپ نے راکشس کے پنجے سے نجات دے کر عطا فرمائی۔

پروراوس۔ نہیں یہ نہ فرمایئے۔ یہ تو داتا اندر ہی کی زور بازو کا کرشمہ ہے کہ اُن کے ہوا خواہوں کو اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی نصیب ہوتی ہے تیر ہی کے دھاڑے کی صدائے بازگشت پہاڑوں کی کھوہوں میں گونج کر ہاتھیوں کا دل دہلا دیتی ہے۔

چتر رتھ۔ آپ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ خاکساری شجاعت کا زیور ہے۔

پروراوس۔ کیا کہوں وقت کی تنگی اندر کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتی۔ پس آپ ہی میری طرف سے پری کو مہاراج کی خدمت میں پہنچا دیجئے۔

چتر رتھ۔ آپ کی جو مرضی۔ پریو اس راستے سے (پریاں روانہ ہوتی ہیں)

اُروسی۔ (علیحدہ) سکھی چتر لیکھا راج رشی میرا محسن ہوا ہے لیکن اُس سے اجازت لینے کے لئے دل یاری نہیں دیتا۔ پس تھوڑی دیر کے لئے تم میری زباں بن جاؤ۔

چتر لیکھا (پروراوس کے پاس آکر) جناب عالی اُروسی کا معروضہ ہے کہ اگر حضور اجازت دیں تو میں حضور کی ناموری بطور یادگار کے طور پر اپنے ہمراہ سورگ کو لیتی جاؤں۔

پروراوس۔ اچھا رخصت پھر ملیں گے۔ (تمام پریاں گندھربوں کے ساتھ آسمان پر اُڑنا ظاہر کرتی ہیں)

اُروسی۔ (کسی قدر جھجک کر) اوہو میری موتیون کی مالا اس کمبخت بیل مین اُلجھ گئی (اسی بہانے سے مڑکر راجہ کی طرف دیکھتی ہے) سکھی چترلیکھا ذرا چھوڑانا۔

چترلیکھا۔ مسکراکر ہان اُلجھی بھی بلے ڈھب ہے اُس کا چھڑانا تو آسان نہین لیکن خیر کوشش کرون گی۔

اُروسی (مسکراکر) سکھی ابھی جو تم نے کہا اُس کو دل مین رکھنا۔ (چترلیکھا مالا چھڑاتی ہے)

پروراوس۔ اُوبیل۔ تو نے اُس کو ایک لحظہ کے لئے روک کر مجھ پر عجب خوشگوار احسان کیا کیونکہ تیری بدولت پھر مجھے اپنے من موہن کے بانکے چہرے اور ترکھی چتون کا نظارہ نصیب ہو گیا

رتھبان۔ ایوشمان۔ ملاحظہ ہو کہ حضور کا تیر خداوند باد[۵۱] کی مدد سے اندر کے گناہگار راکسون کو سمندر مین ڈبو کر پھر حضور کے ترکش مین اُسی طرح آگیا جیسے اژدہا اپنی بانبی مین۔

پروراوس۔ اچھا ذرا رتھ قریب لاؤ مین سوار ہون۔ (رتھبان رتھ قریب لاتا ہے اور راجہ اُس مین سوار ہوتا ہے۔)

اُروسی۔ (آہ سرد بھرکر پروراوس کی طرف دیکھ کر چترلیکھا اور اپنے دوسرے ہمراہیون کے ساتھ چلی جاتی ہے)۔

پروراوس۔ (جس راستے سے اُروسی گئی ہے اُدھر نظر جمائے ہوئے) افسوس یہ عجب معما ہے کہ مدن[۵۲] کو ہمیشہ ان ہونی باتون ہی کی ٹوہ رہتی ہے ہاے وہ آسمانی پری میرا دل زبردستی

۵۱ وایو ہوا کا دیوتا ہے۔

۵۲ مدن عشق کا دیوتا ہے۔

میرے سینے سے نکل کر فضائے عالم سے عالم بالا کو لے کر ایسی چلتی پھرتی لطافت جیسے راج ہنس کنول کے ٹوٹے ہوئے ڈنٹھل سے اس کا لطیف ریشہ نکال کر ہوا ہو جاتا ہے۔



ایکٹ دوسرا

شہر باگ میں راجہ پڑاؤ میں [illegible]

ودوشک آتا ہے

ودوشک[1] - ادھر راجہ کے مارے تو بیار بیٹ بیٹھا جاتا ہے میرا بھی وہی حال ہے جو کسی غریب برہمن کا دعوت میں عمدہ عمدہ حلوائیں کھانے کے بعد ہوتا ہے۔ ایسے جہاں اندھا دھند کام ہوگا وہاں میری زبان کبھی قابو میں نہ رہے گی۔ اچھا تو ایسے مقام پر چلیں جہاں مجمع کم ہو۔ وہیں حضور کے دربار برخاست ہونے کا انتظار کریں (پھر پھیل کر بیٹھ جاتا ہے ایک جھپکی آتی ہے)۔

[1] ودوشک برہمن راجاؤں کے ساتھ ایک مقام خاص ہوا کرتا تھا جس کا کام صرف یہ تھا کہ اپنے پرلطف مذاق سے ان کا دل بہلائے اور ان کے ہوا میں شریک رہے۔ اس کو ودوشک کہتے ہیں جس طرح کہ مدد گری میں بیربل اور ملا دو پیازہ تھے۔ ناٹکوں میں وہ عموماً صورت مسخرہ کی شکل کا سمجھا جاتا ہے۔

چھوکری- آج حضور رانی صاحبہ نے جو راجہ کاشی کی دختر ہین مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ جب سے حضور راجہ صاحب سورج کی پوجا سے واپس تشریف لائے ہین اُن کا دھیان کچھ اُڑا اُڑا سا معلوم ہوتا ہے۔ اِس لئے تو جا کر اُن کے پیارے جلیس و نہیں آریا[۵۱] مانوک[۵۲] سے اُن کی پریشانی کا سبب دریافت کر۔ لیکن اس کائیان برہمن کا داؤ مین لانا کچھ آسان نہین ہے ۔ مگر کیون راجہ کا راز تو اُس کے پیٹ مین اتنی دیر بھی نہین ٹھہر سکتا جتنی صبح کی شبنم گھانس پر۔ چلو اُسے ڈھونڈین (دیکھتی پھرتی ہے) آہا۔ آریا مانوک تو یہین سامنے کسی نہ کسی وجہ سے ایسے بے حس و حرکت بیٹھے ہین جیسے تصویرین بندر لاؤ ذرا اُن کے قریب چلین (قریب جا کر) آریا آریا نمشکار۔

ودوشک- سکھی رہو۔ اِس بیسوا کے دیکھنے سے تو راجہ کا راز میرا پیٹ پھاڑ کر نکلا پڑتا ہے (بآواز) اچھا نپونیکا۔ آج گانا بجانا چھوڑ کر کدھر آ نکلین۔

نپونیکا۔ رانی صاحبہ کے حکم سے جناب ہی کی خدمت مین حاضر ہوئی ہون۔

ودوشک- حضور رانی صاحبہ کا کیا حکم ہے؟

نپونیکا۔ جناب رانی صاحبہ کا ارشاد ہے کہ آپ ہمیشہ سے اُن کے ہوا خواہ ہین اور جب کبھی کسی غیر معمولی امر سے اُن کو فکر و تردد لاحق ہوتا ہے تو آپ اُن کی طرف سے غافل نہین رہتے۔

[۵۱] معزز طریقہ خطاب۔

[۵۲] مانوک یعنی مردک۔

ووڈننگ۔ (اہل دربار سے) کیوں راجہ صاحب سے تو کوئی امر خلاف مزاج نہیں ہوا؟۔

نیونیکا۔ جناب تقدس مآب کیا عرض کروں غضب ہوا۔ راجہ صاحب۔ رانی صاحبہ سے اُس عورت کے نام سے خطاب کر بیٹھے جس کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔

ووڈننگ۔ (دل ہی دل میں) ہیں حضور نے خود ہی راز فاش کر دیا پھر میں کیوں اپنی زبان بند کرکے اپنی جان مصیبت میں ڈالوں؟ (بآواز) ہیں کیا رانی صاحبہ سے اُروسی کے نام سے خطاب کر بیٹھے؟ کیا کہوں جب سے حضور نے اُس پری کو دیکھا ہے وہ اپنے آپے ہی میں نہیں ہے۔ رانی صاحبہ کو کیا مجھے بھی تمام استقلال سے مُنہ موڑ کر سخت پریشان کر رکھا ہے۔

نیونیکا۔ (اپنے دل میں) اچھا راجہ صاحب کے خلوت خانہ میں سُرنگ تو لگ گئی۔ (بآواز) جناب عالی میں رانی صاحبہ کی خدمت میں کیا عرض کروں؟

ووڈننگ۔ جناب ممدوحہ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرنا کہ میں پہلے راجہ صاحب کو اس ہراس آسا خبط سے نکال لوں اُس کے بعد اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

نیونیکا۔ جو ارشاد (چلی جاتی ہے)

(ایک بھاٹ پردوں کے پیچھے سے) راجہ کی جے۔ ہمارے راجہ اور دوں کے ملک آکاش کی حالت یکساں ہے جس طرح آفتاب صبح سے شام تک دنیا سے تاریک ظلمت

دور کرنے مین مصروف رہتا ہے اُسی طرح ہمارا راجہ اپنی رعایا کے تاریک خیالات کو دور کر کے اپنی مملکت نور انصاف سے منور کرتا ہے اور جس طرح کہ وہ عظمت و شان کا مالک نصف النہار پر پہونچکر ایک لحظہ کے لئے اپنے دورے کو ملتوی کر کے سستاتا ہے اُسی طرح ہمارا راجہ بھی دن کے چھٹے حصے[۵] مین آرام لیتا ہے۔

وِدوشک - (سُن کر) ہا راجہ صاحب دربار برخاست کر کے آرہے ہین چلو مین بھی اُدھر ہی چلون (جاتا ہے)۔

(عشق کا مارا راجہ اور ودوشک آتے ہین)

پروراوس - اُف - مدن کے نہ خطا کرنے والے تیر نے میرے دل مین سُرنگ لگا کر راستہ صاف کیا - اور نفر کا پڑنا تھا کہ وہ آسمانی حسن کی دیبی میرے تخت دل پر متمکن ہو گئی۔

وِدوشک - (دل مین) حقیقت مین کاشی راجہ کی غریب بیٹی بڑی مصیبت مین ہو گی

پروراوس - بارے آپ نے میرا راز تو محفوظ رکھا؟

وِدوشک - (نہایت انتشار سے دل مین) افسوس مین اس چنچل چھوکری کے جُل مین آگیا ورنہ اس سوال کا کیا موقع تھا؟ -

---

[۵] اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ کا دن اور رات آٹھ آٹھ حصون مین منقسم تھا جن مین سے ہر حصہ ڈیڑھ گھنٹہ کا ہوتا تھا [illegible] اور ہر حصے کے لئے مخصوص کام مقرر تھے۔ چھٹا حصہ دن کا [illegible] آرام کے لئے مخصوص تھے۔

پروراوس - (خوف زدہ ہو کر) یہ خاموشی کیسی ؟

وِدوشک - میں نے زبان کو ایسی مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے کہ چھٹتے ہی حضور کو بھی جواب نہیں دے سکتا۔

پروراوس - بہت خوب - لیکن اب میں کہاں جا کر جی بہلاؤں ؟

وِدوشک - باورچی خانے کو چلیے اور کہاں ؟

پروراوس - وہاں کیوں جانے لگے ؟

وِدوشک - کیوں کی خوب ہوئی - اجی حضرت وہاں پانچوں[1] قسم کی رسوئی تیار ہو رہی ہے - قسم قسم کے مصالح جمع ہیں - اُن کے دیکھتے ہی سب پریشانی ہوا ہو جائیگی

پروراوس - (مسکرا کر) اس میں شک نہیں کہ آپ کو ایسی مرغوب چیزیں دیکھکر مسرت بے اندازہ ہوگی - لیکن مجھ جیسے شخص کا دل کیوں کر مل سکتا ہے ؟ جس کی آرزوؤں کو بر آنے سے بیر ہے۔

وِدوشک - کبھی اُس کی نظر حضور پر بھی پڑی ؟

پروراوس - پڑی بھی تو کیا ؟

وِدوشک - اگر ایسا ہے تو میرے خیال میں آپکی آرزوؤں کا بر آنا معلوم -

[1] قدیم ہندوستان میں رسوئی کی پانچ قسمیں تھیں جن کی تفصیل یہ ہے (۱) لکشی یعنی چبا کر کھائی جائے (۲) بھوجیہ یعنی جو بلا چبائے کھائی نگل جاوے (۳) لیہہ یعنی چاٹی جائے (۴) چوشیہ یعنی چوس کر کھائی جائے (۵) پیہ یعنی پی جائے۔

پروراوس - یقین مانو دوستی نے تمھاری آنکھین بند کردی ہین - ذرا سوچ سمجھکر کہو -
وِدوشک - جو کچھہ حضور فرماتے ہین اُس سے میری حیرت اور بڑھتی ہے - کیا یہی
اُروسی حقیقت مین اُسی طرح حسن مین بے نظیر ہے جس طرح کہ حضور کا خادم تناسب اعضا مین؟
پروراوس - مانوک کیا کہون اُس کا سراپا بیان کرنا ممکنات سے نہین ہے - خیر مختصر سن
وِدوشک - مین ہمہ تن گوش ہون فرمایئے -
پروراوس - دوست اُس کا جسم زیورون کا زیور اور بہترین سنگھارون کا سنگھار
ہے - عرف عام مین جو چیزین حسن کی معیار سمجھی جاتی ہین اگر اُس کی رعنائی سے اُنکا
اُن کی زیبائی کا اندازہ کیا جائے تو بجا[۵۱] ہے -
وِدوشک - اچھا مین سمجھا - اسی لئے حضور نے آسمانی رس[۵۲] پر[۵۳] پپیہری کی طرح نظر
جمائی ہے -
پروراوس - مریض عشق کو سوائے تنہائی کے کہین کل نہین پڑتی بس چلو خانہ
باغ ہی چلین -
وِدوشک - (دل مین) بھلا وہان کیا رکھا ہے (بآواز) خداوند ادھر سے تشریف
لائیے (مڑکر) حضور کے خیر مقدم کے لئے نسیم جنوبی گویا کہ خود خانہ باغ کی فرستادہ بڑھی

۵۱ چونکہ علم بلاغت کے بموجب مشبہ بہ کو مشبہ پر غالب سمجھا جاتا ہے اس لئے شاعر کہتا ہے کہ یہان معاملہ برعکس ہے یعنی مشبہ مشبہ بہ پر غالب ہے -
۵۲ رس کے معنی سنسکرت مین عشق کے بھی ہین اور عرق کے بھی -
۵۳ پپیہری کی نسبت مشہور ہے کہ سوائے مینھہ کے اور کسی قسم کا پانی نہین پیتی -

آرہی ہے۔

پروراوس ۔ (غور کر کے) یہ نام ہوا کے لئے نہایت ہی موزوں ہے۔ ادھار ی ادھر تو سستی بیل کو تمہد سے مالامال کر رہی ہے اُدھر عشق ہچکیاں کے بچانے میں معروف ہے اس واقعی گرم جوشی اور ظاہرداری کی چاپلوسی سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرح اُس سے بھی کسی سے لو لگائی ہے[۵۱]

وودوسٹک ۔ تو حضور کو بھی یہی طریقہ[۵۲] اختیار کرنا چاہیے۔ (مڑ کر) لیکن جانہ باغ کا دروازہ تو یہی ہے۔ بس تشریف لائیے۔

پروراوس ۔ تم سبقت کرو۔ (دونوں داخل ہوتے ہیں۔)

پروراوس ۔ دوست کیا کہوں میرا خیال صحیح تھا کہ جانانہ باغ میں اگر غم غلط ہو گا میں درد دل کی تسکین کی خاطر باغ میں دوڑا ہوا آیا مگر میری وہی کیفیت ہے کہ ندی کے چڑھاؤ پر جاتا ہوں۔ مگر بہاؤ پیچھے کی طرف گھسیٹے لئے جاتا ہے۔

وودوسٹک ۔ کیونکر؟

پروراوس ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ عشق نے میرے دل کو زخمی کیا ہے اور اس کمبخت کا یہ حال ہے کہ وہ ایسی آرزوں سے لو لگائے ہوئے ہے جنکے بر آنے کی کوئی

۵۱ مثل ہچکیاں گو موسم بہار میں ہوتا ہے اور سستی بیل مالتی میں گو پھول دونوں ملکوں سے ساتھ ہی اٹھا کی طرح اپنی ادھ ہیئت مشغول سے مال رہی ہے۔

۵۲ مطلب یہ ہے کہ رانی سے ظاہرداری سے مرید کری چاہئے۔

صورت نہین - دوسرے جب نسیم جنوبی کو آم کے خزان رسیدہ پتون کو گراتے ہوئے دیکھکر میرا یہ حال ہوگیا ہے تو معلوم نہین اُسکی نوخیز کونپل کے نظارے سے کیا عالم ہوگا؟

وِدوشک - بس اس گریہ وزاری کو موقوف فرمائیے - کچھ ہی دن جاتے ہین کہ خود مدن آپ کی خواہش پوری کرکے آپ کی تسکین خاطر کا باعث ہوگا -

پاروراوس - مین برہمن کے الفاظ سے فال نیک لیتا ہون - (دونون ٹھہرتے ہین)

وِدوشک - ذرا حضور اس باغ کی دلکشی ملاحظہ فرمائین گویا بسنت کا خیر مقدم کررہا ہے -

پاروراوس - مین قدم قدم پر دیکھ رہا ہون - کیونکہ کروٹی[۱] کے پھول کسی البیلی کے ناخنون کی طرح سرخی مین سپیدی کی جھلک دکھا رہے ہین - اور یہ اشوک کی سرخ کلیان جن کے کنارون پر سیاہ دھاریان ہین اور پنکھڑیون کے جماؤ سے اور بھی شوخ رنگ ہو رہی ہین کھلنے کے لیے پھٹی پڑتی ہین - اور آم کے درخت نوخیز مہر سے لدے ہوئے ہین - جو ابھی پوری طرح دقیق گل سے مزین نہ ہونے کی وجہ سے بھورا سا معلوم ہوتا ہے گویا کہ بسنت اٹھتی جوانی یعنی بچپن اور شباب کے درمیان زمانہ کی بہار دکھا رہا ہے -

وِدوشک - یہ یاسمین کی بیل کا منڈپ جس مین سنگ موسی کا ایک تخت پڑا ہوا ہے حضور کی نظر عنایت کا منتظر ہے - کیونکہ بھونرون کے ٹکرانے سے جو پھول گرے ہین وہ گویا حضور کے خیر مقدم کے لئے جمع کیے گئے ہین - بس حضور ذرا کرم فرمائین

[۱] اِس پھول کا سنسکرت نام کوربک ہے اور مرہٹی مین اس کو کروٹی کہتے ہین اُردو نام معلوم نہ ہو سکا -

(مل کر دونوں بیٹھتے ہیں)

ودوشک۔ یہاں آرام سے بیٹھ کر خوشنما بیلوں کا نظارہ کیجئے اور اُروسی کے فراق کا غم بہلائیے۔

پروراوس۔ (آہ سرد بھر کر) دوست کیا کہوں اُس کے حسن دل آویز کے نظارے سے میری آنکھیں کچھ اس قدر نازک مزاج ہو گئی ہیں کہ وہ اُس کی جھکی ہوئی بیلوں کی طرح گو کہ وہ پھلی پھولی بھی ہوں بالتفات نظر کر بھی نہیں دیکھتیں۔ بس اب میری آرزوں کے پورے ہونے کے لئے کچھ اور تدبیر سوچو۔

ودوشک۔ جناب عالی اہلیہ کے عاشق اندر[1] کا مددگار رہا اور اُروسی کے عاشق یعنی آپ کا مددگار میں دونوں عقل سے خالی ہیں۔

پروراوس۔ یہ تو نہ کہو۔ خلوص وہ شے ہے کہ کوئی نہ کوئی تدبیر نکال ہی لیتا ہے۔

ودوشک۔ اچھا میں غور کرتا ہوں۔ لیکن ہولی سے آپ اپنی آہ و زاری سے میرے

[1] پُران کے موجب اہلیہ پہلی عورت ہے جس کو برہما نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اُس کو گوتم کو دیا۔ اندر اُس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا اور اُس کے شوہر کی غیر حاضری میں اُس کی شکل میں نمودار ہو کر اُس کو دغا کیا۔ گوتم نے جب واپس آکر اندر کو اس شکل میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو اُس کو سخت بددعا دی اور اُس کی رجولیت کو معدوم کر دیا۔ یہ پُران کا قصہ ہے لیکن از روئے وید معلوم ہوتا ہے کہ اہلیہ سے مراد رات ہے اور اندر سے مراد آفتاب اور گو آفتاب ہمیشہ رات کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے مگر وہ اُس کے ہاتھ میں نہیں لگتی پس اگر چاند ملاقات کی مدد کرنا چاہے تو اُس کا ممنون ہے۔

سوچنے مین مخل نہ ہوجیئے (سوچنے کی صورت بناتا ہے)

پرورادس۔ (یہ ظاہر کرکے کہ اُس نے گویا کوئی اچھا شگون[۵۱] دیکھا) اُس چودھوین رات کے چاند سے چہرے والی سندری کا وصال کچھ آسان نہین ہے۔ لیکن پھر بھی جذبات عشق کا تقاضا جو کچھ سمجھ مین نہین آتا چلا ہی جاتا ہے۔ اور کیا کہون میرے دل کو بھی اب تو کچھ تسکین سی محسوس ہو رہی ہے۔ گویا کہ میری آرزوئین عنقریب برآنے والی ہین۔

(امید ظاہر کرتا ہے)۔ (اُروسی اور چترلیکھا آسمان پر اڑتی ہوئی نظر آتی ہین)

چترلیکھا۔ بتاؤ تو کہان منہ اُٹھائے چلی جارہی ہو۔ مین بھی تو سنون۔

اُروسی۔ مجھ سے کیا پوچھتی ہو اپنے دل سے سوال کرو۔ کیا تم کو اپنا وعدہ یاد نہین رہا جو تم نے ہیمکوٹ کی چوٹی پر میری مالا بیل کے کانٹون سے چھڑاتے وقت چھیڑتے چھیڑتے کیا تھا۔

چترلیکھا۔ اچھا کیا راج رشی پرورادس کے یہان جانے کا قصد ہے؟

اُروسی۔ جانے کو تو جاتی ہون مگر بڑی بے حیائی کی بات ہے۔

چترلیکھا۔ کسی کو آگے بھی روانہ کیا ہے؟

اُروسی۔ اپنے دل کو۔

چترلیکھا۔ پہلے خوب غور کرلو۔

اُروسی۔ عشق کا دیوتا خود ڈھکیلتا ہوا لئے جا رہا ہے۔ پھر غور کرون تو کیا؟

[۵۱] سیدھی آنکھ یا سیدھے بازو کا پھڑکنا اچھا شگون سمجھا جاتا ہے۔

چترلیکھا- اب میں کچھ نہیں کر سکتی۔

اُروسی- اچھا کوئی ایسا راستہ ہی بتاؤ کہ ہم بے روک ٹوک ہو جائیں۔

چترلیکھا- ناحق ڈری جاتی ہو- کیا دیوگرو[۵۱] نے ہم کو بالوں کا جوڑا باندھنے کا وہ طریقہ[۵۲] نہیں سکھایا ہے جو ہم کو تمام راکسوں کی دست درازیوں سے محفوظ و مصئون رکھ سکتا ہے۔

اُروسی- سچ کہا میں بھول گئی تھی- (سدھوؤں[۵۳] راستے پر اُترتی ہے)

چترلیکھا- وہ دیکھو راجہ کا محل جو گویا پرتشٹھان[۵۴] کی کلغی کا جواہر ہے اسی پر حرکت تصویر گنگا کے شفاف پانی میں جمنا کے سنگم سے اور بھی مقدس ہو گیا ہے دیکھ رہا ہے

اُروسی- (غور سے دیکھ کر) ملکہ یہ کہو کہ جو دسورگ کو کسی نے اُٹھا کر یہاں رکھ دیا ہے (پھر سوچ کر) لیکن سکھی بیکسوں کا والی کہاں ہے؟۔

چترلیکھا- چلو اس باغ میں چلیں جو نندن[۵۵] کا ایک تختہ معلوم ہوتا ہے وہیں یہ بھی دریافت کریں گے۔ (دونوں اُترتی ہیں)

چترلیکھا- (راجہ کو دیکھ کر خوشی سے) دیکھو وہ سامنے بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

۵۱ دیوگرو سے مراد برہسپتی یعنی مشتری ہے۔

۵۲ اس سر کا نام اپراجتا ہے جو گویا بطور تعویذ سلیمان یا اسم اعظم کے ہے کہ پھر کوئی دور نہیں کر سکتا۔

۵۳ سدھ وہ مقدس لوگ ہیں جن کی کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے اس خلا میں رہتے ہیں

۵۴ راجہ پرورس کے دار الحکومت کا نام ہے۔

۵۵ نندن اندر کے آسمانی باغ کا نام ہے۔

جس طرح چاند طلوع ہونے کے بعد کچھ دیر چاندنی کا منتظر رہا کرتا ہے۔
اُروسی۔ سکھی کیا کہون مہاراج تو پہلے سے زیادہ دل رُبا معلوم ہوتے ہین۔
چترلیکھا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے۔ لیکن ذرا قریب چلو۔
اُروسی۔ (منتر کے زور سے نظرون سے غائب ہوکر) مین جاکر برابر کھڑی ہوتی ہون اور سنتی ہون کہ وہ اس عالم تنہائی مین اپنے محرم راز سے کیا باتین کر رہا ہے۔
چترلیکھا۔ جو مرضی (دونون نظرون سے غائب ہو جاتی ہین۔)
ودوشک۔ جناب عالی مین نے اُس ناقابل رسائی معشوقہ کے وصال کی ایک تدبیر سوچی ہے۔
پروراوس۔ (خاموش رہتا ہے)
اُروسی۔ سکھی وہ کون عورت ہوگی جو باوجود راجہ کے گرویدہ ہونے کے اپنے آپ کو اس قدر کھینچتی ہے ؟
چترلیکھا۔ تم تو بڑی ننھی ہو کیا تم مکاشفہ کے ذریعہ سے نہین معلوم کر سکتین ؟
اُروسی۔ کر تو سکتی ہون مگر کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے[1]۔
ودوشک۔ مین عرض کر رہا ہون کہ مین نے ایک تدبیر سوچی ہے۔
پروراوس۔ وہ کیا ؟
ودوشک۔ بس ذرا آنکھین بند کر کے غنودگی مین جائیے عالم خواب مین اپنے آپ

[1] یہ لطافت بیان قابل ملاحظہ ہے۔

وصال نصیب ہو جائے گا۔ یا دہی اُروسی کی تصویر کھینچ کر دکھا دیجئے۔

اُروسی۔ او بیقرار دل اب تو ذرا مطمئن ہو۔

پروراوس۔ دونوں تحویریں بیکار ہیں۔

(۱) جب میرے دل پر عشق کا تیر برسا رہا ہے تو امید کیونکر آئے گی کہ خواب میں وصال نصیب ہو؟

(۲) جب اُس پرجمال دل رُبا کی تصویر کھینچنے بیٹھوں گا تو اُس کے حُسن کے تصور سے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئیں گے۔ پھر تصویر کی تکمیل کیونکر ہو سکے گی؟۔

چترلیکھا۔ سکھی سنا؟

اُروسی۔ سنا تو مگر دل کو ابھی تک پورے طور پر یقین نہیں آتا۔

ودوشک۔ حیرت سے میری عقل بس سے باہر کام نہیں کرتی۔

پروراوس۔ (آہ سرد بھر کر) اُس کی بلا کو کیا خبر کہ میں کیسی سخت مصیبت میں مبتلا ہوں! اور اگر بالفرض سکا شفے سے میری تپش دل کا حال معلوم بھی ہو گیا ہے تو اُس کو کیوں پرواہ ہونے لگی؟ پس اے پانچ تیر والے دیوتا مدن۔ اگر اُس کے وصال کی آرزو برآنے والی نہیں ہے تو خیر اسی کا تصفیہ کر دے۔

چترلیکھا۔ کچھ سنا؟

اُروسی۔ ہائے کیا کروں وہ تو مجھے ایسا سنگدل سمجھا ہے۔ لیکن ابھی میں سامنے آکر دو بدو جواب نہیں دے سکتی۔ اچھا لاؤ اس بھوج پتر ہی کے ذریعے سے جو تقدیر سے

موجود بھی ہے اُسے تنبیہ کرون۔

چترلیکھا۔میرے خیال مین بھی مناسب ہے۔

اُروسی۔ (جلدی جلدی لکھتی ہے)

وِدوشک۔ (دیکھ کر) ہین یہ سانپ کی کینچلی سی کیا سامنے آپڑی؟ کہین مجھے کھا تو نہ جائے گی؟

پرُوراوس۔ (غور سے دیکھ کر) یہ تو بھوج پتر ہے اور اُس پر کچھ لکھا ہوا بھی ہے

وِدوشک۔ ہان مین سمجھا۔ وہی اُروسی نے ہماری نظرون سے پوشیدہ آپ کی آہ وزاری سُن کر اپنے عشق کا اظہار کیا ہے۔

پرُوراوس۔ وہم وگمان کا میدان بہت وسیع ہے۔ (بھوج پتر اُٹھا کر پڑھتا ہے اور پھر خوش ہو کر کہتا ہے) دوست تمھارا قیاس صحیح نکلا۔

وِدوشک۔ اگر کوئی مضائقہ نہ ہو تو مجھے بھی سُنا کر ممنون فرمائیے۔

اُروسی۔ واہ جناب تقدس مآب کیا کہنے آپ تو بڑے مہذب ہین۔

پرُوراوس۔ اچھا سنو (پڑھتا ہے)؟ اے میرے مہاراج اگر مین جس کے دل کا حال آپ سے پوشیدہ ہے حقیقت مین آپ کے تعلق خاطر کی کیفیت معلوم ہونے کے بعد بھی آپ کی طرف سے ویسی ہی سرد مہر ہون جیساکہ آپ کا خیال ہے تو پھر یہ کیا بات ہے کہ جب مین نندن بن مین ہارسنگھار کے پھولون کی سیج پر لیٹتی ہون تو نسیم بہار سے بھی میرے دل کو آرام نہین ملتا۔ اور جو پھول میرے جسم سے

چھوجاتا ہے وہ مرجھا کر ماند ہوجاتا ہے۔[1]

اُروسی۔ دیکھیں اب کیا فرماتے ہیں۔

چترلیکھا۔ اُس کے اعضا جو سوکھ سا کھ کر کنول کے ڈنٹھل سے ہو گئے ہیں پہلے ہی اس کی طرف سے جواب دے چکے ہیں۔

ودوشک۔ یہ تسلی تو کامل بیمار کیا دے۔ اگر کھون کے وقت کوئی چڑھاوا ملتا ہے تو آپ کا خادم بھی بس ایسا ہی طرح طرح بڑھایا کرتا ہے۔

پروراوس۔ تم نے اُس کو محض تسلی کیوں کہا۔ اسے مونس یہ تو بتاؤ یہ محبت کی نشانی جو میری سر موہنی نے اس طرح تیر پرتیت کی ہے ظاہر کرتی ہے کہ اُس کا دل بھی میری طرح عشق سے لبریز ہے اور چونکہ اُس کا طرز ادا بھی نہایت پیارا ہے اس لئے ایسا لطف آ رہا ہے کہ گویا میری چشم اشتیاق اُس کی ہرنوں آنکھوں سے دوچار ہو گئی۔

اُروسی۔ اب ہم دونوں کا معاملہ برابر ہے۔

پروراوس۔ دوست کہیں میری انگلیوں کا پسینہ ان پیارے حرفوں کو نہ مٹا دے۔

[1] من ستار مرد میں جو لیکھ الفاظ سے اس مانیہ محبت کا مضمون حل ہو گیا ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

بس تم میری سندری کے نامۂ شوق کو اپنے پاس امانت رکھو۔

ودوشک ۔ (لیکر) کیون کیا دیبی اُروسی آپ کے شجر تمنا مین کلیان لاکر رہجایئن گی اور اُس کو پھولنے پھلنے ندین گی ؟

اُروسی ۔ اب مین دل بیقرار کو سنبھالتی ہون کیونکہ قدم آگے بڑہاتے ہوئے کلیجہ دھک دھک ہوتا ہے ۔ تم ذرا مہاراج کے سامنے جاکر میری طرف سے جو کچہ مناسب ہو کہو۔

چترلیکھا ۔ بہت بہتر۔ (نظر کے سامنے آنے کے لئے ردِ عمل کر کے راجہ کے قریب آتی ہے) مہاراج کی جے !

پروراوس ۔ دیبی تمھارا آنا مبارک ہوا ۔ لیکن معاف کرو تمھاری سکھی کو تمھارے ہمراہ نہ دیکھ کر اتنی خوشی نہ ہوئی جو تم دونون کے دیکھنے سے ہوتی ۔ کیونکہ گنگا جمنا کا سنگم دیکھنے کے بعد تنہا جمنا کا نظارہ اتنا بھلا نہین معلوم ہوتا ۔

چترلیکھا ۔ کیا بادل پہلے اور بجلی بعد مین نظر نہین آیا کرتی ؟

ودوشک ۔ ہین کیا یہ اُروسی نہین ہے ! بلکہ اُس کی پیاری سکھی ہے ۔

پروراوس ۔ اچھا تشریف تو رکھیئے ۔

چترلیکھا ۔ حضور کے سامنے سرادب جھکا کر اُروسی کا معروضہ ہے ۔

پروراوس ۔ فرمایئے کیا حکم ہے ؟

چترلیکھا ۔ پہلے جو دیوتاؤن نے غضب ڈھایا تھا اُس سے حضور ہی نے نجات دی اب حضور سے آنکھین دوچار ہونے کی بدولت عشق نے ظلم وستم کا بیڑا اُٹھایا ہے ۔ بس

اب بھی حضور ہی کی دستگیری سے امید نجات ہے۔

پروراوس۔ او بے حس۔ تم میری آنکھ کی تپلی کی بات تو کہتی ہو کہ وہ مرض عشق میں مبتلا ہے لیکن تم نہیں دیکھتیں کہ غریب پروراوس کا اس کے ہجر میں کیا حال ہے۔ عشق نے ہم دونوں کا حال ایک سا کر دیا ہے۔ گرم لوہا گرم لوہے سے ہی وصل ہوتا ہے۔

چترلیکھا۔ (اُروسی کے قریب جا کر) سکھی آؤ یہ دیکھ کر کہ دل نے تم سے زیادہ ظلم تمہارے محبوب پر کیا ہے۔ میں اس کی قاصد بن کر آئی ہوں۔

اُروسی۔ (ظاہر ہونے کے لئے رد عمل کر کے) واہ سکھی اچھا ساتھ دیا۔

چترلیکھا۔ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہو جائے گا کہ کون کس کا ساتھ دیتا ہے۔ بس اس وقت رہنے دو۔

اُروسی۔ (راجہ کے قریب آ کر ترنم سے) مہاراج کی جے!

پروراوس۔ اے سندری میری جے میں کیا کلام ہو سکتا ہے جب کہ تمہاری زبان سے یہ لفظ جو آج تک ہزار آنکھوں والے اندر کے لئے مخصوص تھا۔ میری شان میں نکلا ہے (ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا ہے)

ودوشک۔ دیوی یہ غریب برہمن بھی جو راجہ صاحب کا جلیس و انیس ہے آپ کی نظر التفات کا مستحق ہے۔

اُروسی۔ (مسکرا کر مجرا کرتی ہے)۔

ودوشک۔ دیوی سکھی رہو۔ (پردوں کے پیچھے)

دیودوت[91] - چترلیکھا ہوت - اُروسی ہوت چلو دیوتاؤن کا سردار[92] اسمات کی محافظین[93] کے ہمراہ اُس ناٹک کا تماشا دیکھنا چاہتا ہے جو منی بھرت[94] نے تم کو یاد کرایا ہے اور جس مین آٹھ جذبات انسانی کا جذر و مد نہایت دل رُبا طریقہ سے دکھایا گیا ہے۔ (سب سنتے ہین اور اُروسی رنج و غم کی صورت بنا لیتی ہے۔)

چترلیکھا - سکھی سُنا دیودوت کیا پیغام لایا ہے؟ بس اب حضور سے اجازت لو۔

اُروسی - میری زبان یاری نہین دیتی۔

چترلیکھا - حضور یہ بیچاری تابعدار ہے۔ اگر اجازت ہو تو اپنے آپ کو دیوتاؤن کے غضب سے محفوظ رکھنے کی فکر کرے۔

پروراوس - (لفظ لفظ پر رُک کر) مین تمھارے آقا کے احکام مین مزاحم نہین ہو سکتا لیکن اس بدنصیب کو بھول نہ جانا (اپنی سکھی کے ساتھ رنج و ملال کا اظہار کرتی ہوئی اُروسی جاتی ہے)۔

پروراوس - (آہ سرد بھر کر) دوست اب میری آنکھین بیکار ہین۔

ودوشک - (خط دکھانے کا ارادہ کر کے) کیون یہ ہے (دفعتاً اپنے آپ کو روک کر

[91] دیودوت دیوتاؤن کے قاصد کو کہتے ہین۔

[92] اندر سے مراد ہے۔

[93] ان کا نام سنسکرت مین لوک پال ہے اور یہ آٹھ اسمات کی حفاظت کرتے ہین۔

[94] بھرت ایک قدیم رشی ہین جنھون نے فن موسیقی اور فن ڈراما کو ایجاد اور مدون کیا تھا۔

علیحدہ) افسوس افسوس میں اُردسی کو دیکھ کر ایسا مبہوت ہوگیا کہ مجھے موج تیر کے ہاتھ سے نکل جانے کی بھی خبر نہ ہوئی -

پروراوس - اس تم کیا کہتے تھے ؟

وددوشنک - یہی عرض کرتا تھا کہ حضور ملول نہ ہوں - اُردسی کو آپ سے دلی اُنس اور محبت نے اس درجے تک پہونچایا ہے تو آگے بھی امید ہے -

پرداوس - میرا دل بھی یہی گواہی دیتا ہے - وہ جاتے وقت اپنے جسم کی تو مالک نہ تھی مگر اپنا دل جو اُس کے اختیار میں تھا اپنی سرد آہوں کی وساطت سے جو اُس کے سینے کے بار بار اچھلنے سے ظاہر تھیں میرے حوالے کر گئی -

وددوشنک - (علیحدہ) میں آپ ہی آپ سہا جاتا ہوں کہ کہیں راجہ موج تیر نہ مانگ بیٹھے -

پرداوس - ہائے میں اپنی آنکھوں کو کیونکر بہلاؤں - (یاد کر کے) ہاں ہاں خوب یاد آیا - ذرا موج تیر دینا -

وددوشنک - (مایوسی کا چہرہ بنا کر) افسوس اُس کا تو پتہ ہی نہیں - شاید اُردسی کے ہمراہ چلا گیا -

پروراوس - عقل کے دشمن تیرے ہر عمل سے تیری جہالت نمایاں ہے - جس طرح سے پتہ لگا -

وددوشنک - (اُٹھ کر) ہاں یہ ہے - نہیں وہاں ہے (تلاش میں معروف

ہوتا ہے۔

(رانی اُوسی ناری راجہ کاشی کی بیٹی ہمراہیون کے ساتھ داخل ہوتی ہے)

رانی - نپونیکا تو نے سچ مچ حضور کو آریا مانوک کے ہمراہ اسی بیلون کے منڈپ مین جاتے ہوے دیکھا ہے؟

نپونیکا - کیا مین نے کبھی حضور سے جھوٹ بولا ہے؟

رانی - اچھا تو مین ایک بیل کے پیچھے چھپکر سنون گی کہ وہ کیا راز کی بات کر رہا ہے تاکہ تیرا سچ جھوٹ کھُل جائے۔

نپونیکا - حضور کی مرضی۔

رانی - (مُڑکر) نپونیکا دیکھنا یہ چیتھڑا سا کیا نسیم جنوبی مین اُڑتا پھرتا ہے؟

نپونیکا - (دیکھکر) دیبی بھوج پتر سا معلوم ہوتا ہے۔ اور ہوا مین اُلٹنے پلٹنے سے کچھ حروف سے بھی نظر آرہے ہین۔ آہا وہ تو حضور ہی کی پازیب مین آکر اُلجھ گیا (اٹھاکر) کیون حضور پڑھ کر سُناؤن؟

رانی - پہلے خود پڑھکر دیکھ اگر کوئی ایسی ویسی بات نہ ہو گی تو مین بھی سنون گی[1]۔

نپونیکا - (پڑھنے کے بعد) دیبی یہ بھی وہی قصہ ہے۔ اُروسی کا نامہ مہاراج کے نام۔ آریا مانوک کی غفلت شعاری کی بدولت ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے۔

رانی - تو پھر مجھے بھی سُنا۔

[1] یہ شرم وحیا کی تصویر قابل دید ہے۔

نیویکا- (پڑھکر سناتی ہے)

رانی- اچھا میں ہی اب یہ تحفہ لیکر پری کے عاشق کی حضور میں چلتی ہوں- (اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مذبح کی طرف بڑھتی ہے)

وِدوشک- حضور وہ کیا چیز ہے جو جانہ باغ کے اُس سرے پر بہاڑی کی چوٹی پر ہوا میں پھڑ پھڑاتی ہوئی نظر آرہی ہے؟

پروراوس (اُٹھکر) او معزز نسیم جوبی سمت کی دوست اچھا کیا جو تو سو کی خاطر قیمتی گل کو بوسست سے بیلوں میں جمع کیا تھا اُڑا لیگئی؟ لیکن میرے من موہن کے محبت نامے کو غائب کر دینے سے تیرے کیا ہاتھ آیا؟ تو بھی اکھی[1] کے عشق کا مارا چکھ چکی ہے- پس کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم ان نصیب عشق کے مارے ایسی ہی ایسی چیزوں سے دل بہلا کر زندہ رہا کرتے ہیں؟-

نیویکا- دیکھا اسی کی تلاش ہو رہی ہے-

رانی- ہاں میں بھی خوب سمجھتی ہوں-

وِدوشک- افسوس مجھے نور کے بدلے دھوکا دیا جو خرمہرہ کو کیسر کا مرجھایا ہوا

[1] واہوسی ہوا کی دیوتا اور ماروتی کی ماں- کہتے ہیں کہ پہلے جنم میں اسمانی پری تھی مگر کسی دیوتا کی بدولت انسان کی شکل میں پیدا ہوئی ایک دن ہوا اُس کو بہاری پر بیٹھا ہوا دیکھ کر عاشق ہو گئی اور آدمی کی شکل میں آکر طالب وصال ہوئی مگر اُس کے اصرار پر اُس نے اُس کی عصمت محفوظ کی مگر پیشین گوئی کی کہ اُس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو جس وقت میں اُس کے عاشق ہوگا چنانچہ اسی کو حل رہا وہ ولی پیدا ہوا-

پھول سا بن گیا ہے۔

پروراوس۔ بس اَب میری خیر نہین۔

رانی۔(قریب جاکر) خیر کیون نہین لیجیے یہ بھوج پتر حاضر ہے۔

پروراوس۔ (سخت گھبرا کر) اہاہا یہ تو رانی صاحبہ ہین۔میری پیاری آپ کا تشریف لانا مبارک ہوا۔

ودوشک۔ (علیحدہ) مبارک تو نہین ہوا۔

پروراوس۔(ودوشک سے) بھلی اب کیا کرین؟

ودوشک۔ مال مسروقہ کے ساتھ خود گرفتار ہونے کے بعد چور جواب ہی کیا دے سکتا ہے؟

پروراوس۔ (ودوشک سے) بڑا احمق ہے اچھے وقت دل لگی سوجھی ہے (بآواز) رانی اس کی تلاش نہ تھی ہم تو کوئی اور ہی چیز ڈھونڈھ رہے تھے۔

رانی۔آپ کو سازگاری بخت کا چھپانا ہی زیبا ہے۔

ودوشک۔ دیہی بس اَب کھانے کی فکر کیجیے اُس سے ہیجان صفرا اپنے آپ رفع ہو جائے گا۔

رانی۔ نپونیکا سُنا۔اس برہمن نے دوست کی طرف سے کیا جواب دیا ہے۔

پروراوس۔اوبغلول خاموش تو زبردستی مجھکو مُجرم بنا رہا ہے۔

رانی۔حضور کا کیا جُرم۔جُرم تو مجھ نالائق کا ہے کہ یہ منحوس شکل لیے سامنے کھڑی ہون

ست ستر میں جالی ہوں (غصہ ظاہر کرتی ہوئی جاتی ہے)۔

پروراوس - نہیں میں ہی مجرم ہوں - او- کیلے سی راں وال - غصہ تھوک جب آقا ہی ناراض ہو تو غلام کیونکر بے قصور ہو سکتا ہے۔ (پاؤں پر گرتا ہے)

رانی - (دل میں) میں کیا ایسی بھولی ہوں کہ ایسی باتوں میں آجاؤں؛ لیکن اس جوش ملامت سے ڈرتی ہوں جو اس وقت کی کم ظرفی کا لازمی نتیجہ ہے (راجہ کو چھوڑ کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلی جاتی ہے)

ودوشک - (رانی صاحبہ تو ایسی غصے میں بھری ہوئی گئیں جیسے برسات میں ندی نالے گدلے ہو کر زور شور سے بہا کرتے ہیں) بس اب اُٹھیے۔

پروراوس - (اُٹھ کر) کیا تعجب ہے - دیکھو جب خالص محبت باقی نہیں رہتی تو شوہروں کی منت وسماجت خواہ اُس کا اظہار کیسے ہی شیریں پیرایہ لفظوں میں کیا جائے بی بیوں کے دل پر اثر نہیں کرتی - جس طور پر مصنوعی جواہر خواہ کیسے ہی خوش آب ہوں جوہریوں کی نگاہ میں نہیں جچتے۔

ودوشک - اُس کا جانا آپ کے حق میں تو بہت ہی اچھا ہوا - جس شخص کی آنکھیں دکھتی ہوں وہ چراغ کی تاب نہیں لا سکتا۔

پروراوس - نہیں یہ نہ کہو - یہ سچ ہے کہ اُروسی میرے دل میں سما گئی ہے - لیکن رانی کا اعزاز و احترام میرے دل میں جوں کا توں ہے لیکن چونکہ وہ میری منت وسماجت کی تحقیر کر کے گئی ہے اس لئے مجھے اوس سے پوری

اُمید ہے[۵۱]۔

ودوشک - اچھا اب امید کو خیرباد کہئیے۔ کسی غریب برہمن کا ذرا بھی خیال نہین۔ اشنان اور جیونے کا وقت گذرا جارہا ہے۔

راجہ- (آسمان کی طرف دیکھ کر) دن حقیقت مین ڈھل گیا۔

دوپہر کی تیز دھوپ سے بیقرار ہوکر مور درختون کے تھانولون مین بیٹھے ہوے آرام سے لے رہے ہین- بھونرا بانگر[۵۲] کی کلی کھول کر گنبد گل مین اینڈر رہا ہے - اور بگلا تالاب کے گرم پانی سے نکل کر کنارے پر کنول کی بیلون کے پاس سستا رہا ہے- اور بارہ دری مین طوطا اپنے پنجرے مین پیاس سے بیقرار ہوکر پانی پانی کر رہا ہے۔ (سب چلے جاتے ہین

ایکٹ تیسرا

بھرت کا آشرم

بھرت کے دو شاگرد داخل ہوتے ہین

پہلا شاگرد- یار پیلو ہمارے گرو مہاراج اندر کے محل کو جاتے وقت تمھارے ہاتھ اپنا آسن[۵۳]

۵۱ یعنی خود ہی نادم ہو کر منالے گی۔

۵۲ سنسکرت نام کرنی کار ہے اس درخت کے پھول سرخ ہوتے ہین اور پتون کے گر جانیکے بعد موسم بہار مین کھلتے ہین

۵۳ قدیم رشی جہان کہین جاتے تھے تو اپنا آسن (بیٹھنے کی شے) اپنے ہمراہ لیجایا کرتے تھے۔

لیگئے تھے اور مجھکو اُنکی کنڈلی[51] کی محافظت کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ آسمانی جماعت ہمارے گرد کا ناٹک دیکھکر مسرور تو ہوئی ہوگی۔

دوسرا شاگرد۔ بھئی گالو حوش ہوتے ہوئے کا حال تو معلوم نہیں لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ لکشمی سوئمور[52] (لکشمی کی شادی) مصنفہ سُرا سوتی میں جن مختلف جذبات کا اظہار ہے اُن کو دیکھکر سب حاضرین پر عالم محویت طاری ہوگیا۔

گالو تمھارے اس ناتمام جملے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور پڑی۔

پیلو۔ ہاں ٹھورے سے اُروسی سے ایک غلطی ہوگئی۔

گالو۔ وہ کیا؟

پیلو۔ ہوا یہ کہ اُروسی سے جس نے لکشمی کا بھیس لیا تھا میکا سے جو داروی کے بھیس میں تھی دریافت کیا کہ سکھی اس وقت تینوں جہان کے بڑے بڑے آدمی جمع ہیں اور کیشو کے ہمراہ جملہ اسمات کے محافظ بھی موجود ہیں۔ پس بتا کہ تیرا دل کس پر مائل ہے؟

گالو۔ پھر کیا ہوا؟

[51] ہرایک کے گھر میں مقدس آگ کا رکھنا لازم تھا اُسکو علیحدہ کمرے میں رکھتے تھے اور وہاں کا ساتھ مموماً دن رات جلتی رہتی تھی اور اُس ہی جگہ پوجا ہوا کرتا تھا۔

[52] سوئمور۔ راجاؤں کی بیٹیوں کی شادی کا ایک مروج طریقہ سے جو لوگ شادی کے خواہشمند ہوتے تھے وہ سب جمع کئے جاتے تھے اور پھر لڑکی ایک ایک کر کے ان کو دیکھتی تھی اور جس کو پسند کرتی تھی اُسکے گلے میں مالا ڈالدیتی تھی۔

پیلو- اُس کی زبان سے بے اختیار بجائے "پرشوتم پر" کہنے کے "پروراوس پر" نکل گیا-

گالو- حواس ظاہری جذبات اندرونی کے تابع ہوتے ہین - گرُوجی تو بہت ہی ناراض ہوئے ہون گے-

پیلو- ہان گروجی نے سخت بدُعادی - مگر مہاراج اندر کو اُس پر رحم آگیا-

گالو- یہ کیونکر؟

پیلو- گروجی نے یہ بدعادی کہ چونکہ تو نے میرے ہدایات کی تعمیل نہین کی اس لئے تجھے سورگ مین جو مرتبہ حاصل ہے وہ باقی نہ رہے - لیکن تماشے کے ختم ہونے کے بعد مہاراج اندر نے جب کہ وہ مارے شرم کے سر جھکائے کھڑی تھی ارشاد فرمایا کہ ہم راج رشی پر جس سے تیرا دل لگا ہوا ہے اور جو لڑائیون مین ہمارا بھی حامی و مددگار رہا کرتا ہے ایک احسان کرنا چاہتے ہین - پس تو اب تقاضائے دل کے موجب پروراوس کی خدمت مین اُس وقت تک حاضر رہ جب تک کہ وہ تیرے بطن کی اولاد کا چہرہ دیکھے-

گالو- مہندر کو یہی زیبا تھا - کسی کے دل کا حال اُس سے پوشیدہ نہین ہے-

پیلو- باتون مین بڑا وقت ضائع ہوگیا- گروجی کے اشنان کا وقت نکلا جارہا ہے- کہین جلدی چلو- اُس کی خدمت مین حاضر ہونا ضرور ہے - (کنچوکی[۵۱] آتا ہے)

[۵۱] کنچوکی داروغۂ محل کا لقب ہے- اس خدمت پر بوڑھے نیک چلن لوگ مقرر ہوا کرتے تھے (دیکھو صفحہ ۴۱)

کنچوکی۔ ہر شخص ابتدائی عمر میں مال جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جب اُسکی اولاد اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو جائے تو وہ آرام سے بیٹھے۔ لیکن ہمارے بڑھاپے کا محال ہے جسم تو در بدر بسر کرنا جاتا ہے مگر قید غلامی سے آزادی نصیب نہیں ہوتی افسوس محل سرائے کی خدمت سخت مصیبت ہے۔ (مڑ کر) کاشی راجہ کی بیٹی نے ایک منت مانی ہے۔ اور گو منت پورا کرنے کی خاطر شفقے کو تھوک کر اُس نے رجہ صاحب کی خدمت میں پونیکا کے ذریعے سے کہلا بھیجا ہے مگر مجھے بھی حکم ہے کہ میں مہاراج کے حضور میں حاضر ہو کر معروضہ کروں۔ اچھا اب چل کر مہاراج سے جو غالباً شام کی پوجا سے فارغ ہو چکے ہوں گے عرض کرتا ہوں۔ (مڑ کر دیکھتا ہے) حقیقت میں محل میں شام کا وقت عجب سہانا ہوتا ہے مور شام کو غنودگی سے سست ہو کر تختوں پر جو پتھر کی ترشی ہوئی مورتوں کی طرح بے حس و حرکت بیٹھے ہیں۔ پرنالوں پر جنگلی کبوتروں کا جمگھٹا ہے جس روشندانوں کے بیچ در بیچ بخور کا جو جالی دار کھڑکیوں سے نکل رہا ہے جون دھوکا ہوتا ہے۔ اور محل سرائے میں بڑی بوڑھیاں نہایت توجہ سے شام کی پوجا کے لئے محل کے[1] مختلف مقامات پر جو پھولوں سے مہک رہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) اور محل سرا کے تمام اندرونی انتظامات سے اُس کا تعلق ہوتا تھا اس لئے ہندو ناٹکوں میں جب کنچوکی آتا ہے تو پہلے بڑھاپے کا ذکر کیا کرتا ہے۔

[1] شام کو چراغوں کا جلانا مبارک سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ خیال یہ ہے کہ اگر چراغ وقت پر جلائے جائیں تو لکشمی کا گھر میں آنے کی نسبت ہوتی ہے۔ ان چراغوں کو بھی ہوم کیا جاتا ہے اور انکی پرستش دوسرے دیوتاؤں کی طرح کی جاتی ہے

ہین دِئے لگا رہی ہین۔ (پردے کی طرف دیکھ کر) او ہو۔ راجہ صاحب ادھر ہی آ رہے ہین۔ مہریان مشعلین ہاتھون مین لئے ہر طرف سے گھیرے ہوے ہین۔ اور اُنکے بیچ مین حضور متحرک پہاڑ[۵۱] کی طرح جس کے دامنون پر مولسری کے درخت اپنی کھلی ہوئی کلیون کی بہار دکھا رہے ہون چلے آتے ہین۔ بس اَب چلو مہاراج کی نظر کے سامنے کھڑے ہوکر انتظار کرین (راجہ مشعل بردارون اور وِدوشک کے ہمراہ آتا ہے)

پروراوس۔ سلطنت کے کاروبار مین دن تو بلا دقت گذر گیا۔ لیکن اَب رات کا کٹنا مشکل ہے۔ اُس کی ہر گھڑی بے انتہا طویل ہوجایا کرتی ہے

کنچوکی۔ (قریب آکر) جے جے مہاراج۔ حضور رانی صاحبہ ملتجی ہین کہ آج مرصّع[۵۲] بارہ دری کی چھت پر چاند بڑی شان و شوکت سے نظر آئے گا۔ پس حضور ممدوحہ کی خواہش ہے کہ حضور کی خدمت مین حاضر رہکر چاند کا قِران روہنی کے ساتھ ملاحظہ فرمائین۔

پروراوس ۔ آریا لاتویا۔ رانی صاحبہ سے میری طرف سے عرض کرو کہ اُن کے ارشاد کی تعمیل کی جائے گی۔

کنچوکی۔ جو حکم (چلا جاتا ہے)

پروراوس۔ دوست کیا حقیقت مین یہ تیاری کسی مَنت کے پورا کرنیکے لئے ہے؟

ودوشک۔ حضور میرا خیال تو یہ ہے کہ رانی صاحبہ نے اپنے کئے سے نادم ہوکر

[۵۱] قدیم خیال ہے کہ پہلے پہاڑون کے پر ہوتے تھے مگر اندر نے اُن کے پر کتر دیے۔

[۵۲] سنسکرت لفظ منی برہا ہے۔

ستر سنگی شانے کے لیے یہ ترکیب مثالی ہے۔ گویا کہ وہ حضور کی ہمت و سماحت کا معاوضہ ہمت کے بہانے سے کرنا چاہتی ہیں۔

پرورواس - بھئی سچ کہا۔ کیونکہ معمور بیبیاں جو لطاہرا سے تو ہوں کے اوس بڑے کی پروا نہیں کرتیں دل میں ضرور تپیماں ہوتی ہیں۔ گو اُس وقت کسی پر ظاہر نہیں کرتیں لیکن بالآخر ندامت اُن پر پوری طرح غالب آجایا کرتی ہے۔ (اچھا مرصع بارہ دری کی چھت پر چلو)

وِدوشک حضور ادھر۔ ادھر سے تشریف لائیں۔ ان سنگ سپید کی چکنی ہوئی سیڑھیوں سے جو آب و تاب میں گنگا کی شفاف لہروں کو مات کرتی ہیں۔ مرصع بارہ دری کی چھت پر جو شام کے وقت عجب بہار معلوم ہو رہی ہے تشریف فرما ہوجیئے۔

پرورواس - تم پہلے چڑھو (چڑھتا ہے)

وِدوشک (غور سے دیکھ کر) حضور چاند طلوع ہوا ہی چاہتا ہے کیونکہ سمت مشرق پر سیاہی کے زائل ہوجانے سے عجب دل ربائی کا عالم ہے۔

پرورواس - سچ کہا۔ چاند کی شعاعیں جو ابھی اودے پہاڑ کے پیچھے چھپا ہوا ہے ہر طرف سے تاریکی دور کر رہی ہیں۔ اور سمت مشرق کی عجیب کیفیت ہے کہ کوئی ہوا ہی چہرہ سنواری ہوئی زلفوں کے بیچ میں سے نظر کو لبھا لئے لیتا ہو۔

[1] خیال یہ ہے کہ مشرق دلہن اور چاند دولہا ہے اور شوہر سے جدا ہونے کی وجہ سے (دیکھو صفحہ ۴۴)

وِدوشک- اہاہا- دیکھئے وہ اعلیٰ قوموں[۵۱] کا سردار کھانڈ کے لڈو کی طرح نمودار ہوا-

پروراوس- (مسکرا کر) بیٹو کو ہر جگہ کھانے ہی کی چیزیں نظر آتی ہین- (ہاتھ باندھکر اور سر جھکا کر) رات کے محترم سردار- میرا آداب و نیاز قبول کر- تو کرۂ آفتاب مین صرف اس لئے داخل ہوتا ہے کہ نیک بندون[۵۲] کو اپنے زہد و اتقا کا پھل ملے تو ہی دیوتاؤن اور ہمارے بزرگون کی زندۂ جاوید روحون کو آب حیات سے سیراب کرتا ہے- تیرے ہی فیض سے رات کی گہری تاریکی دور ہوتی ہے اور تو نے ہی شیو[۵۳] کی کلغی کی رونق دوبالا کی ہے-

وِدوشک- حضور کے دادا صاحب ایک برہمن کی زبان سے حکم فرماتے ہین کہ آپ تشریف رکھین بس حضور تشریف فرما ہون تاکہ مین بھی بیٹھون-

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) مشرق نے بالون مین کنگھی تک نہ کی تھی یونہی بکھرے ہوے تھے- لیکن اب چونکہ چاند نکلنے والا ہے اس لئے مشرق نے خوب سنگھار کیا ہے-

۵۱ شاستر کی بموجب تین اعلیٰ قومین ہوتی ہین- برہمن- دیشئے- چھتری- اور یہ دوِج یعنی جن کی پیدائش دو مرتبہ ہوئی ہو کہلاتی ہین-

۵۲ چاند رات کو سمجھا جاتا ہے کہ سورج اور چاند کا قِران ہوتا ہے اور اس لئے شاعرانہ طور پر کہا جاتا ہے کہ چاند سورج مین داخل ہوا-

۵۳ جب شیو نے زہر ہلاہل پیا تو اُس کے جسم مین آگ سی لگ گئی اور اُس نے حرارت کے رفع کرنیکے لئے مختلف تدابیر اختیار کین جن مین سے ایک یہ بھی تھی کہ چاند پیشانی پر رکھا-

پروراوس - (بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ہمراہیوں کی طرف دیکھتا ہے) چاندنی خود صاف ہے۔ مشعلوں کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ جا کر آرام کر سکتے ہو۔

ہمراہی - جو حکم۔

پروراوس - (چاند کی طرف دیکھ کر) اے ملیس تمہاری رانی صاحبہ تو ابھی ایک گھنٹے میں آئیں گی اس لئے عالم تنہائی میں کچھ میری ہی سرگذشت سنو۔

وِدوشک - وہ تو ظاہر ہی ہے۔ لیکن چونکہ اُروسی کے دل میں جو آگ لگی ہوئی ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے اس لئے آپ امید کے سہارے جی سکتے ہیں۔

پروراوس - اس میں تو شک نہیں لیکن دردِ دل کی عجب کیفیت ہے جس طرح کہ دریا کا بہاؤ ناہموار چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر سیکڑوں نالوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اسی طرح دل کا دشمن عشق وصال میں رُکاوٹیں پڑنے سے سوگنی قوت حاصل کر لیتا ہے

وِدوشک - چونکہ ناتوانی اور ضعف نے آپ کا حسن دوبالا کر دیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اب وصال بھی دور نہیں ہے۔

پروراوس - (اس طور پر ظاہر کر کے کہ گویا اُس نے کوئی شگون نیک دیکھا) دوست تمہارے اُمید دلاتے لفظوں کی طرح میرا سیدھا ہاتھ بھی جس میں بھڑکنے سے ملاکی تڑپ پیدا ہو گئی ہے جزو کامیابی سنا رہا ہے۔

وِدوشک - کہیں برہمن کی بات بھی جھوٹ ہوئی ہے ؟۔

پروراوس - (مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے) - (اس کے بعد ایک عبارے میں

اُروسی ابھی ساریکا[۵۱] کے لباس مین چیترلیکھا کے ساتھ نمودار ہوتی ہے)

اُروسی۔ سکھی چیترلیکھا اس میرے ابھی ساریکا کے لباس اور براے نام زیور اور نیلی ریشمی نقاب کی بابت تمھارا کیا خیال ہے؟

چیترلیکھا۔ مجھے لفظ نہین ملتے کہ تعریف کرون۔ کاش مین پوروا وس ہوتی۔

اُروسی۔ سکھی مدن کا حکم ہے کہ تم مجھے جلدی سے میرے محبوب کے محل پر پہونچادو

چیترلیکھا۔ واہ محل ہی مین تو ہین۔ وہ چاندنی مین لعینہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی نے قبۂ نور آسمان سے لاکر رکھ دیا ہے۔

اُروسی۔ اچھا تو پھر ذرا مکاشفہ کرکے دریافت کرو کہ میرے خانۂ دل کا اُڑا لینے والا کہان ہے؟ اور کیا کر رہا ہے[۵۲]؟

چیترلیکھا۔ (کچھ سوچ کر) اچھا تو مین پہلے ذرا دل لگی کرتی ہون (بآواز) مین دیکھ رہی ہون کہ وہ ایک پُرلطف مقام پر بیٹھا ہوا اپنی معشوقہ کے وصال کا حظ اُٹھا رہا ہے۔

چیترلیکھا۔ بڑی احمق ہو معشوقہ کے وصال سے کیا سمجھین؟

اُروسی۔ عشق است وہزار بدگمانی۔

چیترلیکھا۔ دیکھو وہ راج رشی مرصع بارہ دری کی چھت پر بیٹھے ہین اور اُن کے ہمراہ

۵۱ ابھی ساریکا اُس عورت کو کہتے ہین خواہ وہ کسبی ہو یا خانگی جو اپنے آشنا سے ملنے کے لیئے کسی مقام موعود پر جائے۔ اور ایسی حالت مین اُس کا لباس سادہ اور وہ خود زیور سے عاری ہوتی ہے۔

۵۲ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہجرت کی بدعا کی وجہ سے یہ فوق الانسان قوت اب اُروسی مین باقی نہین رہی

سوائے اُس کے دوست کے کوئی نہیں ہے - چلو وہیں نہ چلیں ؟ (دونوں جاتی ہیں)

پرورواوس - رات کے ساتھ ساتھ میرے دردِ دل میں بھی ترقی ہو رہی ہے -

اُروسی - اے یہ سہم تقریر تو میرے دل کو مسلے ڈالتی ہے - بس جب تک پورا اطمنان نہ ہو جائے ہم چھپے ہی چھپے اس راز کی باتوں کو سُنیں گے -

چترلیکھا - اچھا یوں ہی سہی -

ودوشک - اِس امرت بھری چاند کی شعاعوں کا بھی لطف اُٹھائیے -

پرورواوس - مرضِ عشق میں ایسی دواؤں سے فائدہ پھولوں کی سیج یا چاند کی سُہانی روشنی یا جسم کے ہر عضو کو چندن سے آلودہ کرنا یا موتیوں کے ہار عشق کی حرارت کو دفع نہیں کر سکتے - البتہ وہ آسمانی حُسن کی دیبی یا -

اُروسی - وہ دوسری کون ملا ہے ؟

پرورواوس - یا عالمِ تنہائی میں اُسکا ذکر تسکین کا موجب ہو تو ہو -

اُروسی - اے دل خوش ہو - اے تجھکو میرے چھوڑنے اور اُس کے حلقہ بگوش ہونے کا صلہ ملا -

ودوشک - ہاں جناب بہت ہی سچ فرمایا مجھے بھی جب کیلے کا مربا اور میٹھے میٹھے آم نہیں ملتے تو میں اُن کا نام ہی لے لیکر اپنا دل خوش کر لیا کرتا ہوں -

پرورواوس - ان چیزوں تک رسائی ہونا بھی کوئی بات ہے ؟

ودوشک - تو پھر آپ کی رسائی میں کیا دیر ہے ؟

پروراوس - دل تو میرا ابھی یہی گواہی دیتا ہے۔
چترلیکھا - او بدگمان اب بھی یقین نہین آتا؟
ودوشک - خیر تو ہے؟
پروراوس - میرے تمام جسم مین صرف یہی شانہ جو رتھ کے اُچھلنے سے اُس کے نازنین جسم سے چھو گیا تھا مبارک ہے باقی تمام اعضا رغریب زمین کے لئے بار ہین۔
چترلیکھا - بس اَب کیا دیر ہے؟
اُروسی - (جلدی سے قریب آکر) سکھی مین مہاراج کے سامنے کھڑی ہون مگر وہ تو نظر اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے[1]۔
چترلیکھا - (مُسکراکر) او عجب بے صبر ہو۔ نظر سے غائب ہونے کا ردّ عمل تو کر لیا ہوتا۔
(پردون کے پیچھے سے) دیبی اِدھر سے ادھر سے۔
(سب سُنتے ہین اور اُروسی اپنی سکھی کے ساتھ مایوس سی ہو جاتی ہے)
ودوشک - حضور کچھ سُنا - رانی صاحبہ آرہی ہین - بس اب اپنی زبان کو لگام دیجئے۔
پروراوس - تم بھی اپنے جذبات دلی کا اندازہ نہ ہونے دینا۔
اُروسی - سکھی اَب کیا کرین؟
چترلیکھا - ڈرتی کیون ہو؟ ہم تو نظر سے غائب ہی ہین سفید لباس سے معلوم

[1] کیا زور تخیل ہے۔

ہوتا ہے کہ اُس سے کوئی شکست ملی ہے۔ اور رت کی وجہ سے بھی وہ یہاں زیادہ عرصے تک نہیں ٹھہر سکتی۔ (رانی مع اپنے ہمراہیوں کے جو پوجا کا سامان لئے ہوئے ہیں آتی ہے۔)

رانی۔ (چاند کی طرف دیکھکر) اویہ کیا آج تو ہرن کے سر کی جھنڈی والا محترم دیوتا روہنی سے مل کر اور بھی دل ربا معلوم ہو رہا ہے۔

نپونیکا۔ نہیں یہ بات نہیں حضور راجہ صاحب جان کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے اُس سے بھی زیادہ دل فریب معلوم ہو رہے ہیں۔ (وہ مڑتی ہے)

ودوشک۔ (گھور کر) دوست معلوم نہیں کہ رانی صاحبہ آج مجھے بھی مدد دیں گی۔ مانت کے بہانے سے غصے کو تھوک کر انھوں نے حضور کے عجز و انکسار کی جو تحقیر کی تھی فقط اُس کو مٹانا چاہتی ہیں۔ کیا کہوں آج تو رانی صاحبہ پر ملا کا جوبن ہے۔

پروراوس (مسکرا کر) دونوں باتیں ممکن ہیں۔ مگر میری سمجھ میں دوسری بات آتی ہے۔ کیونکہ سپید کپڑے زیب بدن ہیں۔ اور صرف اسی قدر زیور پر اکتفا کیا گیا ہے جو سہاگ کے لئے لازمی ہے۔ اور دوب سے بالوں کا جوڑا سجا ہوا ہے۔ پس جو اُس کا جسم جس کی شکست ات کی مدد ہو چکی ہے بتارہا ہے کہ آج اُسکے دل پر غرور ہی کا اثر باقی نہیں ہے۔

ملہ جاند پر جو دھبہ ہے اُس کی نسبت شاعرانہ خیال ہے کہ وہ ہرن ہے

ملا ہندوانیگماس کو اس وقت تک ہندو مبرک سمجھتے ہیں اور وہ کیپسی کو خاص کر عزیز ہے

رانی - (قریب آکر) جے جے مہاراج -
ودوشک - دیبی آپ کا تشریف لانا مبارک ہوا - (پروراوس رانی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھاتا ہے)
پروراوس - دیبی خوش آمدید -
اُروسی کی سکھی حقیقت مین رانی دیبی کے لقب کی مستحق ہے - کیونکہ شان و شوکت مین وہ اندر کی رانی سے ذرہ برابر کم نہین ہے -
چترلیکھا - شاباش خوب صاف دلی سے کہا -
رانی - مین حضور کی رہبری سے ایک مَنّت پوری کرنی چاہتی ہون - بس ایک گھڑی کی زحمت معاف فرمائی جائے -
پروراوس - یہ آپ نے خوب فرمایا - آپ کا تشریف لانا تو زحمت نہین بلکہ رحمت ہے -
ودوشک - کاش ایسی زحمت نذر و نیاز کے ساتھ ہمیشہ ترقی پر رہے -
پروراوس - رانی صاحبہ کی مَنّت کا کیا نام ہے ؟
رانی - (نپونیکا کی طرف دیکھتی ہے) -
نپونیکا - سرکار اُس کا نام پریا نوپرسادن (شوہر کی رضامندی) ہے -
پروراوس - (رانی کی طرف دیکھ کر) اگر اتنی ہی بات ہے تو اُو سہاگ والی تو نے اپنے جسم کو جو کنول سے بھی زیادہ نازک ہے کیون اتنی تکلیف دی ؟ کیا تو اُس غلام

کی رسا مسدی حاصل کرنا چاہتی ہے جو دیرینہ لطف عنایت کا طالب ہے؟

اُروسی - مہاراج توراں کا ست ہی اعزاز کرتے ہیں۔

چترلیکھا - ع سادہ لوح ہو۔ عاشق مزاج لوگ جب کسی دوسرے سے دل لگا بیٹھتے ہیں تو ظاہرداری میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

رانی (مسکرا کر) حقیقت میں یہ اسی برت کا اثر ہے جو حضور کی زبان سے یہ لطف ہے۔

وِدوشک - (راجہ سے) آپ کو روکنے کی کیا پڑی ہے؟ عنایت کے خلاف کچھ کہنا دخل نا شکری ہے[1]۔

رانی - چھوکریو پوجا کا ساماں لاؤ۔ تاکہ میں چاند کی شعاعوں کی جو مرصع بارہ دری کی چھت پر پڑ رہی ہیں پوجا کروں۔

چھوکریاں - جو حکم۔ پوجا کا ساماں صندل کا بُرادہ پھول وغیرہ حاضر ہیں۔

رانی - (چاند کی شعاعوں کو چندن کے بُرادے اور پھول وغیرہ سے پوجتی ہے) چھوکریو یہ لڈو آریا مانوک کا حق ہیں۔

چھوکریاں - جو ارشاد۔ آریا مانوک لیجئے۔

وِدوشک - (لڈو کی رکابی لیکر) دیوی سکھی رہو اور تم کو اسی برت کے بہت سے پھل ملیں۔

[1] وِدوشک - اس خیال سے کہتا ہے کہ اگر سب باتیں برت کی تو مری شامت آ جائے گی۔

رانی - مہاراج آپ آپ ذرا ادھر تکلیف فرمائین-

پروراوس - حاضر ہون-

رانی - (راجہ کی پوجا کرنے کے لئے ہاتھہ باندھکر سر جھکاتی ہے) آسمانی جوڑے روہنی اور چاند کو گواہ کرکے مین اپنے سرتاج کو مناتی ہون اور عہد کرتی ہون کہ جس کسی عورت پر میرے سرتاج کی نظر التفات ہو یا جو کوئی اُس کے وصال کی طالب ہو اُس سے مین کبھی رشک وحسد نکرون گی-

اُروسی - مین یہ تو نہین سمجھہ سکتی کہ اُسکے الفاظ کا اصلی مطلب کیا ہے لیکن اس اعتبار کے اظہار سے اتنا تو ہوا کہ میرا دل اُس کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا -

چترلیکھا - سکھی اس شریف بی بی نے تمھارے وصال کی اجازت دے دی - بس اب کچھہ کھٹکا نہین رہا-

ودوشک - (علیحدہ) ماہی گیر مچھلی کے نکل جانے پر مایوس ہوکر کہا ہی کرتا ہے کہ خیر مین نے ثواب ہی کمایا (بآواز) دیبی کیا حضور سے آپ کو اس قدر محبت ہے ؟

رانی - او عقل کے دشمن مین راجہ صاحب کی خوشنودی کی طالب ہون - گو کہ اسمین میری زندگی کی خوشی خاک مین مل جاوے - اس سے سمجھہ لے کہ مجھے اُن سے تعلق خاطر ہے یا کیا ؟

پروراوس - مین آپ کا غلام ہون اور آپ کو اختیار ہے چاہے کسی کو بخش دین

چاہے واپس لے لیں۔ لیکن اوتارک مدن درحقیقت میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تیرا خیال ہے۔

رانی۔ خواہ آپ ایسے ہوں یا نہ ہوں اس سے بحث نہیں ہے۔ اپنی منت پوری کر چکی آؤ چھوڑ کر چلو۔ (رانی روانہ ہوتی ہے)

پروراوس۔ اگر آپ اتنی جلدی چھوڑ کر جارہی ہیں تو میں بس چکا۔

رانی۔ حضور کو معلوم ہے کہ میں اپنے عہد کی پوری ہوں (ہمراہیوں کے ساتھ چلی جاتی ہے)

اُروسی۔ راج رشی کو واپسی بھی بڑی محنت معلوم ہوتی ہے مگر میں تو دل ہار چکی اب واپس لوں تو کیونکر؟

چتر لیکھا۔ کیا اب تم مایوسی کے ساتھ واپس جانا چاہتی ہو؟

پروراوس۔ (پھر اسی جگہ بیٹھ کر) مہارانی ابھی دور تو نہ گئی ہوگی۔

ودوشک۔ جو کچھ فرمانا ہے بلا تامل فرمایئے۔ جس طرح طبیب بیمار کی صحت سے مایوس ہو کر اُس کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اسی طرح رانی نے بھی آپ سے کنارہ کر لیا ہے

پروراوس۔ کاش اُروسی۔

اُروسی۔ ابھی دلی آرزوؤں میں کامیاب ہو۔

پروراوس۔ میرے دل کی مالک گو نظر کے سامنے نہ آئے مگر اس ماریب کی جھنکار ہی سے میرے مشتاق کانوں کو مسرور کردے۔ یا چپکے سے پیچھے سے آکر

اپنے کنول جیسے ہاتھون سے میری آنکھین چھپا لے۔ یا اس محل مین اُترے اور اُس کی چالاک سکھی جبر کرتی ہوئی اُس کو میرے پاس گھسیٹ لائے۔ اور وہ خوف کے مارے قدم قدم پر بدک رہی ہو۔

اُرَوسی - سکھی اس آرزو کو تو مین پورا کیئے دیتی ہون (راجہ کے پیچھے جاکر اُس کی آنکھین بند کرلیتی ہے۔)

چترلیکھا - (ودوشک کو اشارہ کرتی ہے)

پروراوس - (یہ ظاہر کر کے کہ وہ سمجھ گیا ہے) دوست یہ تو وہی پری جمال ہے جو نارائن رشی کی ران سے نکلی تھی۔

ودوشک - یہ کیونکر معلوم ہوا؟

پروراوس - اس کا پہچاننا بھی کوئی بات ہے؟ میرا جسم جو مورد آلام محبت ہے اور کسی کے چھونے سے تروتازہ نہین ہوسکتا۔ گل چاندنی آفتاب کی کرنون سے نہین کھلتے۔ یہ تاثیر صرف چاند کی شعاعون مین ہے۔

پروراوس - اوسندری تمھارا بھی بول بالا رہے (اپنے برابر بٹھا لیتا ہے)۔

چترلیکھا - آپ خوش تو رہے۔

پروراوس - خوشی تو حقیقت مین اب میسر ہوئی ہے۔

اُروسی - سکھی رانی مجھے مہاراج کو عنایت فرما چکی ہین اور اس لیئے مین رانی کے دوست کی حیثیت سے مہاراج کے قریب بیٹھی ہون مجھے کہین غاصب نہ سمجھنا۔

وردوشک۔ کیا آپ کو یہیں آفتاب غروب ہوا؟

پروراوس۔ (اُروسی کی طرف دیکھ کر) اب تو تم میرے من سے مس ہونے کی اس دھبے سے عار ہوئی ہو۔ کہ رانی سے مجھکو ہٹکر دیا ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم نے میرا دل پہلے کس کی اجازت سے چُرایا تھا؟

چترلیکھا۔ جناب مجھے معلوم ہے کہ اس کا جواب نہیں ہو سکتا۔ بس اب میرا بھی التماس سنیئے۔

پروراوس۔ فرمایئے میں ہمہ تن گوش ہوں۔

چترلیکھا۔ بہار کے بعد موسم گرما میں مجھکو بھگوان سورج کی حضوری میں حاضر رہنا پڑتا ہے اس لئے جاتی ہوں۔ مگر آپ سے مجھے امید ہے کہ میری سکھی کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھئیں گے کہ وہ سورگ کا لطف بھی بھول جائے گی۔

وردوشک۔ خیر سے سورگ میں بھی کوئی بات یاد آنے کے قابل ہے؟ کھانا پینا نام کو نہیں۔ اور مچھلیاں تک پلک نہ جھپکانے کی پھٹکار میں مبتلاؔ۔[۵۱]

پروراوس۔ او وحدہ قال۔ سورگ لذات سرمدی سے معمور ہے کون وہاں کے لطف کو بھلا سکتا ہے؟ لیکن ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ پروراوس جس کا دل کسی اور سے نہیں ملتا تمہاری سکھی کا ہمیشہ غلام رہے گا۔

چترلیکھا۔ میں احسان کر کے یہ قبول فرمایئے۔ سکھی اُروسی اب ذرا دل کڑا کر کے مجھے

[۵۱] خیال یہ ہے کہ سورگ کے باشندے کبھی پلک سے پلک نہیں مارتے اور ان کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

رخصت کر۔

اُرَوسی۔(گلے لگا کر) مجھے نہ بھولنا۔

چترلیکھا۔(مسکرا کر) اب چونکہ تم میرے مہربان کے پاس پہونچ گئی ہو اس لیئے یہ درخواست تو مجھے تم سے کرنی چاہیئے۔(راجہ کو آداب عرض کرکے چلی جاتی ہے)۔

ودوشک۔ آرزون کے برآنے پر میری مبارکباد بھی قبول فرمایئے۔

پرورا وس۔ بے شک مین کامیابی کی انتہا پر پہونچ گیا۔ دیکھو مین سچ کہتا ہون کہ مجھے اس خیال سے کہ جہان کی حکومت کا شاہانہ چتر میرے سر پر سایہ فگن ہے۔ اور میرے فرمان ماتحت راجاؤن کی کلغیون کے بوقلمون جواھرات سے مرصع ہین کبھی اتنی خوشی حاصل نہین ہوئی جتنی کہ آج اِس پری کی غلامی سے ہوئی ہے۔

اُرَوسی۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ اس کے جواب مین کیا کہون۔

پرورا وس۔(اُس کا ہاتھ پکڑ کر) حیرت سی حیرت ہے کہ مراد کے حاصل ہو جانے سے حالت ہی بالکل بدل جاتی ہے۔ چاند کی وہی کرنین اب میرے جسم کو تازگی بخش معلوم ہوتی ہین۔ اور عشق کے وہی شرارے روح پرور ہین۔ او دل رُبا کیا کہون جو چیزین پہلے رُوکھی اور دشمنی پر کمر باندھے ہوئے معلوم ہوتی تھین وہی اب تیرے وصال کی بدولت خوش آیند نظر آرہی ہین۔

اُروسی۔ مین نے بڑا قصور کیا کہ آنے مین اتنی دیر لگائی۔

پرورا وس۔ نہین یہ بات نہین ہے۔ جو خوشی مصیبت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ

زیادہ دلکش ہوتی ہے - کیونکہ درختوں کے سایہ کا لطف دھوپ کا مارا مسافر ہی جانتا ہے -

وڈونشک - دوست چاند کی کرنوں کا لطف حورات کو بہت ہی دل ربا معلوم ہوتی ہیں اُٹھا چکے اب آپ آرام فرمائیے -

پروراوس - اچھا تو اپنی صدر مہ کو راستہ بتاؤ -

وڈونشک - یہی ادھر سے (وہ سب مُڑ جاتے ہیں)

پروراوس - اے حسین میری آرزو بس اب اس قدر ہے

اُرُوسی - وہ کیا -

پروراوس - پہلے جب کہ آرزوئے وصال دل ہی میں تھی تو راتیں طول میں کچھ کم معلوم ہوتی تھیں کاش اس تیرے وصال کے بعد بھی وہی طول باقی رہے - اگر ایسا ہوا تو اوکاش اور مجھے خود اپنی خوش قسمتی پر رشک آنے لگے گا -

(سب چلے جاتے ہیں)

ایکٹ چوتھا

اکلوش کا بن جو کوہ گندھامدن کے دامن میں ہے

(پردوں کے پیچھے)

[چترلیکھا اور سہجینا آتی ہیں]

سہجینا - (چترلیکھا کی طرف دیکھ کر) پیاری سکھی تمہارا پژمردہ چہرہ جو کنول کی طرح کمھلایا ہوا ہے دل کی بیقراری کا پتہ دے رہا ہے - آخر کچھ تو معلوم ہو کہ اس پریشانی کا سبب کیا ہے؟ تاکہ میں بھی تمہارے دکھ میں شریک ہوں -

چترلیکھا - کیا کہوں اپنی باری کے مطابق بھگوان سورج کی خدمت گذاری میں مصروف تھی مگر میرا دل اُروسی میں پڑا تھا -

سہجینا - مجھے تم دونوں کی محبت کا حال بخوبی معلوم ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہوا کیا؟

چترلیکھا - پھر میں نے اس کا حال دریافت کرنے کے لئے مکاشفہ کیا اور ایک عجیب دلگداز سانحہ نظر کے سامنے آیا -

سہجینا - (بہت فکر سے) آخر ہوا کیا؟

چترلیکھا - ہوا یہ کہ اُروسی لطف زندگی اٹھانے کے لئے اپنے پیارے راج رشی کے ساتھ جس نے سلطنت کا بار اپنے وزرا پر ڈال دیا تھا - گندھ مدن کے جنگل کو گئی -

سہجنیا۔ سچی بات یہ ہے کہ ایسے خوش نصیبوں ہی میں لطف زندگی حاصل ہوتا ہے
اچھا پھر کیا ہوا؟

چترلیکھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ راج رشی کچھ عرصے تک ایک دیوتا کی بیٹی۔ ادوے وتی کو جو گنگا کے کنارے ریت کے ٹیلے بنا کر کھیل رہی تھی گھورتا رہا۔ اس سے اروسی آگ بگولا ہوگئی۔

سہجنیا۔ ہائے غضب ہوا حقیقت میں زیادتی محبت ذرا سی کج ادائی کو بھی روا نہیں رکھتی۔ اچھا پھر کیا ہوا؟

چترلیکھا۔ راج رشی سے بے حد محبت کی مگر گرو کی بددعا کی وجہ سے کچھ ایسی مبہوت ہو رہی تھی کہ دیوتا کی ممانعت کی پروا نہ کرکے کمار بن[۱] میں گھس چلی گئی جہاں عورتوں کا جانا ممنوع ہے۔ اور داخل ہوتے ہی قلب ماہیت ہو کر انگور کی بیل بن گئی۔

سہجنیا۔ قسمت سے کچھ بھی بعید نہیں۔ افسوس ایسی پرجوش محبت کا دفعۃً ایسا انجام ہو
لیکن یہ تو بتاؤ کہ اب بیچارے راج رشی کا کیا حال ہے۔

چترلیکھا۔ اس کی تو عجیب کیفیت ہے۔ دن رات اپنی معشوقہ کی تلاش میں اسی جنگل میں پریشان و سرگرداں ہے۔ اس کے علاوہ یہ گھنگھور گھٹائیں جو اچھے بھلے جیوں کو پریشاں

[۱] کمار کا اصلی نام کارتکیا ہے شیو کا بیٹا تھا اس کو عفت و عصمت کا اس قدر خیال تھا کہ عورتوں سے اس کو نفرت تھی۔ اس لئے اس مقام میں عورتوں کے جانے کی ممانعت ہے جو کارتکیا کی پوجا کے لئے مخصوص ہیں یا اس سے منسوب ہیں۔

کر دیتی ہین اُس پر غضب ہی ڈھائین گی۔

سہجینا۔ سکھی یقین مانو ایسے نازک بدن زیادہ عرصے تک وقف آلام نہین رہ سکتے عنقریب کسی نہ کسی کی عنایت سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے گی کہ وہ پھر شربت وصال سے سیراب ہون گے۔ اچھا اب بھگوان سورج کے حضور مین جو طلوع ہونے ہی والے ہین حاضر ہون۔ (چلی جاتی ہین) تمہید ختم ہوئی۔

(پردون کے پیچھے)

(پروراوس مجنونون کے لباس مین آتا ہے)

پروراوس۔ او بدمعاش دیو ٹھہر تو کہان میری دلربا کو اُڑائے لئے جا رہا ہے اہا ہا وہ تو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور وہان سے مجھ پر تیر برسا رہا ہے (غور سے دیکھ کر) نہین نہین یہ مغرور مسلح دیو نہین ہے بلکہ پانی بھرا بادل ہے اور یہ پوری کھینچی کمان نہین ہے بلکہ دھنک ہے اور یہ تیر نہین ہین بلکہ ایک تیز جھڑی ہے۔ اور یہ چیز جو اندھیرے مین ایسی چمک رہی ہے جیسے کسوٹی پر سونے کی لکیر بجلی ہے نہ کہ میری پیاری ارؤسی (غور کر کے) ہائے میری کیلے سی ران والی کہان غائب ہو گئی۔ شاید وہ غصے کی وجہ سے اپنی فوق الانسان قوت سے نظرون سے غائب ہو گئی۔ مگر نہین غصہ اُسکے دل مین کہان ٹھہر سکتا ہے؟ نہین۔ نہین۔ یہ تو ممکن ہی نہین۔ آخر اُس کا دل بھی میری محبت سے لبریز ہے۔ یہ بھی نہین ہو سکتا کہ دیوتاؤن کے دشمن اُس کو میرے آغوش محبت سے جدا کر کر لے جائین۔ ہائے پھر کیون نظر سے غائب ہے؟

اے قسمت تجھے کیا کہوں ؟ (ہر طرف دیکھکر اور آہ سرد بھر کر) افسوس جن لوگوں سے قسمت پیٹھ موڑ لیتی ہے اُن پر بلائیں ایک ایک کر کے نازل نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ایک طرف تو اس ناقابل برداشت فراق کی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں اور دوسری طرف نوخیز بادلوں کی بدولت گرمی کی تیزی جاکر موسم بہار ہی خوشگوار ہو گیا ہے (اشکبار ہو کر) واہ یہ بھی کوئی بات ہے اگر میں اپنے درد دل سے عاجز ہوں۔ رتی نک راجہ کا حاکم زماں ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اچھا تو میں برسات کو واپس ہی چلے جانے کا حکم نہ دیدوں ؟ نہیں نہیں ایسا کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اس وقت تو برسات کے تمام آثار میرے ہی شاہانہ کروفر کا سازوساماں کر رہے ہیں۔ چمکدار بادل جن پر بجلی کی سنہری جھالر لگی ہوئی ہے میری گدی کا شامیانہ ہیں۔ نیپ کے درخت اپنی ہری بھری شاخوں سے میرے سر پر چنور ہلا رہے ہیں۔ مور جو موسم گرما کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اور بھی کلیلوں میں ہیں جوش خروش کوک رہے ہیں اور وہ گویا میرے بھاٹ ہیں۔ اور پہاڑ جو آب باراں کو نیچے لئے آ رہے ہیں وہ گویا سوداگر ہیں جو میرے لئے ملک ملک کا نایاب مال لانے میں مصروف ہیں۔ ٹھیک تو ہے لیکن شاہانہ کروفر کی توصیف سے حاصل ؟ پہلے اپنی محبوبہ کو تو اس لق و دق بیاباں سے ڈھونڈھ نکالوں (دیکھکر) افسوس افسوس۔ سمدتار کو اِک اور تازیانہ ہوا ۔ ہائے اس کیلے کے درخت کے سُرخ سُرخ پھول جو شبنم سے لبریز ہیں ۔ مجھے اُس کی غضب ناک آنکھوں کو یاد دلاتے ہیں جو آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔

ہائے کیونکر معلوم ہو کہ وہ کس راستے سے گئی ہے ؟ اگر اُس نازک بدن نے اس صحرائے بے گیاہ کی زمین کو جس کا ریتیلا سطحہ مینھہ کی جھڑیون سے تر بتر ہے اپنے پاؤن سے چھوا ہوتا تو نقش پا ضرور رنگ حنا کی جھلک دکھاتے اور بھاری سرین کی وجہ سے ایڑیون کے پاس سے زیادہ دبے ہوئے معلوم ہوتے (اِدھر اُدھر پھر کر ادھر خوش ہو کر) اہا ہا آخر مجھے ایک ایسی چیز مل ہی گئی جس سے میری نارخِن البیلی کے راستے کا پتہ لگ جائے گا۔

یہ بالیقین اُسی گھری ٹنڈی دال کی انگیا ہے جو غصہ کے مارے لڑکھڑا لڑکھڑا کر چلنے مین گر پڑی ہے۔ رنگت طوطے کے پوٹے کی طرح گہری سبز ہے۔ اور آنسوؤن کے قطرون سے جو اُس کے لب لعلین سے سرخی مستعار لیکر گرے ہین جابجا افشان چنی ہوئی ہے۔ (غور سے دیکھ کر) ہین یہ کیا! یہ تو سبز گھانس کا تختہ ہے جس پر بیر بہوٹیان اینڈ رہی ہین۔ ہائے اس سنسان جنگل مین میری محبوبہ کی خبر کیونکر ملے ؟ (سامنے کی طرف دیکھ کر) اُدہو! وہ دیکھو سامنے کی پتھریلی زمین مین جس سے مینھہ کی جھڑیون کی وجہ سے دھوان سا نکل رہا ہے اُس اونچے پتھر پر کوئی بیٹھا ہے۔ آہا یہ تو مور ہے گو اُس کے کیس پر سامنے کی تیز ہوا تھپیڑے مار رہی ہے مگر وہ گردن اُٹھائے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اور تنے ہوئے سینے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دم مین چنگھاڑتا ہے۔ چلو اسی سے سوال کر کے دیکھین۔ (مور کے قریب جا کر سلام کرتا ہے)۔

اوسیاہی مائل نیلی گردن اور سپید کوؤں کی آنکھوں والے پرندتوتے اس جنگل میں کہیں میری دل ربا مراہی والگروں اور لمبوتی آنکھوں والی ابلی کو دیکھا ہے؟ کیونکہ وہ حقیقت میں دیکھنے کے قابل ہے۔ ہیں یہ کیا وہ تو ٹس سے مس بھی نہ ہوا ملکہ اُلٹا مانچے لگا آمواس حوش کا کیا سے ؟ وان میں سمجھا۔ بات یہ ہے کہ میری سردی کے جاتے ہوجانے کی وجہ سے اُس کو موقع مل گیا کہ اپنے پروں کی لست حوتوقلوں اورپان کی طرح خوش رنگ اور نسیم سحری کے ہلکے جھونکوں سے ورق گردانی میں مصروف ہیں کمتائی کا دعویٰ کرے۔ کیونکہ اگر وہ میری دلفریب بالوں والی ہوتی تو اس کو اُس کے پھولوں سے سجے ہوئے جوڑے کے مقابلے میں جس کی گرہ خوش نعلیوں میں کھل گئی ہوتی تُرے دل کا کیونکر موقع ملتا؟ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ میں ایسے اوچھے سے سوال کرنا کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ جس کو دوسروں کی مصیبت میں مزا آتا ہو (ادھر اُدھر ٹہلتا پھرتا ہے) دیکھو وہ جامن کے درخت کی شاخ پر کوئل بیٹھی ہے اور موسم گرما کے ختم ہوجانے کی وجہ سے آتش عشق اُس کے سینے میں اور بھڑک اُٹھی ہے۔ مشہور ہے کہ پرندوں میں سب سے ہوشیار یہی ہے۔ اس لئے چلو اسی کی منت سماجت کریں۔ عشاق تجھکو ملیک[1] محبت سمجھتے ہیں غرور و نکمت کے توڑنے میں تو یہ غلط کرنے والا تیر ہے۔ بس او خوش گلو یا تو جلدی سے میری محبوبہ کو میرے پاس لے آ۔

[1] ہندوستان کے ہندو شاعروں کا خیال ہے کہ عاشق و معشوق میں اگر جھگڑا ہو گیا ہو تو وہ کوئل کی کوک سنکر مل جاتے ہیں۔

یا مجھے اُس دل رُبا کے پاس پہونچا دے - آپ نے کیا فرمایا ؟ کیا آپ یہ دریافت فرما رہے ہین کہ وہ مجھ جیسے والہ و شیدا کو چھوڑ کر کیون چلی گئی - اگر یہی سوال ہے تو سنیئے - بات یہ ہے کہ وہ بگڑ کر چلی گئی - گو مجھے یاد نہین کہ مین نے کبھی ایک مرتبہ بھی اُس کو ناراضی کا موقع دیا ہو - عورتون کی اپنے عشاق پر ایسی حکومت نہین ہوتی کہ ناراضی کے لئے اُن کے صدق و وفا سے ہٹنے کی ضرورت ہو - واہ یہ بھی خوب ہوئی - وہ تو میری تقریر کو مختصر کر کے اپنے ہی کام مین مصروف ہو گئی - یہ بہت ہی سچا مقولہ ہے کہ دوسرے کی مصیبت خواہ کیسی ہی پر سوز و گداز ہو ٹھنڈی معلوم ہوا کرتی ہے - کیونکہ مجھ جیسے فلک زدہ کی التجا پر کان نہ دھر کر یہ مست چڑیا گدری جامنون کا عرق چوسنے مین ایسی مصروف ہو گئی کہ گویا کسی معشوق کے لب شیرین ہین - خیر جانے دو - اُس کی آواز میری محبوبہ کی طرح سریلی ہے - اس لئے مین اُس کی گستاخی کو نظر انداز کرتا ہون - (آگے بڑھکر سنتا ہے) آہا میرے دہنی طرف سے پازیبون کی جھنکار سُنائی دے رہی ہے - ہو نہ ہو یہ آواز تو میری دل ربا کے خرام ناز کی ہے - چلو ادھر ہی چلین (ادھر اُدھر پھر کر) افسوس افسوس یہ راج ہنس کی قان قان ہے کہ ہر سمت سے گھنگھور گھٹائین اُٹھتے ہوئے دیکھکر مانس[ل] جھیل کو جانے کی خوشی منا رہی ہین - خیر جانے کی مشتاق سہی مگر ابھی تو اسی جھیل مین ہین - اچھا یہ فرصت بھی غنیمت ہے چلو انھین سے اپنی محبوبہ کا حال

[ل] یہ ایک جھیل کا نام ہے جو کوہ ہمالیہ کے اُس طرف کوہ کیلاش پر واقع ہے اس کا نام برہما بھی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ مرغابیان وہین سے ہر سال آیا کرتی ہین -

دریافت کروں۔ (قریب آکر) اوپر دار مخلوق کے بادشاہ ہو یا لی سے بیسدردی کرتے ہو۔ مانس جھیل کو تم بعد میں بھی جاسکتے ہو اور کنول کی شاخیں تمہارا زاد راہ بھی مگر اُس سے بھی ایک لحظہ کے لئے قطع نظر کر سکتے ہو۔ کیونکہ وہ تو موجود ہی ہیں میری محبوبہ کی خبر بتاکر درا میرے درد دل کا علاج تو کرتے جاؤ۔ نیک لوگوں کے نزدیک کسی مستمند کی حاجت روائی خود غرضی پر ہزار درجہ ترجیح رکھتی ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو یہ گریہ کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ مانس جھیل کو جانے کی دُھن میں میں نے اُسکا خیال نہیں کیا۔

اچھا اُو راج ہنس یہ تو بتا کہ اگر تو نے میری کمان ابرو سدری کو تالاب کے کنارے ٹہلتے ہوئے نہیں دیکھا تو بھلا اوڑا کو تو نے اُس کی مستانہ چال کیسے اُڑائی؟ بس او راج ہنس جب تو نے میری دل نواز کی چال اُڑائی ہے تو اُسے بھی پیدا کر۔ کیونکہ جب تیرے پاس سے مال مسروقہ کا ایک حصہ برآمد ہوا ہے تو تو ہی باقی مال کا ذمہ دار ہے[۱]۔ (مسکرا کر) چور کے پاؤں کتنے؟ دیکھو وہ ڈر کے مارے دُم دبا کر بھاگ گیا جانتا ہے کہ میں راجہ ہوں۔

(مسکرا کر) دیکھو وہ چکوا اپنی مادہ کو لئے بیٹھا ہے۔ چلو اُسی سے دریافت کریں۔ او چکوے یہ شخص جو راجہ ہے اور جس کا دل اپنی گول سُرین والی معشوقہ کے فراق میں ہزاروں آرزوں سے بھرا ہوا ہے تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔

۱ چونکہ راج ہنس کو چور قرار دیا ہے اس لئے یہ قانونی کلیہ ثبوت میں پیش کیا ہے۔

کون [1] ہے - کون ہے - ہین کیا مجھ سے پوچھتا ہے کہ مین کون ہون؟ ایسا تو نہ ہوگا نہین وہ بالیقین مجھے نہ جانتا ہوگا - مین وہ شخص ہون جس کے دادا اور نانا چاند اور سورج ہین اور جس کی حکومت اُروسی اور روے زمین دونون نے تسلیم کی ہے - ہین وہ تو چپکا سا ہو گیا - اچھا لاؤ ذرا اُس کو متنبہ ہی کرین - او چکوے جب کہین تیری مادہ تالاب مین کنول کے پتّے کی آڑ مین ایک لحظہ کے لیے بھی آنکھ سے اوجھل ہو جاتی ہے تو تو سمجھتا ہے کہ نہین معلوم کہ وہ کتنے کالے کوسون چلی گئی اور اپنے بیتابانہ شور و شغب سے دھوم مچا دیتا ہے - جب تو اپنی معشوقہ طناز کے جذب الفت کی بدولت درد فراق سے اس قدر ڈرتا ہے تو میرے ساتھ حالانکہ مین حقیقت مین اپنی من موہنی سے بچھڑ گیا ہون تیری ہمدردی کی یہ کیفیت کیون ہے کہ مجھے میری آفت جان کے خبر دینے مین بھی مضائقہ کرتا ہے - حقیقی بات یہ ہے کہ میرے ستارے الٹا اثر دکھا رہے ہین بس کہین اور ہی چلنا چاہیئے (تھوڑی دور جا کر کھڑے ہو کر) نہین نہین ابھی جانا ٹھیک نہین ہے - یہ کنول کا پھول جس کی پنکھڑیون مین ایک بھونرا بھن بھن کر رہا ہے میری دل رُبا کے چہرے کے مشابہ ہے اور بھونرے کی بھن بھناہٹ اُس کی سسکیون کا لطف دے رہی ہے - جو لب لعلین کو چوستے وقت اُسکے مُنہ سے بے اختیار نکلا کرتی تھین - اچھا کنول باسنی بھونرے سے بھی دریافت کر لیتا ہون تاکہ یہان سے جانے کے بعد پچھتاوا نہ ہو -

[1] چکوے کی آواز -

اُودھو۔ اُس جادو بھری آنکھوں والی کی کچھ خبر سُنا (غور کر کے) معلوم ہوا کہ تو نے کبھی اُس سندری کو جو میرے دل کی مالک ہے دیکھا ہی نہیں۔ اگر تجھے کبھی اُس کے دمِ عیسیٰ کا تجربہ ہوا ہوتا تو تو کبھی اس کو ل رجحان بہ دیتا۔ بس اب چلو بھی (مڑ کر) دیکھو وہ سامنے مست ماہا ہاتھی اپنے مادہ کے ساتھ بیت کے درخت کی شاخ پر سونڈ رکھے کھڑا ہے اس سے تو بالیقین میری پیاری کی کچھ خبر مل سکے گی (سوچ کر) لیکن ہاں اس قدر جلد بازی کی کیا ضرورت ہے۔ پہلے وہ اس رنگل کی شاخ کا لطف تو اُٹھا لے جس میں نئے نئے کھلے پھول لگے ہیں اور جس کا عرق شیرینی میں شربت کو مات کر رہا ہے جو اُس کی جان سے عزیز مادہ اپنی سونڈ میں اُٹھا کر دی ہے۔ (تھوڑی دیر انتظار کر کے) اُو ہو کھانے سے فارغ ہو گیا۔ اچھا تو آب پوچھتا ہوں۔ اُو۔ ہاتھیوں کے گلے کے سردار تو نے کہیں اُس سندری کو دور ہی سے سہی دیکھا ہے؟ سنا جس کا ہمدم دوسرا اور حسن کی رعنائی وہ بس نظر اور بالوں کا جوڑا جوہی کے پھولوں سے آراستہ ہے اور وہ جو دسرا آمد عیسیاں مست مار ہے۔ (خوش ہو کر) اس گومتی گرجوش کی بدنگھاڑ سے تو مجھ کو کسی قدر تسکین ہوئی کیونکہ وہ کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے میری دل رُبا کو دیکھا ہے۔ اِس کے علاوہ مجھے باہمی مشابہت کی وجہ سے تجھ سے تعلق خاطر بھی ہے۔ اگر میں راجاؤں کا راجہ کہلاتا ہوں تو تو بھی ہاتھیوں کا راجہ ہے۔ تیرا داںِ[1] مدِ کی شکل میں اور میرا داں جود اور سخاوت کی

[1] داں سنسکرت میں جانوروں کی مستی کو بھی کہتے ہیں اور خیرات کو بھی

دستگیری کی شکل مین ہمیشہ جاری رہتا ہے۔حسینان جہان مین اُروسی مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔اُسی طرح اس گلے بھر مین تیری مادہ بھی ممتاز ہے۔تیری ہر چیز میرے مشابہ ہے لیکن کاش تو ہجر کے صدمون سے کبھی آشنا نہ ہو۔بلکہ ہمیشہ تجھکو امن وراحت نصیب رہے اچھا آپ الوداع۔

(اِدھر اُدھر دیکھ کر) آہا یہ تو ایک خوش فضا پہاڑ ہے جس کا نام سوبھکندر ہے یہ تو خاص پریون کا تفرج گاہ ہے۔شاید میری سندری بھی اُسی کے آس پاس ہوگی۔(مڑکر دیکھ کر) افسوس میری ظلمت عصیان نے بادل کو بھی نور برق سے محروم کردیا مگر مین پہاڑ سے دریافت کیے بغیر ٹلنے والا نہین۔

اُو۔وسیع دامنون والے پہاڑ کیا کبھی میری اُبھرے سینہ گول سرین سڈول جوڑ بند والی پری جمال کا تیرے جنگل مین سے جو حسن وعشق کا مسکن ہے گذر ہوا ہے؟ کیون یہ خاموشی کیسی۔شاید فاصلے کی وجہ سے اُس نے سُنا نہین چلو قریب ہی چل کر پوچھین (مڑکر) اُو پہاڑون کے سردار تو نے اِس پُر فضا جنگل مین میری بچھڑی ہوئی سندری کو دیکھا ہے جو از سرتاپا رعنائی ہے (خوشی سے سُن کر) اچھا تو وہ میرے ہی الفاظ کو دھرا کر کہہ رہا ہے کہ اُس نے دیکھا[۵] ہے۔کاش تیرے کان اس سے بھی بہتر خوش خبری سے محظوظ ہون۔اچھا بتا میری پیاری ہے کہان (پردے کے پیچھے سے

سـ۵ـلـہ اصل مین جو عبارت ہے اُس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہین۔اُو۔راجاؤن کے راجہ مین نے اُس پُرفضا جنگل مین الخ یہان مراد صدائے بازگشت سے ہے۔

یہی الفاظ سن کر) افسوس یہ تو میری ہی الفاظ کی صدائے بازگشت ہے جو کسی کوہ میں گونج کر آ رہی ہے۔ (مایوسی ظاہر کرکے) اب تو میں تھک کر چور ہو گیا۔ اچھا تو اس پہاڑی چشمے ہی کے کنارے بیٹھکر ذرا نسیم بہار کا لطف اٹھاتا ہوں جو موجوں سے اٹکھیلیاں کرتی ہوئی چل رہی ہے۔ اس ندی کا کنارہ نعمت تازگی بخش روح ہے گو کہ اس کا پانی میسمہ کی وجہ سے گدلا ہو رہا ہے۔ یہ ندی موجوں سے پیشانی پر بل ڈالے پھر پھراتی مرغابیوں کی قطاروں سے گردھا باندھے جھاگوں کی سپید داڑھی کو جوشے کے مارے جھٹکی جا رہی ہے سنبھالتی لڑکھڑاتی چلی جا رہی ہے۔ اس سے تو قیاس ہوتا ہے کہ یہ میری وہی قصیل الشل ہے جو ندی کی صورت اختیار کرکے کبھی کبھی میرے قصوروں کا خیال کرکے کٹتی سنلاتی جکر کھاتی جا رہی ہے۔ اچھا چلو اسی سے بات کریں (ہاتھ باندھکر) او معمور سندری تو نے اس غلام کا جو نیا دل دادہ اور شیدائی سے منسر ہے اور جس کی زبان ہمیشہ تیرے یہ الفاظ سے آشنا رہتی ہے کیا ایسا تصور کیا جو اس طرح چھوڑ کر الگ ہو گئی؟ یا حقیقت میں تو ندی ہی ہے۔ کیونکہ اروسی پرورا اس کو چھوڑ کر سمندر کی طرف کیوں جانے لگی؟ قسمت کبھی حسرت و ناامیدی کا ساتھ نہیں دیتی اچھا تو اب میں کسی مقام پر چلتا ہوں جہاں سے میری آنکھوں کا تارہ میری نظر سے اوجھل ہوا (مڑکر اور دیکھ کر) اچھا اس کا سراغ مل گیا۔ یہ دیکھو گل اشرفی[1] کا پیڑ سامنے کھڑا ہے اس کے ایک پھول سے جو موسم گرما کے اختتام کی خبر دے رہا تھا اور دقیق گل

[1] اس درخت میں پھول آتشیں کے جانے کی علامت ہے۔

کے پوری طرح نہ بن چکنے کی وجہ سے کھُرکھرا سا معلوم ہوتا تھا میرے من موہن نے اپنے بالون کو سجایا تہا (مڑکر اور ایک اشوک کا درخت دیکھہ کر)۔

اُو سرخ کلیون والے اشوک وہ پتلی کمر والی اپنے دل باختہ کو چھوڑکر کہان چلی گئی؟ (اس کی چوٹی کو ہوا مین ہلتا ہوا دیکھہ کر) تو بیکار اپنا درد بھرا سر ہلا رہا ہے۔ کیونکہ اگر تو نے اُس کے پاؤن کی ٹھوکر نہین کھائی[ل] تو یہ پھولون کی دولت جن کی پنکھڑیون پر بھونرون کے جھُنڈ کے جھُنڈ گرے پڑتے ہین کیونکر ہاتھہ آئی؟ (غور سے دیکھہ کر آگے بڑھتا ہے) اچھا اب مین اس بارہ سنگھے ہی سے سوال کرتا ہون شاید یہی میری پیاری کی خبر دے سکے۔ یہ کالا چت کبرا بارہ سنگھا حسن بہار کی آنکھہ معلوم ہوتا ہے جو فضائے صحرا مین خود اپنا روپ دیکھنے کے لئے نازل ہوئی ہے (دیکھہ کر) افسوس کیا اُس نے بھی کج خلقی سے میری طرف سے مُنہ موڑ لیا (دیکھہ کر) دیکھو وہ دور سے بارہ سنگے کی مادہ آرہی ہے اور وہ اُس کا ننھا بچہ دودھ پینے کی دھن مین اچھلتا کودتا مچلتا ٹانگون مین لپٹ لپٹ کر قدم قدم پر روک رہا ہے۔ اور بارہ سنگھا ہے کہ گردن جھُکائے اُسی پر نظر جمائے ہوئے ہے گویا کہ اور کچھہ اُس کی نظر مین سماتا ہی نہین۔

او بارہ سنگھون کے ڈار کے سردار۔ تو نے میرے دل کی مالک کو جنگل مین دیکھا ہے؟ مین تجھے اتنا پتا بتائے دیتا ہون تاکہ تجھکو پہچاننے مین دقت نہ ہو۔ اُسکی نظر بازیان بھی ویسی ہی عشوہ زا ہین جیسے کہ تیری بڑی آنکھون والی مادہ کی۔ ہین!

[ل] یہ قدیم خیال ہے کہ جب تک اس درخت پر کوئی حسین عورت لات نہ مارے یہ پھولتا پھلتا نہین ہے۔

کیا اُس نے بھی اسی مادہ کی طرف منہ پھیر لیا اور میری داد و بیداد کی پرواہ نہ کی؟ یہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ جب انسان مصیبت کا شکار ہوتا ہے تو ہر طرف سے اُسکی توہین ہی توہین ہوا کرتی ہے۔ اچھا یہاں سے بھی چلو (غور سے دیکھ کر) یہ غار میں گہرے سُرخ رنگ کی چیز کیا چمک رہی ہے؟ چونکہ اُس کے گرد شعاعوں سے ایک ہالہ سا بنا ہوا ہے اس لئے وہ ہرن کا گوشت تو نہیں ہو سکتا۔ جو بھیڑیا مار کر ڈال گیا ہو۔ شاید آگ کی چنگاری ہو لیکن ابھی تو مینہ برس چکا ہے۔ (غور کر کے) آہا یہ تو ایک گوہر جوش آب ہے جس کا رنگ گل اشرفی کے گچھے کو مات کر رہا ہے اور جس کے لینے کے لئے خود آفتاب کرنوں کے ذریعے سے ہاتھ بڑھا رہا معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو پھر میرا دل لبھائے لیتا ہے اچھا اٹھائے لیتا ہوں۔ افسوس وہ سندری جس کے ہار سنگھار کے پھولوں سے جھکے ہوئے جوڑے میں یہ رہنے کے قابل تھا وہ تو مجھ سے بچھڑ گئی۔ پھر میں اِن کو لے کر کیا کروں؟ اسے تو اُس کو صرف آنسوؤں سے تر کرنا مقصود نہیں ہے (پردوں کے پیچھے سے آواز) بچے۔ اسے اٹھا لے۔ اس جواہر کا نام سنگ میا (جواہر وصال) ہے اور یہ اُس سُرخ لاکھی رنگ سے پیدا ہوتا ہے جس سے پاربتی[1] کے پاؤں رنگیں کئے جاتے ہیں جب یہ جسم پر پہنا جاتا ہے تو عاشق و معشوق کے وصال کا موجب ہوتا ہے۔

[1] سمجھا جاتا ہے کہ پاربتی جب اپنے پاؤں دھوتی ہے تو رنگ دھل کر کسی گڑھے میں جمع اور سخت ہو کر لعل بن جاتا ہے۔

راجہ۔ (سُنکر) یہ کون ہے جو مجھپر اس طور پر حکومت کر رہا ہے؟ (ہر طرف دیکھ کر) ہان یہ کوئی رشی ہے جس نے ہرن کا بھیس لے لیا ہے شاید اُس کو میرے حال پر رحم آگیا۔ جناب قدسی مآب مین آپ کے اس مشورہ کا ممنون ہوا۔ اُودسنگ مینا۔ اگر تونے اُس پتلی کمر والی سندری سے ملا دیا جو مجھ سے بچھڑ گئی ہے تو مین تجھے اُسی طرح پر رکھون گا۔ جس طرح ایشور نے ہلال کو اپنے تاج مین لگایا ہے۔ (پھر مڑکر اور دیکھ کر) نہین معلوم میرا دل کیون خود بخود اس بیل کو دیکھ کر بگڑ رہا ہے حالانکہ اس مین پھول تک نہین۔ کہین ایسا تو نہ ہو کہ اُسی کی طرف متوجہ ہونا مناسب حال ہو وہ ایک دُبلی پتلی نازنین کے مشابہ ہے جس کے لب لعلین آب اشک سے دھوئے گئے ہون کیونکہ اُس کے پتے بھی مینھ کی پھوار سے تر بتر ہین۔ اور جس کا جسم زیور سے عاری ہو کیونکہ اُس کے پھولنے پھلنے کا موسم بھی گذر چکا ہے۔ اور جو اندوہ زا سکوت مین مبتلا ہو کیونکہ یہ بھی بھونرون کی بھن بھناہٹ سے محروم ہے۔ اس سے تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ یہ وہی چڑچڑی البیلی ہے اور میرے قدمون پر گرنے کے بعد خود بخود جوش ندامت سے عرق عرق ہو گئی ہے۔ چونکہ وہ میری من موہن سے اس قدر ملتی جلتی ہے۔ اس لئے مین ذرا اُس کو گلے سے چپٹا کر محظوظ ہوتا ہون (بیل کو گلے لگاتا ہے اور اُس کے بجائے اُروسی نمودار ہوتی ہے)۔

راجہ۔ (جسم کے چھونے کو محسوس کرتا ہے مگر آنکھین بند ہین) آہا۔ میرے بدن مین تو ایسی سنسنی آرہی ہے کہ گویا اُروسی کے جسم سے چھو گیا۔ مگر مجھے یقین نہین آتا۔ کیونکہ جس کسی

جیر کوبھی میں اپنی محبوبہ سمجھتا ہوں وہ کچھ اور ہی ثابت ہوتی ہے۔ بس یہی بہتر ہے کہ تھوڑی دیر آنکھیں بند کئے کھڑا رہوں۔ کم سے کم لمس سے تو یہی محسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنی محبوبہ سے ہم آغوش ہوں۔ (آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر) ارے واہ۔ یہ تو میری ہی جان جہاں ہے۔

اُروسی۔ (آنکھوں میں آنسو بھر لاکر) مہاراج کی جے۔

پروراوس۔ اُروسی تیرے فراق سے جو اندھیرا چھا گیا تھا اُس میں غوطے کھاتے کھاتے خوش قسمتی سے پھر تیرا دیدار نصیب ہو گیا اس طرح کہ مردہ دوبارہ زندہ ہو جائے۔

اُروسی۔ چونکہ میری قوت مدرکہ برقرار رہی اس لئے مجھے حضور کا سب حال معلوم ہے۔

پروراوس۔ معلوم نہیں کہ تم کیا کہتی ہو۔

اُروسی۔ میں بیان کرتی ہوں لیکن پہلے میں معافی کی خواستگار ہوں کہ اسی خفگی سے حضور کو اس دھمر ہو گیا۔

پروراوس۔ اوہا ہوں مال تجھ کو میرے منانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تیرے دیکھتے ہی سے میرے حواس اندرونی و بیرونی تازہ دم ہو گئے اب یہ بتا کہ میری جدائی میں تجھ پر کیا گذری؟

اُروسی۔ مہاراج سُنیئے۔ بھگوان کارتکیا نے عصمت دائمی کا عہد کر کے گندھ مدن کے دامن میں ایک جنگل میں جس کا نام اکلوش ہے سکونت ڈالی اور یہ قانون بنادیا۔

پرورا وس - وہ کیا؟

اُروسی - وہ یہی کہ جو عورت اس قطعہ مین قدم رکھے گی وہ فوراً قلب ماہیت ہو کر بیل بنجائے گی اور اُس وقت تک اپنی اصلی حالت پر نہ آئے گی جب تک کہ وہ گوہر آبدار ہاتھ نہ آ سکے جو پاروتی کے پاؤن کے دھوون سے بنتا ہے - چونکہ گرو کی بددعا سے میرے حواس مختل ہو رہے تھے اس لئے مین آپ کی منت وسماجت کی پروا نہ کر کے کمارین مین گھسی چلی گئی اور وہان قدم رکھتے ہی بیل بنگئی -

پرورا وس - خیر کچھ پروا نہین - ہان اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ تم جو مجھکو تھک تھکا کر کروٹ بدل کر سوتا دیکھ کر یہ سمجھتی تھین کہ کسی دور دراز سفر پر گیا ہوا ہون اتنی مدت تک میری جدائی گوارا کرتین - مجھے اس جواہر کی بدولت پھر لذت وصال نصیب ہوئی ایک رشی نے بتایا تھا کہ اُسی کے ذریعے سے پھر تم ملو گی جیسا کہ تم نے ابھی بیان کیا ہے (جواہر اُس کو دکھاتا ہے) -

اُروسی - او ہو یہ تو سنگ ملاپ ہے اسی کی بدولت مین حضور کے بیل کو چھاتی سے لگاتے ہی اپنی اصلی حالت پر آگئی - (جواہر لے کر اپنے جوڑے مین لگا لیتی ہے)

پرورا وس - اُو سندری بس ذرا دیر اسی طرح کھڑی رہ یہ تیرا چہرہ جواہر کی سرخ شعاعون سے منور ہو کر اُسی طرح دمک رہا ہے جس طرح گل لالہ صبح کی سُہانی دھوپ مین -

اُروسی - پرانستھان سے آئے ہوئے زمانہ ہوا - آپ کی رعایا مجھ پر الزام دے رہی

ہوگی بس اب واپس تشریف لے چلیے۔

پروراوس۔ تمہاری جو مرضی۔

اُرَوسی۔ حضور کس سواری میں تشریف لے چلیں گے؟

پروراوس۔ اُدستوح رفتار ایک سے مار ڈار کے عمارے میں لے چل جس پر دھنک کی خوش رنگ گلکاریاں ہوں اور ہر طرف بجلی کی جھنڈیاں لہرا رہی ہوں۔

(ایکٹ چوتھا ختم ہوا)

ایکٹ پانچواں

راجہ پرواوس کا محل

(وِدوشک مست خوش خوش آتا ہے)

وِدوشک۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میرا دوست نندن بن[1] اور دوسرے دیوتاؤں کے بنگلوں میں مدت تک لطف رنگی اٹھانے کے بعد اُروسی کو لے کر واپس آیا۔ اب سوائے اولاد کے کوئی حسرت باقی نہیں رہی۔ آج تو کچھ عجب دھوم دھام سے

[1] نندن بن سے مراد راجہ اندر کے باغ سبھا سے ہے کہ یہ من کے ایک حصہ پر واقع ہے دیوتاؤں کی سیرگاہ ہے۔

مہاراج اپنی رانیون کے ساتھ گنگا جمنا کے بابرکت سنگم مین اشنان کر کے محل کو واپس آ گئے ہین اور تبدیل لباس مین مصروف ہین یہ موقع بہت اچھا ہے چلو وہین چلین۔ کیا عجب ہے کہ کچھ بچے کھچے پھول اور خوشبوئین پہلے ہمارے ہی ہاتھ لگ جائین۔

پردے کے پیچھے سے) افسوس افسوس ہم اُس جواہر بے بہا کو جو حضور کی رانیون کے جوڑون کو زیب دینے کے قابل تھا ایک کھجور کے پتون کی پٹاری مین ریشمی رومال سے ڈھکے ہوے لیجا رہے تھے کہ ایک چیل گوشت کی بوٹی سمجھکر جھپٹا مار کر لیگیئی۔

ودوشک۔(سُن کر) یہ تو غضب ہو گیا اُس جواہر کو جس کا نام سنگ مینا ہے میرے دوست بہت ہی عزیز رکھتے تھے اور شاید اسی لیے حضور یون ہی بلا تبدیل لباس اس طرف آ رہے ہین اچھا تو مین بھی اُنھین کے پاس نہ چلون۔(راجہ اور اُس کے ہمراہی حالت پریشانی داخل ہوتے ہین)

پرورادس۔ دیکھو دیکھو وہ چور اپنی جان کا دشمن پرند کہان گیا جس نے اتنی بڑی جرأت کی کہ خود اُس شخص کے گھر مین ڈاکہ ڈالا جو سب کا پالنے والا ہے۔

کیراتی[۱]۔ وہ ملاحظہ ہو وہ ہوا مین منڈلاتا ہوا اچلا جا رہا ہے۔ گویا جواہر کے سرخ رنگ سے آسمان پر نقش و نگار بنانا چاہتا ہے وہ دیکھیے جواہر کی طلائی زنجیر اُس کی چونچ سے لٹک رہی ہے۔

پرورادس ۔ ہان وہی ہے۔ یہ پرند جواہر کو طلائی زنجیر کے ساتھ چونچ مین لٹکائے

[۱] کیراتی میر شکار کو کہتے ہین۔

ہوئے ہوا میں جلدی جلدی پھیر سے لے رہا ہے جس کی وجہ سے یاقوت کی طرح شعاعوں نے آسمان میں اس طور پر آتشیں حلقے نمودار کر دئے ہیں کہ گویا جلتی ہوئی سیٹی پھرائی جا رہی ہے۔ اب کیا کیا جائے ؟

وددوشنک ۔ (قریب آ کر) ایسے غداروں کے ساتھ رحم کا موقع نہیں ہوتا بس یہی کرنا چاہیے کہ مجرم کو سزا دی جائے۔

پروراوس ۔ سچ کہا۔ لانا میری کمان (ایک یونی[۲۵] جو راجہ کی سلاح دار ہے کمان لیے جاتی ہے)۔

پروراوس ۔ ددشت پرند تو نظروں سے غائب ہو گیا۔

وددوشنک وہ گوشت خوار موذی جنوب کی طرف گیا ہے۔

پروراوس ۔ (مڑکر دیکھتا ہے) ہاں اب نظر آیا۔ اس پرندے گویا سمت جنوب کے الوکے جوڑے میں اس یاقوت سے جس کی آب و تاب سے مدنظر کو گل آتشی کے گچھے کی طرح سرخ کر دیا ہے زیور پہنا رکھا۔

یونی ۔ (کمان لیکر آتی ہے) حضور کمان اور دستانہ حاضر ہے

پروراوس ۔ اب کمان کا کام نہیں پرند تیر کی رد سے باہر نکل گیا۔ اے یہ پرند اس دُر شہوار کو لیکر اتنی دور نکل گیا ہے کہ بعینہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت مریخ کسی سیاہ بادل کے ٹکڑے کے پاس چمک رہا ہو (کنچوکی کی طرف دیکھکر) لا تو اپنی

۲۵ قدیم ہندوستانیوں کا دستور تھا کہ وہ یونی قوم کی عورتوں سے سلاح برداری و غیرہ کا کام لیا کرتے تھے یونی سے مراد یونانی یا تاتاری وغیرہ سے ہے۔

طرف سے کوتوال[۱] کو حکم دو کہ شام کے وقت جب یہ پرند بسیرے کے لئے اُترے تو اُسکا شکار کر لیا جائے۔

کنچوکی۔ جو حکم۔ (چلا جاتا ہے)۔

وِدوشک۔ حضور آپ ذرا تشریف رکھیں یاقوت کا چور سزا سے بچکر کہاں جا سکتا ہے؟

پروراوس۔ (وِدوشک کے پاس بیٹھکر) دوست مجھے جواہر کا خیال اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ بیش بہا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ سنگ مینا ہے اور اُس کی بدولت مجھے اپنی محبوبہ کا وصال نصیب ہوا۔

وِدوشک۔ یہ تو آپ پہلے ہی فرما چُکے ہین۔ (کنچوکی یاقوت اور ایک تیر لیکر آتا ہے)۔

کنچوکی۔ مہاراج کی جے! مجرم پرند ایک دوسری چھاونی مین یہ تیر کھاکر جو حضور ہی کا اقبال مجسم ہے جواہر لے گرا۔ (سب لوگ تعجب ظاہر کرتے ہین) حضور یاقوت جو پانی سے پاک کیا جا چُکا ہے کس کے حوالے کرون؟

پروراوس۔ کراتی اُس کو آگ سے پاک کرکے ایک پٹاری مین رکھ دے۔

کراتی۔ جو ارشاد (جواہر لے کر جاتی ہے)۔

پروراوس۔ لاتو یا کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ تیر کس کا ہے؟

کنچوکی۔ اِس پر کچھ نام سا تو لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر میری نظر کام نہین کرتی۔

[۱] کوتوال شہر کو سنسکرت مین ناگرک کہتے ہین۔

پروراوس۔ اٹھاؤ ادھر تو لاؤ (کیوکی لاتا ہے پروراوس دل ہی دل میں پڑھکر جوش مسرت سے پھول جاتا ہے)

کیوکی۔ تو اب اجازت ہے؟ (چلا جاتا ہے)

وودوسنگ۔ حضور کس سوچ میں ہیں۔

پروراوس۔ پہلے اُس شخص کا نام تو سُن لو جس نے یہ تیر چلایا ہے۔ (پڑھتا ہے) یہ تیر ہے کماندار اوس کا جو ایلؔ اور اُروسی کا پوت اور دشمنوں کا ہلاک کرنے والا ہے۔

وودوسنگ۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ حضور کو ور مدیہ کی برکت حاصل ہوئی۔

پروراوس۔ لیکن یہ ہوا تو کیونکر۔ میں ہوا سے ماہیس[۵۲] کے تہوار کے بعد کبھی اُروسی سے جدا نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی کوئی حمل کی علامت دیکھی پھر بچہ پیدا ہوا تو کیونکر۔ بس صرف اتنا ہی ہوا کہ چند روز تک اُس کی آنکھیں خمار آلود۔ اُس کی چھاتوں کی گھنڈیاں سیاہی مائل اور اُس کا چہرا انگور کے پتے کی طرح زرد معلوم ہوتا تھا۔

وودوسنگ۔ آپ نے پریوں کو بھی انسان سمجھا ہے؟ وہ اپنی فوق الانسان قوت سے اپنی تمام حرکات و سکنات کو ہم سے پوشیدہ رکھ سکتی ہیں۔

پروراوس۔ خیر یوں ہی سہی۔ مگر بچہ ہونے کا حال پوشیدہ رکھنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

---

[۵۱] پروراوس کو اس نام سے اس وجہ سے مخاطب کیا گیا ہے کہ اُس کی ماں ایلا تھی۔

[۵۲] ماہیس ایک دیوتا کا نام ہے جو صحرائے ماہیش میں ہوا کرتی تھی جس کا معمولی دوران چوڑاؤ رود سے لنکر شوندن تک تھا۔

وددوشک - آسمانی پریون کے راز کی تہ کو کون ہوچ سکتا ہے؟ (کنچوکی آتا ہے)۔
کنچوکی - مہاراج کی جے - حضور ایک تاپسی[۵۱] رشی چیون[۵۲] مہاراج کے مٹھ سے ایک لڑکے کو ہمراہ لیکر آئی ہے اور حضوری مین حاضر ہونے کی پروانگی چاہتی ہے۔
پروراوس - اچھا اُن دونون کو فوراً حاضر کرو۔
کنچوکی - جو حکم - (جا کر تاپسی اور ایک لڑکے کو جس کے ہاتھ مین تیر و کمان ہے ساتھ لاتا ہے)
کنچوکی - بھگوتی ادھر سے (سب مُڑتے ہین)
وددوشک - (دیکھکر) شاید یہی وہ بہادر لڑکا ہے جس کے ہلالی تیر نے چیل کا نشانہ اُڑایا - دیکھیے حضور سے کس قدر مشابہ ہے۔
پروراوس - بے شک یہی بات ہو گی کیونکہ اُس کی نظر کے سامنے آتے ہی میری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے - دل مین محبت پدری موج زن ہوئی اور قلب پر خود بخود خوشی چھائی جاتی ہے بے اختیار یہ جی چاہتا ہے کہ متانت کو بالائے طاق رکھکر اُس کو زور سے اپنے کپکپاتے سینے سے چپٹا لون۔
کنچوکی - بھگوتی بس یہین تشریف رکھیے (تاپسی اور لڑکا ٹھہر جاتے ہین)۔

۵۱ تاپسی راہبہ۔

۵۲ چیون بھرگو کا بیٹا بیوجا کے بطن سے جو پرورش ہوا ہے - چونکہ اُس کی ماں کو ایک رکس بحالت حمل اُڑا لے گیا تھا جس کے صدمے سے وہ قبل از وقت پیدا ہوا اس لئے اُس کا نام چیون رکھا گیا۔

پرورادس - امان پالاگن قبول فرمایئے۔

تاپسی - اُوماموریدر مسیون کی نسل تیری بدولت قائم رہے (دل ہی دل میں) اُوہو - راج رشی تو ناتے بعیر رشتہ سے واقف معلوم ہوتا ہے - (باآواز) بچے اپ کوآداب بجالا۔

لڑکا - (لڑکا ادب سے ہاتھ باندھ کر سر جھکاتا ہے)

پرورادس - تمہاری عمر میں برکت ہو۔

لڑکا - (دل میں) جب صرف ہنس کر کر راجہ باپ اور میں اُس کا بیٹا ہوں جوش محبت سے میری یہ حالت ہو رہی ہے تو اُن لوگوں کا کیا عالم ہو گا جن کو اپنے باپوں کی گود میں کھیلنا نصیب ہوتا ہوگا۔

پرورادس - بھگوتی - آپ کا یہاں کس غرض سے آنا ہوا؟

تاپسی - سنیئے جناب اس فرزند اپنے ایوس کو بعض وجوہ سے اُرویسی نے پیدا ہونے کے ساتھ ہی میرے سپرد کیا اور جو رسوم مثلاً جات کرم[1] وغیرہ چھتریوں کے لئے ضروری ہیں وہ سب محترم چیون نے ادا کئے اور ویدکی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اُسکو فنون جنگ بھی سکھائے۔

[1] یہ رسم پیدائش کے وقت ادا کی جاتی ہے اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ نال کاٹنے سے پہلے شہد اور گھی سونے کے چمچے میں بچے کو چٹایا جاتا ہے - باپ کو یہ رسم ادا کرنی پڑتی ہے - اگر وہ نہ ہو تو کوئی اور بھی ادا کر سکتا ہے۔

پروراوس۔ حقیقت مین یہ اُس کی بڑی خوش قسمتی تھی۔

تاپسی۔ آج وہ رشیون کے بچون کے ساتھ جنگل سے پھل اور لکڑیان لانے گیا تو اُس سے ایک ایسا فعل سرزد ہوگیا جو مٹھ مین رہنے والون کے لئے سزاوار نہین ہے۔

ودوشک۔ (نہایت تردد سے) وہ کیا؟

تاپسی۔ کہتے ہین کہ اُس نے ایک چیل کے تیر مارا جو ایک درخت کی چوٹی پر گوشت کی بوٹی لیے بیٹھی تھی۔

ودوشک۔ (راجہ کی طرف دیکھتا ہے)

پروراوس۔ تو پھر کیا ہوا؟

تاپسی۔ یہ خبر سُن کر محترم چیون نے مجھکو حکم دیا کہ جس کا بچہ ہے اُسی کے پاس پہونچا دون۔ بس مین اُروسی سے ملنا چاہتی ہون۔

پروراوس۔ بھگوتی تشریف تو رکھیے۔

تاپسی۔ (ایک آسن پر جو اُس کے لئے لایا جاتا ہے بیٹھ جاتی ہے)

پروراوس۔ لاتویا ذرا رانی اُروسی کو یہان آنے کی زحمت دو۔

کنچوکی۔ جو حکم (چلا جاتا ہے)

پروراوس۔ (لڑکے کی طرف دیکھ کر) آؤ آؤ یہان آؤ۔ کہتے ہین بیٹے کا جسم چھجانے سے رگ رگ مین مسرت سرایت کرجاتی ہے پس میرے پاس آکر میرا اُسی طرح دل

ٹھنڈا کر جس طرح چندر کانت[1] چاند کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے۔

تاپسی۔ بیچے اپنے باپ کی خوشی پوری کر۔

کمار۔ (راجہ کے پاس جا کر اُس کے پاؤں چھوتا ہے)

پرورادس۔ (کنور کو گلے لگا کر پاؤں رکھنے کی چوکی پر بٹھاتا ہے) بچے ڈر نہیں اس بہیں کو بھی جو تیرے باپ کا دوست ہے آداب کالا۔

وِدوشک۔ ڈرسے اُس کی بلا۔ کیا وہ منھ میں رکھ کر سدروں سے مہربانوں ہوگا

کمار۔ ماما سکار۔

وِدوشک ٹھیک رہو۔ (کھوکی اُروسی کو لیکر آتا ہے)

کنچوکی۔ یہی اس راستے سے۔

اُروسی۔ (کنور کی طرف دیکھ کر) یہ کون ہے جو کاں لگائے پاؤں رکھنے کی چوکی پر بیٹھا ہے اور اس کے بالوں میں خود مہاراج انگلیوں سے کنگھی کر رہے ہیں (تاپسی کو دیکھ کر) ماں ساتاوتی کی سوگی سے تو پایا جاتا ہے کہ یہ میرا ہی پیارا آیوس ہے جسم سندور پر پڑے سے چوٹ نکلے ہیں۔

پرورادس (الٹی کو دیکھ کر) دیکھو وہ تمھاری ماں آ رہی ہے جس کی نگاہ تمھارے ہی چہرے پر جمی ہوئی ہے اور جیکے محرموں سے دودھ ٹپکا پڑتا ہے۔

تاپسی۔ بیچے ابھی ماں کے پاس جا۔

[1] چندر کانت ایک قسم کا جواہر ہے جو چاند کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے۔

کمار۔(جاتا ہے)۔

اُروسی۔ مائی میرا آداب قبول فرمائیے۔

تاپسی۔ بچی اپنے شوہر کی نظر مہر سے شاد و آباد رہ۔

کمار۔ امان جان۔ مین بھی آداب عرض کرتا ہون۔

اُروسی (کمار کو گلے لگا کر اور اُسکا چہرہ اوپر اُٹھا کر) بچے اپنے باپ کا مطیع و فرمان بردار رہ (راجہ کے قریب آکر) مہاراج کی جے۔

پروراوس۔ بچے والی کا آنا مبارک ہوا۔ یہان تشریف رکھیے (تخت پر برابر بٹھاتا ہے) (اُروسی بیٹھ جاتی ہے۔ (اپنی اپنی جگہ سب بیٹھ جاتے ہین)

تاپسی۔ یہ ایوس جو آپ تعلیم سے فارغ ہو چکا ہے۔ اب زرہ[1] پہننے کے قابل ہو گیا ہے پس مین تمھاری امانت مہاراج کے سامنے تمھارے سپرد کرتی ہون اب مجھے جانے کی پروانگی دو کیونکہ مٹھ مین کام کا ہرج ہو رہا ہو گا۔

اُروسی۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کو بہت دنون کے بعد دیکھا ہے۔ اس لئے چھوڑنے کو جی نہین چاہتا لیکن چونکہ روکنا مناسب نہین ہے اس لئے اب رخصت ہو جیئے مگر پھر ضرور تشریف لائیگا۔

پروراوس۔ مائی محترم چیون سے میرا بہت بہت آداب عرض کیجیے۔

تاپسی۔ بہت بہتر۔

[1] چھتریون کے لڑکے جب سن بلوغ کو پہونچتے تھے تو زرہ پہننا شروع کرتے تے۔

کمار- بھگوتی اگر حقیقت میں تم جا رہی ہو تو مجھے بھی اپنے ہمراہ لیتی چلو۔
پروراوس- پیارے بیٹے تیری عمر کا پہلا دور ختم ہوا۔ اب دوسرے دور کے شروع ہونے کا زمانہ ہے۔
تاپسی- بچے باپ کے ارشاد کی تعمیل کر۔
کمار- اچھا تو میرا مور ہی جو بدیا جس کا نام سی کنٹھ ہے اور جو مجھ سے اس قدر مانوس تھا کہ اگر میں کبھی اُس کا سر سہلاتا تھا تو وہ میری گود میں آنکھیں بند کر کے پڑ جاتا تھا۔
تاپسی- (ہنسکر) بہت اچھا تم سب سنتا دو آماد رہو (چلی جاتی ہے)
پروراوس- او قسمت کی لاڈلی آج جو مجھے تیرے لعل کا یہ ہوشیار لڑکا دکھا نصیب ہوا ہے تو خوشی مسرت سے میری وہی کیفیت ہے جو اندر کی پولومی کے پیٹ سے جینت[۱] کے پیدا ہونے سے ہوئی تھی۔
اُروسی- (کچھ یاد کر کے رونے لگتی ہے)۔
وِدوشک- دیوی یہ دفعۃً رونے کا کیا سبب ہے؟
پروراوس (بہت تردد سے) جب کہ میرا دل اپنے خاندان کے قائم رہنے کے خیال سے باغ باغ ہو رہا ہے تو اے دلبری ان آنسوؤں کے پیہم قطروں سے اسے

[۱] اندر کی بی بی ساچی جو کہ پلومس کی بیٹی تھی جس طرح کہ ساچی اندریانی کہی جاتی ہے اسی طرح حقیقت میں پُلومی سمجھا جاتا ہے۔

اُبھرے ہو۔ سینہ پر ایک دوسرا موتیون کا ہار پہنّے کی کیا وجہ ہے؟ (اُس کے آنسو پونچھتا ہے)۔

اُروسی - کیا کہون حضور مین ایک بات اپنے بچے کو دیکھکر بھول گئی تھی اب اندر کا نام لئے جانے سے مجھے اُس کا حکم یاد آگیا - اور دل مین بجلی سی کوندگئی۔

پرُوراوس - وہ حکم کیا ہے؟

اُروسی - جب میرا پیارا دوست راج رشی اپنے بیٹے کا چہرہ جو تیرے بطن سے ہوگا دیکھے تو میرے پاس واپس چلی آنا - اور اسی لئے حضور سے مین نے جدا ہونے کے خوف سے بچّے کو پیدا ہوتے ہی تعلیم کے بہانے سے بھگوتی ساتیا وتی کے سپرد کردیا۔ اور اُس نے اس خیال سے کہ اب وہ اپنے باپ کی خدمت کے لائق ہوگیا ہے میری بڑی عمر والے بچّے کو واپس کیا - پس میرا قیام حضور کے پاس ختم ہوا (سب رنج وغم ظاہر کرتے ہین)۔

پرُوراوس (آہ سرد بھرکر) افسوس قسمت انسان کی خوشی کی دشمن ہے - اُو نازکبدن اِدھر مجھکو اولاد کی طرف سے اطمینان ہوا اُدھر تیرا درد فراق آنکھین دکھانے لگا۔ میری کیفیت بالکل اُس مصیبت زدہ درخت کی سی ہے جس کو گرمی کے صدمے سہتے سہتے برسات کی ابتدائی پھُوار سے تسکین کی امید ابھی بندھنے بھی نہ پائی ہو کہ بجلی کا ایک ہی شعلہ جلاکر خاک سیاہ کردے۔

ودوشک - یہ واقعہ بھی ایسا ہی مصیبت زدہ ثابت ہوا - میرے خیال مین اب

حضور جہالوں کا لباس پہنکر کسی جنگل میں سلطنی کڑال کرتیاس میں مصروف ہوں گے۔
اُرَوسی ۔ اپنے لائق و فائق بیٹے کے ملنے کے بعد سوگ کھانے سے میری بدنصیبی حضور کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا کرے گی کہ میں اپنی غرض حاصل کرنے کے بعد چلتی پھرتی نظر آئی۔

پروراوس ۔ بس ایسا لفظ زباں سے نہ نکالو ۔ بالعداری جس کا ایک ادنیٰ درجہ تعریف ہے اپنی مرضی کے مطابق چلنے کی منافی ہے۔ پس اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرو میں بھی راج سے دست بردار ہو کر اور تمھارے بیٹے ایوس کو اپنی جگہ گدی پر بٹھا کر جنگلوں میں ہرنوں کی ڈاروں کے ساتھ آوارہ گرد رہوں گا
کمار ۔ ماماں یہ عقل کی بات نہ ہوگی کہ جس بوجھے کی برداشت بڑے بیل سے ہوتی تھی اُس کا بار ایک بچھڑے کی گردن پر ڈالا جائے۔

پروراوس ۔ میرے بخت جگر شکاری ہاتھی گو بچہ ہی ہو معمولی ہاتھیوں کو زیر کر لیا کرتا ہے۔ سانپ کے بچے کا زہر بھی آناً فاناً میں سرایت کر جاتا ہے۔ راجہ گو بچہ ہی ہو مگر وہ روئے زمین کی حفاظت کی قابلیت رکھتا ہے سوائے اس کے معصی کو انجام دینے کی قوت عطیہ فطرت ہے اور صرف عمر کے بڑے ہونے سے حاصل نہیں ہوتی سالاتو یا ۔ میری طرف سے مجلس وزرا کو حکم دے کہ ایوس کی گدی نشینی کی تیاری کریں ۔
کنچوکی ۔ جو ارشاد (سب لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں چوندھیا گئیں)۔
پروراوس ۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) مطلع تو صاف ہے پھر بجلی کو ندی کیوں کر ؟

اُروسی - (غور سے دیکھہ کر) او ہو یہ تو بھگوان نارد[51] چلے آتے ہین -

پرورا وس - ہان یہ بھگوان نارد ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بالون کی لٹین گروچن[52] کی دھاریان بنی ہوئی ہین - اور اُن کا جنیو چاند کی کرنون کی طرح چمک رہا ہے اور سوتیون کی بہترین لڑیان اُن کے زیب بدن ہین وہ بعینہ ایک متحرک کلپاورکھشا[53] جس کی شاخین سونے کی ہون معلوم ہوتا ہے (پوجا کا سامان تو لاؤ)

اُروسی - (پوجا کا سامان ہاتھہ مین لیکر) بھگوان منی کی پوجا کا سامان حاضر ہے -

(نارد داخل ہوتا ہے)

نارد - عالم وُسطےٰ کے فرمان روا کی جے -

پرورا وس - (اُروسی سے پوجا کا سامان لیکر پیش کرتا ہے) اے قابل احترام بزرگ میرا آداب نیاز قبول ہو -

اُروسی - بھگوان منی مین بھی آداب عرض کرتی ہون -

کمار - جناب تقدس مآب ایوس پسر اُروسی بھی آداب بجالاتا ہے -

۵۱ نارد کا جسم بجلی کی طرح چمکتا اور اُس کے بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید سے زردی مائل ہو گئے ہین -

۵۲ یہ ایک زرد رنگ کی دوا ہوتی ہے جو گاے کے سر مین سے نکلتی ہے اور ایک زرد رنگ کے دھاریدار پتھر کا بھی نام ہے -

۵۳ کلپاورکھشا ایک شجر بہشتی مثل شجر طوبیٰ کے ہے جس کی صفت یہ ہے کہ جس چیز کی دل مین خواہش ہو اُس کو پورا کرتا ہے -

نارد - تم سب کی عمر دراز ہو۔

پروراوس - حباب اس آسن پر لطف فرمائیں - (نارد اُس پر بیٹھ جاتا ہے اور اُسکے بیٹھنے کے بعد اور سب لوگ بھی بیٹھتے ہیں)۔

نارد - مہاراج آپ اندر کا پیغام ذرا گوش دل سے سُنیئے۔

پروراوس - میں ہمہ تن گوش ہوں۔

نارد - اندر کو سب حال علم غیب سے معلوم ہو گیا ہے۔ اور اُس کی آپ سے جو جنگل میں جا کر تپس لینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں چاہت ہے ۔۔۔

پروراوس - کیا حکم ہے ؟

نارد - رشیوں نے جن کے سامنے ماضی حال و استقبال مثل آئینہ کے ہیں پیشین گوئی کی ہے کہ دیوتاؤں اور راکسوں میں ایک بڑی جنگ ہونے والی ہے لہذا تم جو ہمارے قوت بازو ہو کر سے ہتیار رکھو لو - اُروسی تمہاری زندگی تک تمہارے پاس رہے گی۔

اُروسی - کیا کہوں میرے دل سے تو کسی نے کانٹا سا نکال لیا۔

پروراوس - میں دیوتاؤں کے سردار کا تابع فرمان ہوں۔

نارد - بہت درست اندر تمہاری خواہشیں پوری کرتا ہے تم کو اندر کی مرضی پوری کرنی چاہیئے۔ آفتاب آگ روشن کرتا ہے اور آگ سے آفتاب کی گرمی بڑھتی ہے (آسمان کی طرف دیکھکر) اری رمبھا وہ سامان تو لا جو اندر نے جوانے دستمال کے

سے کمار ایوس کے یوراج[1] مقرر کیے جانے کے لیے تیار کیا ہے۔

(پریان سب سامان لیکر آتی ہین)۔

پریان- بھگوان سامان حاضر ہے۔

نارد- بڑی عمر والے کمار کو اس طلائی تخت پر بٹھاؤ۔

رمبھا- بچے ادھر آ (کمار کو تخت پر بٹھاتی ہے)۔

نارد- (پانی کا لوٹا[2] کمار کے سر پر ڈال کر) رمبھا اب باقی رسم تم پوری کرو۔

رمبھا- (تمام رسوم ادا کر کے) بیٹے مقدس رشی اور اپنے والدین کو آداب عرض کر۔

کمار- (ہر ایک کو اُن کے درجے کے مطابق سلام کرتا ہے)

نارد- تو خوش نصیب ہو۔

پروراوس- تو خاندان کا چراغ ہو۔

اُرَوسی- باپ کا مورد عنایت رہے (دو بھاٹ پردون کے پیچھے سے)۔

پہلا بھاٹ- کمار کی جے۔ جس طرح کہ آسمانی رشی آتری خالق اکبر کے مشابہ تھا اور چاند آتری کے اور بدھ ٹھنڈی روشنی والے چاند کے اور ہمارے ان داتا بدھ کے اُسی طرح تو اپنے صفات حمیدہ سے اپنے باپ کی نقل ہو تیرے عالی شان

[1] یوراج ولی عہد۔

[2] اس رسم کو زبان سنسکرت مین ابھی شنک کہتے ہین اور اسکو صرف برہمن ہی ادا کرتے ہین۔

حاندان پر تمام رکتیں حقیقت میں ختم ہیں۔

دوسرا بجھاٹ - جس طرح کہ گنگا کا پانی کوہ ہمالیہ اور سمندر میں تقسیم ہو کر زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے اُسی طرح آنے راج تمہارے اس باپ میں جو عزم و استقلال میں فرد ہے اور تم میں جو ادائے فرض منصبی اور جرأت و ہمت میں بے نظیر ہو تقسیم ہو کر رونق تازہ پائے گا۔

پریان - (اُرونسی کے قریب آکر) ہم تم کو مبارکباد دیتے ہیں کہ تمہارا لخت جگر تحت نشین ہوا اور تم کو بھی اپنے سرتاج کے سایہ میں رہنے کی اجازت ملی۔

اُرونسی - کچھ میری خصوصیت نہیں اس مبارکباد میں ہم سب شریک ہیں (کمار کا ہاتھ پکڑ کر) آ اپنی بڑی ماں کو سلام کر۔

کمار - (اپنی جگہ سے اُٹھنے کا قصد کرتا ہے)

نارد - ذرا دم لو- ماں کے ساتھ جانے کی حاجت نہیں ہے - تمہارا بیٹا یوں جس شان و شوکت سے آج یوراج مقرر ہوا ہے اُس سے اندر کے کارتکیا کا سپہ سالار فوج کا سیناپتی مقرر کرنے کا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

پروراوس - جب جانب کی اُس کے حال پر اس قدر عنایت ہے تو وہ اپنے آپ کو کسی لائق ثابت کر کے رہے گا۔

سلے اتری ایک مشہور رشی ہے جو برہما کا بیٹا تھا اور اتری کا بیٹا چاند ہے اور چاند کا بیٹا بدھ اور بدھ کا بیٹا پروراوس جس سے بیٹے اپنے باپوں کا مت تھے۔